اس کتاب میں آپ پڑھیں گے۔۔۔

- تعویذات لکھنے، لٹکانے، گھول کر پینے اور دم کرنے کا ثبوت
- تعویذات پر کیے جانے والے اعتراضات کے جوابات
- تعویذات لکھنے میں ستاروں کی رعایت کا حکم
- بدشگونی اور نحوست کی حقیقت
- تعویذات بیچنا کیسا ہے؟
- جادو اور جادوگر کے احکام

مصنف

مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ العالی

مکتبہ بہار شریعت
داتا دربار مارکیٹ لاہور 0322-4304109

احکام تعویذات

مع

تعویذات کا ثبوت

مصنف

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ العالی

مکتبہ بہار شریعت

داتا دربار مارکیٹ لاہور 0322-4304109

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ
وعلیٰ اٰلک واصحابک یاحبیب اللہ

نام کتاب ______ احکام تعویذات مع تعویذات کا ثبوت

مصنف ______ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ العالی

ناشر ______ مکتبہ بہار شریعت دربار مارکیٹ، لاہور

صفحات ______ 200

قیمت ______ 160/-

اشاعت اول ______ جمادی الثانی 1433 بمطابق مئی 2012ء

ملنے کے پتے

- مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ، لاہور
- مکتبہ فیضان مدینہ، فیصل آباد
- مکتبہ شمس وقمر، بھاٹی گیٹ، لاہور
- مکتبہ اہلسنت، فیصل آباد
- مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی
- برکات المدینہ، کراچی
- مکتبہ قادریہ، کراچی
- مکتبہ فیضان سنت نزد فیضان مدینہ بس سٹاپ گجرانوالہ
- کرمانوالہ بک شاپ لاہور
- مکتبہ غوثیہ عطاریہ بالمقابل بلدیہ اوکاڑہ

فہرست

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

مقدمہ: تعویذات کا ثبوت

اس کتاب میں قرآن کریم، احادیث مبارکہ، فرامین صحابہ، ارشادات ائمہ اور اقوال فقہاء و مفسرین ومحدثین سے تعویذات اور دم کرنے کو ثابت کیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں یقیناً شفا ہے

تعویذات میں عموماً قرآن مجید کی آیات اور اسماء الٰہی لکھے ہوتے ہیں اور ان ہی کو پڑھ کر دم کیا جاتا ہے، لہٰذا تعویذات سے استفادہ کرنے والا قرآن سے شفا طلب کرنے والا ہے اور یقیناً قرآن کریم میں شفا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾

ترجمہ: اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔

(پ15 سورہ بنی اسرائیل، آیت 82)

یہی مضمون احادیث میں بھی موجود ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ الدَّوَاءِ الْقُرْآنُ۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن بہترین دوا ہے۔

(ابن ماجہ، باب الاستشفاء بالقرآن، ج2، ص1169، دار الکتب العربیہ، مصطفی البابی مصر)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالشِّفَاءَيْنِ: الْعَسَلِ وَالْقُرْآنِ

ترجمہ: تم دو شفائیں اپنے اوپر لازم کر لو: شہد اور قرآن۔

(ابن ماجہ، باب العسل ج2،ص1142،مصطفی البابی مصر)

اور تفاسیر میں اس آیت کے تحت مفسرین نے قرآن کے شفا ہونے کو بیان کیا ہے۔ چنانچہ ابن قیم نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا:

ومن هاهنا لبيان الجنس، لا للتبعيض، فإن القرآن كله شفاء۔

ترجمہ: من یہاں پر بیانِ جنس کے لیے ہے، تبعیضیہ نہیں ہے، کہ قرآن مجید تو کل کا کل ہی شفا ہے۔

(التفسیر القیم سورۃ الاسراء تحت الآیۃ82،ج1،ص363،مکتبہ ہلال،بیروت)

قرآن مجید جسمانی بیماریوں کے لیے بھی شفا ہے

علامہ ماوردی شافعی اور علامہ ابن جوزی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس آیت ﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ کی تفسیر میں لکھا:

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ يحتمل ثلاثة أوجه: أحدها: شفاء من الضلال لما فيه من الهدى، الثاني: شفاء من السقم لما فيه من البركة، الثالث: شفاء من الفرائض والأحكام لما فيه من البيان۔

ترجمہ: قرآن شفا ہے اس میں تین احتمالات ہے: (1) قرآن گمراہی سے شفا ہے کیونکہ اس میں ہدایت ہے۔ (2) قرآن جسمانی بیماریوں سے شفا ہے کیونکہ اس میں برکت ہے۔ (3) قرآن فرائض اور احکام سے شفا ہے کیونکہ اس میں ان کا بیان ہے۔

(النکت والعیون، ج3،ص268،دار الکتب العلمیہ بیروت)☆(زاد المسیر فی علم التفسیر سورۃ

الاسراء تحت الآیۃ82،ج3،ص49،دار الکتاب العربی بیروت)

علامہ بیضاوی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

والمعنى أن منه ما يشفي من المرض كالفاتحة وآيات الشفاء۔

ترجمہ: مطلب یہ کہ قرآن مجید میں وہ ہے جو مرض کے لیے شفا ہے جیسا فاتحہ اور آیاتِ شفا۔

(تفسیر بیضاوی سورۃ الاسراء تحت الآیۃ82،ج3،ص265،دار احیاء التراث العربی بیروت)

علامہ نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

شفاء من الأمراض الروحانية كالعقائد الفاسدة والأخلاق الذميمة ومن الأمراض الجسمانية أيضا لما في قراءته من التيمن والبركة و حصول الشفاء للمرض كما قال صلى الله عليه وسلم: من لم يستشف بالقرآن فلا شفاه الله۔

ترجمہ: قرآن امراضِ روحانیہ سے شفا ہے جیسا کہ برے عقائد اور برے اخلاق سے شفا دیتا ہے اور امراض جسمانیہ سے بھی شفا ہے کیونکہ اس کی قراءت میں برکت اور بیماریوں سے شفا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص قرآن مجید سے شفا حاصل نہ کرے تو اسے اللہ تعالیٰ شفا نہیں دیتا۔

(تفسیر غرائب القرآن، ج4،ص379،دار الکتب العلمیہ بیروت)

قرآن مجید سے دم کر کے اور تعویذ لکھ کر شفا حاصل کرنا

شوکانی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا:

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي معنى كونه شفاء على القولين الأول: أَنَّهُ شِفَاءٌ

ترجمہ: قرآن پاک کے شفا ہونے کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے، اس بارے

لِلْقُلُوبِ بِزَوَالِ الْجَهْلِ عَنْهَا وَذَهَابِ الرَّيْبِ وَكَشْفِ الْغِطَاءِ عَنِ الْأُمُورِ الدَّالَّةِ عَلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهُ، الْقَوْلُ الثَّانِي: أَنَّهُ شِفَاءٌ مِنَ الْأَمْرَاضِ الظَّاهِرَةِ بِالرُّقَى وَالتَّعَوُّذِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ، وَلَا مَانِعَ مِنْ حَمْلِ الشِّفَاءِ عَلَى الْمَعْنَيَيْنِ مِنْ بَابِ عُمُومِ الْمَجَازِ، أَوْ مِنْ بَابِ حَمْلِ الْمُشْتَرَكِ عَلَى مَعْنَيَيْهِ۔

میں دو قول ہیں: (1) یہ دلوں کو شفا دیتا ہے اس طرح کہ اس سے جہالت، شک اور اللہ تعالیٰ پر دلالت کرنے والے امور سے پردے ختم ہوجاتے ہیں۔ (2) قرآن مجید دم اور تعویذ وغیرہ کے ذریعہ ظاہری امراض کے لیے شفا ہے۔ شفا کو ان دونوں معنوں پر محمول کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے عموم مجاز کے طور پر یا مشترک کو دو معنوں پر محمول کرتے ہوئے۔

(تفسیر فتح القدیر للشوکانی سورۃ الاسراء تحت الآیہ 82، ج3، ص300، دار ابن کثیر، بیروت)

علامہ فخر الدین رازی، صاحب تفسیر خازن اور صاحب تفسیر قاسمی رحہم اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَأَمَّا كَوْنُهُ شِفَاءً مِنَ الْأَمْرَاضِ الْجُسْمَانِيَّةِ فَلِأَنَّ التَّبَرُّكَ بِقِرَاءَتِهِ يَدْفَعُ كَثِيرًا مِنَ الْأَمْرَاضِ، وَلَمَّا اعْتَرَفَ الْجُمْهُورُ مِنَ الْفَلَاسِفَةِ وَأَصْحَابِ الطِّلَسْمَاتِ بِأَنَّ لِقِرَاءَةِ الرُّقَى الْمَجْهُولَةِ وَالْعَزَائِمِ الَّتِي لَا يُفْهَمُ مِنْهَا شَيْءٌ آثَارًا عَظِيمَةً فِي تَحْصِيلِ الْمَنَافِعِ وَدَفْعِ الْمَفَاسِدِ، فَلِأَنْ تَكُونَ

ترجمہ: قرآن مجید کا امراض جسمانیہ سے شفا ہونا اس لیے ہے کہ قرآن کی قرائت کی برکت سے امراض دور ہوتے ہیں۔ جب اکثر فلاسفہ اور اصحاب طلسمات نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مجہول دم اور منتر جن کا کوئی مفہوم سمجھ نہیں آتا منافع کی تحصیل اور مفاسد کو دور کرنے میں عظیم تاثیر رکھتے ہیں تو

قِرَاءَةُ هٰذَا الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ الْمُشْتَمِلِ عَلَى ذِكْرِ اللّٰهِ وَكِبْرِيَائِهِ وَتَعْظِيمِ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَتَحْقِيرِ الْمَرَدَةِ وَالشَّيَاطِينِ سَبَبًا لِحُصُولِ النَّفْعِ فِي الدِّينِ وَالدُّنْيَا كَانَ أَوْلَى وَيَتَأَكَّدُ مَا ذَكَرْنَا بِمَا رُوِيَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ لَمْ يَسْتَشْفِ بِالْقُرْآنِ فَلَا شَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالَى۔

قرآن عظیم کا پڑھنا جو ذکر اللہ، اللہ کی کبریائی، ملائکہ کی تعظیم اور سرکشوں اور شیاطین کی تحقیر پر مشتمل ہے دین و دنیا کے نفع کے حصول کا بدرجۂ اولیٰ سبب ہوگا، اس بات کی تائید نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے، فرمایا: جو قرآن سے شفا حاصل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے شفا نہیں دیتا۔

(تفسیر کبیر، سورۃ الاسراء تحت الآیۃ 82، ج21، ص390، دار احیاء التراث العربی، بیروت) (تفسیر القاسمی، ج6، ص497، دار الکتب العلمیہ بیروت) (تفسیر خازن، سورۃ الاسراء تحت الآیۃ 82، ج3، ص144، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اچھے طریقے سے علاج کیا جائے تو قرآن مجید میں ہر بیماری کا علاج ہے

زاد المیعاد میں ابن قیم نے لکھا:

فَالْقُرْآنُ هُوَ الشِّفَاءُ التَّامُّ مِنْ جَمِيعِ الْأَدْوَاءِ الْقَلْبِيَّةِ وَالْبَدَنِيَّةِ، وَأَدْوَاءِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَا كُلُّ أَحَدٍ يُؤَهَّلُ وَلَا يُوَفَّقُ لِلِاسْتِشْفَاءِ بِهِ، وَإِذَا أَحْسَنَ الْعَلِيلُ التَّدَاوِيَ بِهِ، وَوَضَعَهُ عَلَى دَائِهِ بِصِدْقٍ وَإِيمَانٍ، وَقَبُولٍ تَامٍّ، وَاعْتِقَادٍ جَازِمٍ، وَاسْتِيفَاءِ

ترجمہ: قرآن پاک تمام امراض قلبیہ اور بدنیہ، امراض دنیا و آخرہ کے لیے کامل شفا ہے، ہر کوئی قرآن پاک سے شفا حاصل کرنے کا اہل نہیں، جب بیمار نے اچھے طریقے سے قرآن سے علاج کیا اور صدق، ایمان، اعتقاد جازم اور حصول شفا کی شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے

شُرُوطِهٖ، لَمْ يُقَاوِمْهُ الدَّاءُ أَبَدًا. وَكَيْفَ تُقَاوِمُ الْأَدْوَاءُ كَلَامَ رَبِّ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ الَّذِي لَوْ نَزَلَ عَلَى الْجِبَالِ لَصَدَّعَهَا، أَوْ عَلَى الْأَرْضِ لَقَطَّعَهَا، فَمَا مِنْ مَرَضٍ مِنْ أَمْرَاضِ الْقُلُوبِ وَالْأَبْدَانِ إِلَّا وَفِي الْقُرْآنِ سَبِيلُ الدَّلَالَةِ عَلَى دَوَائِهٖ وَسَبَبِهٖ۔

اسے بیماری پر استعمال کیا تو بیماری اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی، اور بیماری کیسے زمین وآسمان کے رب کے کلام کا مقابلہ کرسکتی ہے، وہ کلام کہ اگر اسے پہاڑوں پر نازل کیا جاتا تو پھٹ جاتے اور اگر زمین پر نازل کیا جاتا تو اسے کاٹ دیتا، پس امراض قلبیہ اور امراضِ جسمانیہ میں کوئی ایسا مرض نہیں ہے جس کا سبب اور اس کی دواء کی قرآن میں دلالت نہ ہو۔

(زاد المعاد لابن قیم، باب القرآن، ج4، 322، موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

زاد المعاد ہی میں ہے:

مِنَ الْمَعْلُومِ أَنَّ بَعْضَ الْكَلَامِ لَهُ خَوَاصُّ وَمَنَافِعُ مُجَرَّبَةٌ، فَمَا الظَّنُّ بِكَلَامِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، الَّذِي فَضْلُهُ عَلَى كُلِّ كَلَامٍ كَفَضْلِ اللّٰهِ عَلَى خَلْقِهٖ الَّذِي هُوَ الشِّفَاءُ التَّامُّ، وَالْعِصْمَةُ النَّافِعَةُ، وَالنُّورُ الْهَادِي، وَالرَّحْمَةُ الْعَامَّةُ الَّذِي لَوْ أُنْزِلَ عَلَى جَبَلٍ؛ لَتَصَدَّعَ مِنْ عَظَمَتِهٖ وَجَلَالَتِهٖ قَالَ تَعَالَى: ﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا

ترجمہ: یہ بات معلوم ہے کہ بعض کلاموں کے خواص اور منافع مجرب ہیں، تو تمہارا اللہ تعالیٰ کے کلام کے بارے میں کیا گمان ہے جس کو تمام کلاموں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی فضیلت اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق پر ہے، وہ قرآن جو شفائے تام ہے، نافع پناہ گاہ ہے، نور ہدایت ہے، رحمتِ عامہ ہے، اگر وہ کسی پہاڑ پر نازل کیا جاتا تو وہ پہاڑ اس

هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ وَ"مِنْ" هَاهُنَا لِبَيَانِ الْجِنْسِ لَا لِلتَّبْعِيضِ۔۔۔۔ فَمَا الظَّنُّ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ الَّتِي لَمْ يُنَزَّلْ فِي الْقُرْآنِ، وَلَا فِي التَّوْرَاةِ، وَلَا فِي الْإِنْجِيلِ، وَلَا فِي الزَّبُورِ مِثْلُهَا۔

کی عظمت اور جلالت سے پھٹ جاتا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے ﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ اور من یہاں بیانِ جنس کے لیے ہے نہ کہ تبعیض کے لیے، (جب قرآن مکمل شفا ہے تو) سورۂ فاتحہ کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے کہ جس کی مثل خود قرآن میں نازل نہ ہوئی، اور نہ ہی تورات، انجیل اور زبور میں نازل نہ ہوئی۔

(زاد المعاد لابن قیم ملخصاً، باب القرآن، ج4، 162، موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

باب اول: دم کرنے کا ثبوت

اس میں ان شاء اللہ احادیث، ارشاداتِ صحابہ، اقوالِ علماء وفقہاء سے دم کرنے کا ثبوت پیش کیا جائے گا۔

جبریل علیہ السلام نے بخار کا دم کیا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ کو بخار ہے، ارشاد فرمایا: جی ہاں، تو حضرت جبریل نے ان الفاظ میں دم کیا:

بِاسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ اللهُ يَشْفِيكَ بِاسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام سے آپ پر دم کرتا ہوں ہر اس شے سے جو آپ کو ایذاء دیتی ہے، اور ہر شر کرنے والے سے اور حسد کرنے والے کی نظر سے، اللہ تعالیٰ آپ کو شفا عطا فرمائے، میں آپ پر اللہ تعالیٰ کے نام سے دم کرتا ہوں۔

(صحیح مسلم، ج4، ص1718، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ إِذَا اشْتَكَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقَاهُ جِبْرِيلُ، قَالَ: بِاسْمِ اللهِ يُبْرِيكَ وَمِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيكَ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ، وَشَرِّ كُلِّ ذِي عَيْنٍ۔

ترجمہ: جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیمار ہوتے، جبریل علیہ السلام ان کو یوں دم کرتے: بِاسْمِ اللهِ يُبْرِيكَ وَمِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيكَ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ وَشَرِّ كُلِّ ذِي عَيْنٍ، ترجمہ: اللہ کے نام سے جو آپ سے بیماری کو دور فرمائے، آپ کو ہر بیماری سے شفاء عطا فرمائے، اور حاسد کے حسد سے محفوظ فرمائے، اور ہر آنکھ والے کی نظرِ بد سے بچائے۔

(صحیح مسلم، ج4، ص1718، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اللہ عزوجل نے جبریل علیہ السلام کو دم کرنے کے لیے بھیجا

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے پاس جبریل امین علیہ السلام آئے اور کہا کہ آپ کے رب نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ کو دم کروں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا سر کھول دیا، تو جبریل علیہ السلام نے یہ دم تین مرتبہ کیا:

بسم الله أرقيك من كل شيء يؤذيك من شرّ كلّ عَيْنٍ حاسدٍ أرقيك ورددها ثلاثاً۔

(جامع الاحادیث، باب الهمزة مع التاء، ج1، ص186)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دم کی اجازت عطا فرمائی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ وَالْحُمَةِ وَالنَّمْلَةِ۔

نظر بد، زہریلے ڈنک اور دانوں میں دم کی اجازت عطا فرمائی۔

(مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب الرقیۃ، ج4، ص1725، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے، انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا:

إِنَّ وَلَدَ جَعْفَرٍ تُسْرِعُ إِلَيْهِمُ الْعَيْنُ أَفَأَسْتَرْقِي لَهُمْ؟ قَالَ: نَعَمْ فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقُ الْقَدَرِ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ۔

ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم! جعفر کی اولاد کو جلد نظر لگ جاتی ہے، میں ان کو دم کردوں، فرمایا: ہاں کیجئے۔ اگر کوئی چیز تقدیر سے بڑھ جاتی تو اس پر نظر بڑھ جاتی۔

(سنن ترمذی، ابواب الطب، باب ما جاء فی الرقیۃ من العین، ج4، ص395، مصطفی البابی، مصر)

☆(مسند احمد، باب حدیث اسماء بنت عمیس، ج45، ص462، موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ لِي خَالٌ يَرْقِي مِنَ الْعَقْرَبِ فَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّقَى، قَالَ: فَأَتَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ نَهَيْتَ عَنِ الرُّقَى، وَأَنَا أَرْقِي مِنَ الْعَقْرَبِ، فَقَالَ: مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ۔

ترجمہ: میرے ایک ماموں بچھو سے دم کیا کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے دم سے منع فرمایا، تو وہ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم آپ نے دم سے منع فرمادیا اور میں بچھو سے دم کرتا ہوں، فرمایا: تم

سے جو اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ مدد کرے۔

(صحیح مسلم، باب استحباب الرقیۃ من العین، ج4، ص1726، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

حضرت ابو الزبیر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ کو فرماتے سنا، فرما رہے تھے:

لَدَغَتْ رَجُلًا مِنَّا عَقْرَبٌ وَنَحْنُ جُلُوسٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرْقِي؟ قَالَ: مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ۔

ترجمہ: ایک آدمی کو بچھو نے ڈس لیا اور ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے، ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں دم کروں؟ فرمایا: تم میں سے جو اپنے مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے تو پہنچائے۔

(صحیح مسلم، باب استحباب الرقیۃ من العین، ج4، ص1726، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

أَرْخَصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رُقْيَةِ الْحَيَّةِ لِبَنِي عَمْرٍو۔

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے بنی عمرو کو سانپ کا دم کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

(صحیح مسلم، باب استحباب الرقیۃ من العین، ج4، ص1726، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے دم کرنے کا حکم فرمایا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں:

أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے

اَوْاَمَرَاَنْ یُسْتَرْقٰی مِنَ الْعَیْنِ۔

نظر بد سے دم کرنے کا حکم فرمایا۔

(بخاری، باب رقیۃ العین، ج 7، ص 132، دار طوق النجاۃ)

یہ حدیث مسلم شریف میں بھی کچھ الفاظ کی تبدیلی سے موجود ہے۔

(مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب الرقیۃ، ج 4، ص 1725، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی فِی بَیْتِھَا جَارِیَۃً فِی وَجْھِھَا سفعۃ یَعْنِی صُفْرَۃٌ فَقَالَ: اسْتَرْقُوا لَھَا فَاِنَّ بِھَا النَّظْرَۃَ۔

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے گھر میں ایک لڑکی دیکھی جس کے چہرے پر زرد چھائیاں تھیں یعنی زردی تھی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کو دم کروا دو کہ اسے نظر بد ہے۔

(بخاری، باب رقیۃ العین، ج 7، ص 132، دار طوق النجاۃ)

یہ حدیث مسلم شریف میں بھی کچھ الفاظ کی تبدیلی سے موجود ہے۔

(مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب الرقیۃ، ج 4، ص 1725، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

جس دم میں کوئی ممنوعہ بات نہ ہو اس کی اجازت عطا فرمائی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

نَھَی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّقٰی فَجَاءَ آلُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقَالُوا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّہُ کَانَتْ عِنْدَنَا رُقْیَۃٌ نَرْقِی بِھَا مِنَ الْعَقْرَبِ وَاَنْتَ نَھَیْتَ عَنِ الرُّقٰی فَعَرَضُوْھَا عَلَیْہِ فَقَالَ: مَا اَرٰی بِھَا بَاْسًا مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یَنْفَعَ اَخَاہُ فَلْیَنْفَعْہُ۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دم سے منع فرمایا تو عمرو بن حزم کے گھر والے آئے اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس دم ہے جسے ہم بچھو سے (کاٹنے پر) کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دم سے منع فرما دیا ہے، انہوں نے وہ دم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پیش کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم اس میں کوئی حرج نہیں دیکھتے، تم میں سے جو اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے، وہ اسے نفع پہنچائے۔

(مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب الرقیۃ، ج 4، ص 1726، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ابن شہاب زہری بیان کرتے ہیں:

لَدَغَ بَعْضَ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیَّۃٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ھَلْ مِنْ رَاقٍ؟ فَقَالُوا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ آلَ حَزْمٍ کَانُوا یَرْقُوْنَ رُقْیَۃَ الْحَیَّۃِ فَلَمَّا نَھَیْتَ عَنِ الرُّقٰی تَرَکُوْھَا فَقَالَ: ادْعُوا عمارۃ بن حزم فَدَعَوْہُ فَعَرَضَ عَلَیْہِ رُقَاہُ فَقَالَ: لَا بَاْسَ بِھَا فَاَذِنَ لَہُ فِیْھَا فَرَقَاہُ۔

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی کو سانپ نے ڈس لیا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا کوئی دم کرنے والا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آل حزم سانپ کا دم کرتے ہیں، جب سے آپ نے منع فرمایا ہے انہوں نے دم کرنا چھوڑ دیا ہے، ارشاد فرمایا: عمارہ بن حزم کو بلاؤ، لوگ انہیں بلا لائے، انہوں نے آ کر حضور کی بارگاہ میں اپنے دم کے الفاظ سنائے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس دم میں کوئی حرج نہیں، انہیں اجازت عطا فرمائی لہٰذا انہوں نے دم کیا۔

(زاد المعاد لابن قیم، فصل ھدیہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الرقیۃ، ج 4، ص 170، موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّقَى، فَجَاءَ آلُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهُ كَانَتْ عِنْدَنَا رُقْيَةٌ نَرْقِي بِهَا مِنَ الْعَقْرَبِ، وَإِنَّكَ نَهَيْتَ عَنِ الرُّقَى، قَالَ: فَعَرَضُوهَا عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَا أَرَى بَأْسًا مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دم سے منع فرمایا، تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: ہمارے پاس بچھو دم ہے جو ہم بچھو کے کاٹنے پر کرتے ہیں اور آپ نے انہیں منع فرمایا دیا ہے، صحابہ کرام نے وہ دم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنایا تو ارشاد فرمایا: میں اس میں کچھ حرج نہیں سمجھتا، جو اپنے مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے تو پہنچائے۔

(صحیح مسلم، باب استحباب الرقیۃ من العین، ج 4، ص 1728، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

دم کرنا منع نہیں جب کہ اس میں شرکیہ کلمات نہ ہوں

حضرت عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

كُنَّا نَرْقِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرَى فِي ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: اعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ۔

ترجمہ حضرت عوف ابن مالک اشجعی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم دورِ جاہلیت میں دم کرتے تھے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ اس بارے میں آپ کی کیا رائے عالی ہے تو فرمایا ہم پر پیش کرو جھاڑ پھونک (دم کرنے) میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ اس میں شرک نہ ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب لا باس بالرقی ما لم یکن فیہ شرک، جلد 4، صفحہ 1727، دار احیاء

التراث العربی، بیروت)

نظرِ بد، ڈنک اور نکسیر میں دم زیادہ مفید ہے

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ۔

ترجمہ: نظرِ بد اور ڈنک ہی سے جھاڑ پھونک ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الآداب، باب من اکتوی او کوی الخ، جلد 1، صفحہ 126، دار طوق النجاۃ) ☆(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی دخول طوائف الخ، جلد 1، صفحہ 199، دار احیاء التراث العربی، بیروت) ☆(سنن ابی داؤد، باب فی تعلیق التمائم، ج 4، ص 10، المکتبۃ العصریہ، بیروت) ☆(سنن ترمذی، ابواب الطب، باب ما جاء فی الرخصۃ فی ذالک، ج 4، ص 394، مصطفی البابی، مصر) ☆(مسند احمد، باب مسند عبد اللہ بن عباس، ج 4، ص 262، موسسۃ الرسالہ، بیروت)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ أَوْ دَمٍ

ترجمہ: دم کرنا نظرِ بد، ڈنک اور (نکسیر کے) خون ہی سے دم کرنا ہے۔

(سنن ابی داؤد، باب ما جاء فی الرقی، ج 4، ص 11، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

نوٹ: نظرِ بد وغیرہ میں دم کا حصر کرنا اولویت کے اعتبار سے ہے یعنی ان چیزوں میں دم کا اولیٰ واحق ہے کیونکہ ان کا ضرر زیادہ ہے۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

أَمَّا قَوْلُهُ فِي الْحَدِيثِ الْآخَرِ لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ فَقَالَ الْعُلَمَاءُ لَمْ يُرِدْ بِهِ حَصْرَ الرُّقْيَةِ الْجَائِزَةِ فِيهِمَا وَمَنْعَهَا فِيمَا عداهما وانما المراد لارقية أَحَقُّ وَأَوْلَى مِنْ رُقْيَةِ الْعَيْنِ وَالْحُمَةِ لِشِدَّةِ الضَّرَرِ فِيهِمَا۔

ترجمہ: یہ جو حدیث میں فرمایا کہ دم نظر بد اور ڈنک سے ہے۔ اس بارے میں علماء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ دم صرف انہیں میں جائز ہے باقی میں جائز نہیں بلکہ (یہ حصر اولویت کے اعتبار سے ہے یعنی) نظر بد اور بخار کے دم سے اولی اور احق کوئی دم نہیں ہے کیونکہ نظر اور بخار کا ضرر زیادہ ہوتا ہے۔

(شرح مسلم، باب الطب والمرض والرقی، ج2، ص219، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو دم فرمایا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

بَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ يُصَلِّي فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ فَلَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ فَتَنَاوَلَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَعْلِهِ فَقَتَلَهَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: لَعَنَ اللهُ الْعَقْرَبَ مَا تَدَعُ مُصَلِّيًا وَلَا غَيْرَهُ أَوْ نَبِيًّا أَوْ غَيْرَهُ ثُمَّ دَعَا بِمِلْحٍ وَمَاءٍ فَجَعَلَهُ فِي إِنَاءٍ ثُمَّ جَعَلَ يَصُبُّهُ عَلَى إِصْبَعِهِ حَيْثُ لَدَغَتْهُ وَيَمْسَحُهَا وَيُعَوِّذُهَا بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ۔

ترجمہ: ایک رات دورانِ نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا تو بچھو نے آپ کو ڈس لیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے اپنی نعل مبارک سے قتل کر دیا، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اللہ تعالیٰ بچھو پر لعنت کرے جو نمازی اور غیر نمازی کو نہیں چھوڑتا یا فرمایا: جو نبی اور غیر نبی کو نہیں چھوڑتا، پھر آپ نے پانی اور نمک منگوایا اور انہیں ایک

برتن میں ڈالا، پھر اسے اپنی انگلی پر جہاں بچھو نے ڈسا تھا ڈال کر ملا اور معوذتین (سورۂ فلق اور ناس) سے دم کیا۔

(شعب الایمان للبیہقی، باب تخصیص معوذتین بالذکر، ج4، ص169، مکتبۃ الرشد، الریاض)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آسیب زدہ کو دم سے ٹھیک فرما دیا

ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ إِنَّ لِي أَخًا وَبِهِ وَجَعٌ قَالَ: وَمَا وَجَعُهُ؟ قَالَ بِهِ لَمَمٌ، قَالَ: فَأْتِنِي بِهِ فَوَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَعَوَّذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَأَرْبَعِ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَهَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ: ﴿وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ﴾ وَآيَةِ الْكُرْسِيِّ، وَثَلَاثِ آيَاتٍ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَآيَةٍ مِنْ آلِ عِمْرَانَ ﴿شَهِدَ اللهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ﴾ وَآيَةٍ مِنَ الْأَعْرَافِ ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ﴾،

ترجمہ: میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھا، ایک اعرابی آیا اور عرض کی: اے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے بھائی کو تکلیف ہے، فرمایا: کیا تکلیف ہے؟ عرض کی: اسے آسیب ہے۔ فرمایا: اسے میرے پاس لے آؤ، اس اعرابی نے بھائی کو لا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ڈال دیا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے (1) سورۂ فاتحہ (2) سورۂ بقرہ کی ابتدائی چار آیات (3) یہ دو آیتیں: سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 163 اور آیۃ الکرسی (5) سورۂ بقرہ کی آخری تین آیات (6) سورۂ ال عمران کی آیت نمبر 18 (7) سورۂ اعراف

وَآخِرِ سُورَةِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ﴾ وَآيَةٍ مِنْ سُورَةِ الْجِنِّ ﴿وَأَنَّهُ تَعَالَى جَدُّ رَبِّنَا﴾ وَعَشْرِ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ الصَّافَّاتِ، وَثَلَاثِ آيَاتٍ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْحَشْرِ، وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ، فَقَامَ الرَّجُلُ كَأَنَّهُ لَمْ يَشْتَكِ قَطُّ۔

کی آیت نمبر 54 (8) سورۂ مومنون کی آخری تین آیات (9) سورۂ جن کی آیت نمبر 3 (10) سورۃ الصفت کی ابتدائی دس آیات (11) سورۂ حشر کی آخری تین آیات (12) سورۂ اخلاص (13) سورۂ فلق (14) سورۂ ناس سے دم کیا تو وہ بیمار شخص کھڑا ہو گیا گویا اسے کبھی شکایت ہی نہ ہوئی ہو۔

(مسند احمد بن حنبل، باب حدیث عبد الرحمن بن ابی لیلی، ج 35، ص 106، موسسة الرسالة، بیروت) ☆ (المستدرک للحاکم، کتاب الرقی والتمائم، ج 4، ص 456، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کا دم کرنا

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے:

أَنَّهُ قَرَأَ فِي أُذُنِ مُبْتَلًى فَأَفَاقَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا قَرَأْتَ فِي أُذُنِهِ؟ قَالَ: قَرَأْتُ ﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا﴾ حَتَّى فَرَغَ مِنْ آخِرِ السُّورَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَنَّ رَجُلًا مُوقِنًا قَرَأَ

ترجمہ: انہوں نے ایک بیمار کے کان میں پڑھا تو وہ ٹھیک ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم نے اس کے کان میں کیا پڑھا؟ عرض کی: میں اس کے کان میں سورۂ مومنون کی آخری چار آیات ﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا﴾ سے آخر سورت تک

بِهَا عَلَى جَبَلٍ لَزَالَ۔

پڑھی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی یقین والا شخص ان آیات کو پہاڑ پر پڑھے تو وہ بھی اپنی جگہ سے ہٹ جائے۔

(مسند ابی یعلی، ج 8، ص 458، دار المامون للتراث، دمشق)

ہاتھوں پر دم کر کے ہاتھ جسم پر پھیرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ، يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

ترجمہ: ہر رات جب نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بستر پر تشریف لاتے تو دونوں ہاتھوں کو جوڑتے پھر دونوں ہاتھوں پر دم کرتے اور پڑھتے: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پھر جسم اطہر پر جہاں تک ہاتھ پہنچتے دونوں ہاتھوں سے ملتے، ہاتھ پھیرنے کی ابتداء سر، چہرے اور جسم کے اگلے سے فرماتے، ایسا طرح تین مرتبہ فرماتے۔

(صحیح بخاری، باب فضل المعوذات، ج 6، ص 190، دار طوق النجاۃ) ☆ (سنن الترمذی، باب ماجاء فیمن یقرء القرآن عند المنام، ج 4، ص 473، مصطفی البابی الحلبی، مصر) ☆ (سنن ابی داؤد، باب مایقال عند

النور، ج4، ص318، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

تین مرتبہ دم فرمایا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي، فَقَالَ لِي أَلَا أَرْقِيكَ بِرُقْيَةٍ جَاءَنِي بِهَا جِبْرَائِيلُ؟ قُلْتُ: بِأَبِي، وَأُمِّي بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ وَاللّٰهُ يَشْفِيكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ فِيكَ، مِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ، وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے تو مجھے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں وہ والا دم نہ کروں جو جبرئیل علیہ السلام لے کر آئے ہیں، میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیوں نہیں، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین مرتبہ اس طرح دم فرمایا: بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ وَاللّٰهُ يَشْفِيكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ فِيكَ مِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ۔

(سنن ابن ماجہ، باب معوذ بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج2، ص1164، دار احیاء الکتب العربیہ)

فاتحہ سے دم فرمایا لعاب کی آمیزش کے ساتھ

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

عَوَّذَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ تَفْلًا۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فاتحہ پڑھ کر کچھ لعاب کی آمیزش سے مجھے دم فرمایا۔

(المعجم الاوسط، باب من اسمہ محمد، ج7، ص31، دار الحرمین، قاھرہ)

مریض کا ہاتھ درد والی جگہ پر رکھوا کر اسی سے دم کروانا

حضرت عثمان بن ابی العاص الثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّهُ شَكَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعًا يَجِدُهُ فِي جَسَدِهِ مُنْذُ أَسْلَمَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ضَعْ يَدَكَ عَلَى الَّذِي تَأَلَّمَ مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ بِاسْمِ اللّٰهِ ثَلَاثًا، وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَعُوذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ۔

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جسمانی درد کے بارے میں عرض کی جو کہ اسلام لانے کے وقت سے ہو رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنا ہاتھ اپنے جسم میں اس جگہ پر رکھو جہاں درد ہو رہا ہے، اور تین مرتبہ بسم اللہ کہو۔ سات مرتبہ یہ پڑھو: أَعُوذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ۔

(صحیح مسلم، باب استحباب الرقیۃ من العین، ج4، ص1728، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

دم سکھانے کی ترغیب

شفا بنت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عِنْدَ حَفْصَةَ فَقَالَ لِي: أَلَا تُعَلِّمِينَ هٰذِهِ رُقْيَةَ النَّمْلَةِ كَمَا عَلَّمْتِيهَا الْكِتَابَةَ۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس موجود تھی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: کیا تم اس (حفصہ) کو نملہ (پھوڑے) کا دم نہیں سکھاؤ گی جیسا

کہ تم نے اسے لکھنا سکھایا ہے۔

(سنن ابی داؤد، باب ما جاء فی الرقی، ج4، ص11، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَأَةٌ يُقَالُ لَهَا شِفَاءُ، تَرْقِي مِنَ النَّمْلَةِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلِّمِيهَا حَفْصَةَ۔

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، میرے پاس ایک عورت تھی جس کا نام شفا تھا جو نملہ کا کرتی تھی، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حفصہ کو یہ دم سکھا دو۔

(مسند احمد بن حنبل، حدیث حفصہ ام المؤمنین، ج44، ص43، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)٭

(السنن الکبری للنسائی، باب رقیۃ النملۃ، ج7، ص74، موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دم کرنا

حضرت عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

دَخَلْتُ أَنَا وَثَابِتٌ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ ثَابِتٌ: يَا أَبَا حَمْزَةَ، اشْتَكَيْتُ، فَقَالَ أَنَسٌ: أَلَا أَرْقِيكَ بِرُقْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: بَلَى، قَالَ: اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، مُذْهِبَ البَاسِ، اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔

ترجمہ: میں اور ثابت حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو ثابت نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا: اے ابوحمزہ! مجھے بیماری کی شکایت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں آپ کو وہ دم نہ کروں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کلمات سے دم کیا: اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ، مُذْهِبَ البَاسِ، اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔

(صحیح بخاری، باب رقیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج7، ص132، دار طوق النجاۃ)

سورۂ انعام جس بیمار پر پڑھی گئی اللہ تعالیٰ نے اسے شفا عطا فرمائی

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۂ انعام کے بارے میں فرماتے ہیں:

مَا قُرِئَتْ عَلَى عَلِيلٍ قَطُّ إِلَّا شَفَاهُ اللهُ تَعَالَى۔

ترجمہ: یہ (سورہ انعام) جب بھی کسی بیمار پر پڑھی گئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفا دی۔

(شعب الایمان للبیہقی، باب ذکر السبع الطوال، ج4، ص80، مکتبۃ الرشد، الریاض)

ولادت میں آسانی کا دم

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وَأَخْرَجَ ابْنُ السُّنِّيِّ عَنْ فَاطِمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَنَا وِلَادُهَا أَمَرَ أُمَّ سَلَمَةَ وَزَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ أَنْ يَأْتِيَا فَيَقْرَأَ عِنْدَهَا آيَةَ الْكُرْسِيِّ وَ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ﴾ الْآيَةَ وَيُعَوِّذَاهَا بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ۔

ترجمہ: ابن السنی نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا کہ جب ان کے وضع حمل کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ اور زینب بنت جحش کو حکم فرمایا کہ وہ دونوں آکر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قریب آیۃ الکرسی ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ﴾ پوری

پوری آیت اور معوذتین (سورۂ فلق اور ناس) پڑھیں۔

(الاتقان فی علوم القرآن، النوع الخامس والسبعون، ج4، ص 161، الهيئة المصرية العامة للكتاب)

کامل کا دم بھی کامل

ابن قیم نے لکھا:

وَكُلَّمَا كَانَتْ كَيْفِيَّةُ نَفْسِ الرَّاقِي أَقْوَى كَانَتِ الرُّقْيَةُ أَتَمَّ۔

ترجمہ: جب جب دم کرنے والے کی کیفیتِ نفس قوی ہوگی دم اتنا ہی تام و مکمل ہوگا۔

(زاد المعاد، فصل هديه صلى الله عليه وسلم في علاج لدغة العقرب بالرقية، ج 4، ص 165، مؤسسة الرسالة، بيروت)

قرآن مجید کے علاوہ کلمات سے دم کی اجازت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ بِالْمَدِينَةِ رجل يكنى أَبَا مُذَكِّر يرقي من الْعَقْرَبِ يَنْفَعُ اللّٰهُ بِهَا فَقَالَ رَسُولُ الله صلى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا مُذَكِّر مَا رقيتك هَذِهِ اعرضها عَلَيَّ فَقَالَ ابو مُذَكِّر شجة قرينة ملحة بحر قفطي فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَام لَا بَأْس بِهَا إِنَّمَا هِيَ مواثيق أخذها

ترجمہ: مدینہ منورہ میں ایک آدمی تھا جس کی کنیت ابو مذکر تھی وہ بچھو کے کاٹے کا دم کرتا تھا، اللہ تعالیٰ اس دم سے لوگوں کو نفع دیتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے ارشاد فرمایا: اے ابو مذکر! تم کیا دم کرتے ہو مجھ پر پیش کرو۔ ابو مذکر نے دم سنایا: شجة قرينة ملحة بحر قفطی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

سُلَيْمَان بن دَاوُد عَلَيْهِ السَّلَام على الْهَوَام۔

ارشاد فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں کہ یہ وہ مواثق (قابلِ اعتماد کلمات) ہیں جن سے حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام موذی جانوروں پر دم فرمایا کرتے تھے۔

(نوادر الاصول، باب في اصل الادوية، ج 1، ص 406، دار الجيل، بيروت)

شیر سے بچنے کے لیے دانیال علیہ السلام کے نام سے دم کرنا

امام ابوبکر بن سنی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں فرماتے ہیں:

عن ابن عباس عن علي بن أبي طالب رضي الله عنهم أنه قال: إذا كنت بواد تخاف فيه الأسد فقل: أعوذ بدانيال وبالجب من شر الأسد۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی وادی میں ہو جس میں تمہیں شیر کا خوف ہو تو یوں کہو: أعوذ بدانيال وبالجب من شر الأسد، میں دانیال علیہ السلام اور ان کے کنواں کی پناہ لیتا ہوں شیر کے شر سے۔

(عمل اليوم والليلة، ج 1، ص 305، دار القبلة للثقافة الاسلامية، بيروت)

علامہ کمال الدین دمیری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد حضرت دانیال علیہ السلام کے نام سے تعویذ کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

أشار بذلك إلى ما رواه البيهقي في الشعب: أن دانيال عليه السلام

ترجمہ: اس میں اس روایت کی اشارہ ہے جو کہ امام بیہقی نے شعب میں نقل کی

طرح في جب وألقيت عليه السباع، فجعلت السباع تلحسه وتبصبص إليه، فأتاه ملك فقال: يا دانيال فقال: من أنت؟ فقال: أنا رسول ربك أرسلني إليك بطعام، فقال دانيال: الحمد لله الذي لا ينسى من ذكره۔

ہے کہ دانیال علیہ السلام کو کنواں میں ڈالا گیا اور ان پر درندوں کو چھوڑا گیا، وہ آپ کے سامنے دم ہلانے لگے اور آپ کو چاٹنے لگے، فرشتہ آیا اور کہنے لگا: اے دانیال، آپ نے فرمایا: تم کون ہو، فرشتہ کہنے لگا: میں آپ کے رب کا بھیجا ہوا ہوں، اس نے مجھے کھانے کے ساتھ آپ کی طرف بھیجا ہے، دانیال علیہ السلام نے کہا: اللہ تعالیٰ کے لیے تمام تعریفیں جو اپنے یاد کرنے والے کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا۔

(حیاۃ الحیوان، ج 1، ص 14، دار الکتب العلمیہ بیروت)

مزید آپ کے بچپن کا واقعہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

إن الملك الذي كان دانيال في سلطانه، جاءه المنجمون وأصحاب العلم، فقالوا له: إنه يولد في ليلة كذا وكذا غلام يفسد ملكك، فأمر بقتل كل من يولد في تلك الليلة، فلما ولد دانيال ألقته أمه في أجمة

ترجمہ: دانیال علیہ السلام کے دور کے بادشاہ کو نجومیوں نے بتایا کہ فلاں رات کو ایک بچہ پیدا ہوگا جو تمہاری حکومت کو ختم کردے گا، بادشاہ نے اس رات پیدا ہونے والے ہر بچے کے قتل کا حکم دے دیا، جب دانیال علیہ السلام پیدا ہوئے تو ان کی والدہ نے بادشاہ کے ڈر سے شیر

أسد ولبوة، فبات الأسد ولبوته يلحسانه، فنجاه الله تعالى بذلك حتى بلغ ما بلغ۔

اور شیرنی کے آگے ڈال دیا، وہ دانیال علیہ السلام کو چاٹنے لگے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو نجات عطا فرمائی یہاں تک آپ بڑے ہوگئے۔

(حیاۃ الحیوان، ج 1، ص 14، دار الکتب العلمیہ بیروت)

پھر آخر میں فرماتے ہیں:

فلما ابتلي دانيال عليه السلام بالسباع، أولا وآخرا، جعل الله تعالى الإستعاذة به في ذلك تمنع شر السباع التي لا تستطاع۔

ترجمہ: جب دانیال علیہ السلام بچپن میں اور بڑی عمر میں آزمائے گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے نام سے اس معاملہ میں تعویذ بنانے کو بے قابو درندوں (شیروں) کے شر سے بچنے کا ذریعہ بنا دیا۔

(حیاۃ الحیوان، ج 1، ص 14، دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دانیال علیہ السلام کے نام سے تعویذ ودم کرنے والی روایت بیان کرکے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''اس سے بڑھ کر محبوبانِ خدا کے نام کا تعویذ کرنا اور کیا ہوگا جسے مولیٰ علی ارشاد فرما رہے ہیں حضرت عبد اللہ ابن عباس روایت فرما رہے ہیں امام ابن السنی اس پر عمل کرنے کیلئے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں روایت کر رہے ہیں اس کے بتانے کو کتاب میں ایک خاص باب وضع کر رہے ہیں۔'' (فتاوی افریقہ، ص 153، نوریہ رضویہ فیصل آباد)

سانپ کا زہر اتارنے کا دم

علامہ کمال الدین دمیری رحمہ اللہ نے سانپ کا زہر اتارنے کا دم لکھا ہے:

سلام علی نوح فی العالمین، وعلی محمد فی المرسلین، من حاملات السم أجمعین، لا دابة بین السماء والأرض إلا وربی آخذ بناصیتها أجمعین، کذلك یجزی عباده المحسنین، إن ربی علی صراط مستقیم نوح نوح نوح،قال لکم نوح:من ذکرنی فلا تلدغوه إن ربی بکل شیء علیم،وصلی الله علی سیدنا محمد وعلی آله وصحبه وسلم۔

(حیاۃ الحیوان،ج1،ص394،دار الکتب العلمیہ بیروت)

بچھو سے بچنے کا دم

علامہ کمال الدین دمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عن سعید بن المسیب قال:بلغنی أن من قال حین یمسی سلام علی نوح فی العالمین،لم تلدغه عقرب۔

ترجمہ:حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جو شخص شام کے وقت یہ کہے: سلام علی نوح فی العالمین۔ تو اسے بچھو نہ کاٹے گا۔

(حیاۃ الحیوان،ج2،ص192،دار الکتب العلمیہ بیروت)

عمرو بن دینار تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

إن مما أخذ علی العقرب، أن لا تضر أحدا قال فی لیل أو نهار: سلام علی نوح فی العلمین۔

ترجمہ:بچھو کے دموں میں سے کہ وہ کسی کو نقصان نہ پہنچائے یہ بھی ہے کہ (جس کو خطرہ ہو کہ) وہ دن یا رات میں یہ کہہ لے:سلام علی نوح فی العالمین۔

(حیاۃ الحیوان،ج2،ص192،دار الکتب العلمیہ بیروت)

نوح علیہ السلام کے نام سے دم کرنے سے سانپ بچھو نقصان نہیں پہنچاتے

شیخ ابو القاسم قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی 465ھ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

إن الحیة والعقرب، أتتا نوحا علیه الصلاة والسلام، فقالت:احملنا، فقال نوح: لا أحملکما فإنکما سبب للبلاء والضرر، فقالتا:احملنا ونحن نعاهدك ونضمن لك أن لا نضر أحدا ذکرك، فعاهدهما وحملهما . فمن قرأ ممن کان یخاف مضرتهما حین یمسی وحین یصبح :﴿سَلَامٌ عَلٰى نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ، إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ، إِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ﴾۔

ترجمہ:سانپ اور بچھو حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ہمیں کشتی پر سوار فرمالیں،نوح علیہ السلام نے فرمایا:میں تمہیں سوار نہیں کروں گا کیونکہ تم تکلیف اور نقصان کرتے ہو،سانپ اور بچھو نے کہا ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں اور آپ کو ضمانت دیتے ہیں کہ جو آپ کا ذکر کرے گا ہم اسے نقصان نہیں پہنچائیں گے،نوح علیہ السلام نے ان سے وعدہ لیا اور انہیں سوار کرلیا۔لہذا جسے ان سے نقصان پہنچانے کا اندیشہ ہو وہ صبح وشام یہ پڑھ لے:﴿سَلَامٌ عَلٰى نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ، إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ، إِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ﴾۔

(حیاۃ الحیوان،ج2،ص192،دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت عبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے دم کرنا

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بعض علماء سے نقل کیا:

ان من أكل كثيرا وخاف على نفسه من التخمة، فليمسح على بطنه بيده، وليقل: الليلة ليلة عبدى يا كرشى ورضى الله عن سيدى أبى عبد الله القرشى. يفعل ذلك ثلاثا، فإنه لا يضره الأكل وهو عجيب مجرب.

ترجمہ: جو زیادہ کھانا کھا لے اور اسے بدہضمی کا خوف ہو تو وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے تین بار یہ کہے: الليلة ليلة عبدى يا كرشى ورضى الله عن سيدى أبى عبد الله القرشى تو کھانا اسے ضرر نہیں پہنچائے گا، یہ عجیب مجرب وظیفہ ہے۔

(حیاۃ الحیوان، ج 2، ص 461، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس عمل کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں: "یہ سیدی ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابراہیم قریشی ہاشمی اکابر اولیاء مصر سے ہیں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں سولہ سترہ برس کے تھے چھ ذی الحجہ 599 کو بیت المقدس میں انتقال فرمایا۔ اور اگر دن کا وقت ہو تو الليلة ليلة عبدى کی جگہ اليوم يوم عبدى کہے۔ (فتاوی افریقہ، ص 156، نوریہ رضویہ، فیصل آباد)

امام ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں نقل فرماتے ہیں: جب امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیشاپور میں تشریف لائے، چہرہ مبارک کے سامنے ایک پردہ تھا، حافظانِ حدیث امام ابو زرعہ رازی و امام محمد بن اسلم طوسی اور ان کے ساتھ بے شمار طالبانِ علم و حدیث حاضرِ خدمتِ انور ہوئے اور گڑگڑا کر عرض کیا اپنا جمالِ مبارک ہمیں دکھایئے اور اپنے

آبائے کرام سے ایک حدیث ہمارے سامنے روایت فرمایئے، امام نے سواری روکی اور غلاموں کو حکم فرمایا پردہ ہٹالیں خلقِ خدا کی آنکھیں جمالِ مبارک کے دیدار سے ٹھنڈی ہوئیں۔ دو گیسو شانہ مبارک پر لٹک رہے تھے۔ پردہ ہٹتے ہی خلقِ خدا کی وہ حالت ہوئی کہ کوئی چلاتا ہے، کوئی روتا ہے، کوئی خاک پر لوٹتا ہے، کوئی سواری مقدس کا سُم چومتا ہے۔ اتنے میں علماء نے آواز دی: خاموش، سب لوگ خاموش ہو رہے۔ دونوں امام مذکور نے حضور سے کوئی حدیث روایت کرنے کو عرض کی حضور نے فرمایا:

حدثنى ابوموسى الكاظم عن ابيه جعفر الصادق عن ابيه محمد ن الباقر عن ابيه زين العابدين عن ابيه الحسين عن ابيه على ابن ابى طالب رضى الله تعالىٰ عنهم قال حدثنى حبيبى وقرة عينى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال حدثنى جبريل قال سمعت رب العزة يقول: لا اله الا الله حصنى فمن قال دخل حصنى امن من عذابى۔

یعنی امام علی رضا امام موسیٰ کاظم وہ امام جعفر صادق وہ امام محمد باقر وہ امام زین العابدین وہ امام حسین وہ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت فرماتے ہیں کہ میرے پیارے میری آنکھوں کی ٹھنڈک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے حدیث بیان فرمائی کہ ان سے جبریل نے عرض کی کہ میں نے اللہ عزوجل کو فرماتے سنا کہ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے تو جس نے اسے کہا وہ میرے قلعہ میں داخل ہوا، میرے عذاب سے امان میں رہا۔

یہ حدیث روایت فرما کر حضور رواں ہوئے اور پردہ چھوڑ دیا گیا، دوا توں

والے جو ارشادِ مبارک لکھ رہے تھے شمار کیے گئے، بیس 20 ہزار سے زائد تھے۔

(الصواعق المحرقہ الفصل الثالث ص 205 مطبوعہ مکتبہ مجیدیہ ملتان)

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

لو قرات هذا الاسناد علی مجنون لبرء من جنته۔

ترجمہ: یہ مبارک سند اگر مجنون پر پڑھوں تو ضرور اسے جنون سے شفا ہو۔

(الصواعق المحرقہ الفصل الثالث فی الاحادیث الواردۃ فی بعض اہل البیت ص 205، مطبوعہ مکتبہ مجیدیہ ملتان)

دم اور تعویذات کے بارے میں اقوال وارشاداتِ علماء

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''الاتقان'' میں دم اور تعویذات کے بارے میں مختلف ائمہ وعلماء کے اقوال بیان فرمائے ہیں:

(1) علامہ ابن تین فرماتے ہیں:

الرُّقَى بِالْمُعَوِّذَاتِ وَغَيْرِهَا مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالَى هُوَ الطِّبُّ الرُّوحَانِيُّ إِذَا كَانَ عَلَى لِسَانِ الْأَبْرَارِ مِنَ الْخَلْقِ حَصَلَ الشِّفَاءُ بِإِذْنِ اللّٰهِ ۔۔ قُلْتُ: وَيُشِيرُ إِلَى هٰذَا قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَوْ أَنَّ رَجُلًا مُوقِنًا قَرَأَ بِهَا عَلَى جَبَلٍ لَزَالَ۔

ترجمہ: اسماء الٰہی میں سے معوذات وغیرہا سے دم کرنا طب روحانی ہے، جب ابرار کی زبان سے ان کو پڑھ کر دم کیا جاتا ہے تو باذن اللہ شفا حاصل ہوجاتی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں (علامہ سیوطی فرماتے ہیں): اس طرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قول (اگر کوئی یقین والا آدمی ان آیات کو پہاڑ پر پڑھے

تو وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے) اشارہ کرتا ہے۔

(2) علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

تَجُوزُ الرُّقْيَةُ بِكَلَامِ اللّٰهِ وَأَسْمَائِهِ فَإِنْ كَانَ مَأْثُورًا اسْتُحِبَّ۔

ترجمہ: جھاڑ پھونک (دم تعویذ) کلام اللہ اور اسماء اللہ سے جائز ہے، اور جو دم کر رہا ہے اگر وہ احادیث میں وارد ہے تو مستحب ہے۔

(3) علامہ ربیع فرماتے ہیں:

سَأَلْتُ الشَّافِعِيَّ عَنِ الرُّقْيَةِ فَقَالَ: لَا بَأْسَ أَنْ يُرْقَى بِكِتَابِ اللّٰهِ وَمَا يُعْرَفُ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔

ترجمہ: میں نے امام شافعی سے دم کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا: کتاب اللہ اور معروف ذکر اللہ سے دم کرنے میں حرج نہیں۔

(4) علامہ ابن بطال فرماتے ہیں:

فِي الْمُعَوِّذَاتِ سِرٌّ لَيْسَ فِي غَيْرِهَا مِنَ الْقُرْآنِ لِمَا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ مِنْ جَوَامِعِ الدُّعَاءِ الَّتِي تَعُمُّ أَكْثَرَ الْمَكْرُوهَاتِ؛ مِنَ السِّحْرِ وَالْحَسَدِ وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَوَسْوَسَتِهِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ فَلِهٰذَا كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْتَفِي بِهَا۔

ترجمہ: معوذات (سورۂ فلق وناس) میں جو راز ہیں وہ قرآن کی دیگر سورتوں میں نہیں ہیں کیونکہ یہ جامع دعاؤں پر مشتمل ہے جن دعاؤں میں اکثر مکروہات سے پناہ مانگی گئی ہے مثلاً جادو، حسد، شیطان کے شر اور وسوسے وغیرہ سے پناہ مانگی گئی ہے، اسی وجہ سے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہی پر اکتفا فرمایا۔

(5) سورۂ فاتحہ سے دم کرنے والی حدیث کے تحت ابن قیم نے لکھا:

إِذَا ثَبَتَ أَنَّ لِبَعْضِ الْكَلَامِ خَوَاصَّ وَمَنَافِعَ، فَمَا الظَّنُّ بِكَلَامِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، ثُمَّ بِالْفَاتِحَةِ الَّتِي لَمْ يَنْزِلْ فِي الْقُرْآنِ وَلَا غَيْرِهِ مِنَ الْكُتُبِ مِثْلُهَا لِتَضَمُّنِهَا جَمِيعَ مَا فِي الْكِتَابِ۔۔۔ أَنْ يُسْتَشْفَى بِهَا مِنْ كُلِّ دَاءٍ۔

ترجمہ: جب یہ بات ثابت ہے کہ بعض کلاموں میں خواص اور منافع ہیں تو رب العلمین کے کلام کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے، پھر فاتحہ کہ جس کی مثل کوئی سورت خود قرآن اور دیگر کتب سماویہ میں نازل نہ ہوئی، کیونکہ یہ تمام قرآن کے مضامین کو متضمن ہے، (یہ اس بات کے لائق ہے کہ) اس سے ہر بیماری سے شفا طلب کی جائے۔

(6) علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح المہذب میں فرماتے ہیں:

لَوْ كَتَبَ الْقُرْآنَ فِي إِنَاءٍ ثُمَّ غَسَلَهُ وَسَقَاهُ الْمَرِيضَ فَقَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَمُجَاهِدٌ وَأَبُو قِلَابَةَ وَالْأَوْزَاعِي: لَا بَأْسَ بِهِ وَكَرِهَهُ النَّخَعِيُّ قَالَ وَمُقْتَضَى مَذْهَبِنَا أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ فَقَدْ قَالَ الْقَاضِي حُسَيْنٌ وَالْبَغَوِيُّ وَغَيْرُهُمَا: لَوْ كَتَبَ عَلَى حَلْوَى وَطَعَامٍ فَلَا بَأْسَ بِأَكْلِهِ۔

ترجمہ: اگر قرآن کو کسی برتن میں لکھا، پھر اسے پانی سے دھویا اور پانی مریض کو پلایا، اس بارے میں امام حسن بصری، مجاہد، ابوقلابہ، اور امام اوزاعی رحمہم اللہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں۔ امام نخعی علیہ الرحمہ نے اسے ناپسند کیا ہے، (علامہ نووی فرماتے ہیں) ہمارے مذہب کا مقتضی یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ قاضی حسین، امام بغوی

وغیرہما فرماتے ہیں: اگر کسی نے کسی میٹھی چیز پر یا کھانے پر کچھ لکھا تو اس کے کھانے میں کچھ حرج نہیں۔

(الاتقان فی علوم القرآن، النوع الخامس والعشرون، ج4، ص165، الهيئة المصرية العامة للكتاب)

جنات کا مرض دور کرنے کا دم

امام ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

إبراهيم بن وثيمة النصري يقول لعثمان بن محمد القارىء الايات التي يدفع الله بهن من اللمم الزمهن في كل يوم يذهب عنك ما تجد قال وأي ايات هن قال ﴿وإلهكم إله واحد﴾ الاية واية الكرسي وخاتمة البقرة ﴿امن الرسول﴾ إلى اخرها ﴿إن ربكم الله الذي خلق السموات والأرض﴾ إلى ﴿المحسنين﴾ واخر الحشر فإنه بلغنا أنهن مكتوبات في زوايا العرش فلزمهن فبرأ وكان إبراهيم بن وثيمة يقول اكتبوهن

ترجمہ: ابراہیم بن وثیمہ النصری نے عثمان بن محمد القاری کو فرمایا کہ یہ آیات جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ جنات کے مرض کو دور فرماتا ہے ان کو ہر روز پڑھا کرو جو بھی شکایت ہوگی دور ہو جائے گی، وہ آیات یہ ہیں: سورۂ بقرہ کی آیت 163، آیۃ الکرسی، سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات، سورۂ اعراف کی آیات 54,55,56 اور سورۂ حشر کی آخری آیات۔ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ یہ آیات عرش کے پایوں پر لکھی ہیں، عثمان بن محمد نے ان آیات کو اپنے اوپر لازم کر لیا تو ہر بیماری سے بری ہو گئے، ابراہیم بن وثیمہ فرمایا کرتے تھے: یہ

لصبيانكم من الفزع واللمم۔
آیات اپنے بچوں کے ڈر اور جنوں سے بچاؤ کے لیے لکھا کرو۔

(تاریخ مدینہ لابن عساکر ج 7، ص 245، دار الفکر بیروت)

مدارج السالکین میں ہے:

وَأَمَّا تَضَمُّنُهَا لِشِفَاءِ الْأَبْدَانِ فَنَذْكُرُ مِنْهُ مَا جَاءَتْ بِهِ السُّنَّةُ، وَمَا شَهِدَتْ بِهِ قَوَاعِدُ الطِّبِّ، وَدَلَّتْ عَلَيْهِ التَّجْرِبَةُ۔

ترجمہ: قرآن سے شفا حاصل ہوتی ہے اس بارے میں جو روایات آئی ہیں ہم ان کو ذکر کریں گے اور وہ قواعدِ طب ذکر کریں گے جو اس کے حق ہونے کی گواہی دیتے ہیں اور اس کی حقانیت پر تجربہ دلالت کرتا ہے۔

(مدارج السالکین، باب تَضَمُّنُهَا لِشِفَاءِ الْأَبْدَانِ، ج 1، ص 79، دار الکتاب العربی، بیروت)

پھر دلیل کے طور پر صحیح بخاری کی وہ حدیث نقل کی جس میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سانپ کے ڈسے ہوئے کفار کے قبیلہ کے سردار پر سورۂ فاتحہ سے دم کر کے اجرت لی، (یہ حدیث تعویذات پر اجرت لینے کے سوال جواب میں تفصیلاً آئے گی)

پھر لکھا:

هٰذَا مَعَ كَوْنِ الْمَحَلِّ غَيْرَ قَابِلٍ، إِمَّا لِكَوْنِ هٰؤُلَاءِ الْحَيِّ غَيْرَ مُسْلِمِينَ، أَوْ أَهْلَ بُخْلٍ وَلُؤْمٍ، فَكَيْفَ إِذَا كَانَ الْمَحَلُّ قَابِلًا۔

ترجمہ: یہ سورۂ فاتحہ کی تاثیر وہاں ہوئی جو قبولیت کا محل نہیں تھا کیونکہ اس قبیلہ کے لوگ غیر مسلم، بخیل اور کمینے لوگ تھے، پھر وہاں اس کی تاثیر کے کیا کہنے جو قبولیت کا محل ہو۔

(مدارج السالکین، باب تَضَمُّنُهَا لِشِفَاءِ الْأَبْدَانِ، ج 1، ص 79، دار الکتاب العربی، بیروت)

علامہ امین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجتبیٰ کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں:

وَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَنَّهُ كَانَ يُعَوِّذُ نَفْسَهُ)) قَالَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَعَلَى الْجَوَازِ عَمَلُ النَّاسِ الْيَوْمَ، وَبِهِ وَرَدَتِ الْآثَارُ۔

ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے آپ پر دم فرمایا، مصنف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آج اس کے جواز پر لوگوں کا عمل ہے اور اس کے جواز پر احادیث بھی وارد ہوئی ہیں۔

(رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس والنظر، ج 6، ص 364، دار الفکر، بیروت)

باب دوم: تعویذات لکھنے کا ثبوت

اس میں ان شاء اللہ عزوجل احادیث، ارشاداتِ صحابہ اور اقوالِ علماء وفقہاء سے تعویذات لکھنے کا ثبوت پیش کیا جائے گا۔

شہرِ علم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہنے پر بابِ علم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعویذ لکھ کر دینا اور جنوں کی شامت

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ بَيْنَمَا أَنَا مُضْطَجِعٌ فِي فِرَاشِي، إِذْ سَمِعْتُ فِي دَارِي صَرِيرًا كَصَرِيرِ الرَّحَى، وَدَوِيًّا كَدَوِيِّ النَّحْلِ، وَلَمْعًا كَلَمْعِ الْبَرْقِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَزِعًا مَرْعُوبًا، فَإِذَا أَنَا بِظِلٍّ أَسْوَدَ مُوَلًّى يَعْلُو وَيَطُولُ فِي صَحْنِ دَارِي، فَأَهْوَيْتُ إِلَيْهِ فَمَسِسْتُ جِلْدَهُ فَإِذَا جِلْدُهُ كَجِلْدِ الْقُنْفُذِ، فَرَمَى فِي وَجْهِي مِثْلَ شَرَرِ النَّارِ، فَظَنَنْتُ أَنَّهُ قَدْ أَحْرَقَنِي، (وَأَحْرَقَ

ترجمہ: میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں (جنات کی) شکایت کرتے ہوئے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بستر پر لیٹا ہوا تھا کہ اچانک میں نے اپنے گھر میں ایک آواز سنی جو کہ چکی چلنے کی طرح تھی، ایک بھنبھناہٹ سنی جو کہ شہد کی مکھیوں کی مثل تھی اور بجلی کی چمک کی مثل چمک دیکھی، میں نے گھبرا کر سر اٹھا کر دیکھا (تو میں نے دیکھا کہ)ایک سیاہ سایہ ہے جو کہ گھر کے صحن میں بلند ہوتا جا رہا ہے، میں نے اس کے قریب جا کر اس کی کھال کو چھوا تو

دَارِي) فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَامِرُكَ عَامِرُ سُوءٍ يَا أَبَا دُجَانَةَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، أَوَمِثْلُكَ يُؤْذَى يَا أَبَا دُجَانَةَ، ثُمَّ قَالَ: ائْتُونِي بِدَوَاةٍ وَقِرْطَاسٍ، فَأُتِيَ بِهِمَا فَنَاوَلَهُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَقَالَ: اكْتُبْ يَا أَبَا الْحَسَنِ. فَقَالَ: وَمَا أَكْتُبُ؟ قَالَ: اكْتُبْ: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ. هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَى مَنْ طَرَقَ الدَّارَ مِنَ الْعُمَّارِ، وَالزُّوَّارِ، وَالصَّالِحِينَ، إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ. أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْحَقِّ سَعَةً، فَإِنْ تَكُ عَاشِقًا مُولَعًا، أَوْ فَاجِرًا مُقْتَحِمًا أَوْ رَاغِبًا حَقًّا أَوْ مُبْطِلًا، هٰذَا كِتَابُ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَنْطِقُ عَلَيْنَا وَعَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ، إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ،

اس کی کھال سیہہ کی کھال کی مثل تھی، پھر اس نے میرے چہرے پر آگ کے چنگاروں کی مثل کوئی چیز پھینکی تو مجھے ایسے لگا کہ گویا اس نے مجھے جلا کر رکھ دیا ہے (یا گھر کو جلا دیا ہے)۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابو دجانہ! وہ تیرے گھر میں ایک بری چیز رہنے والی ہے، اور رب کعبہ کی قسم اے ابو دجانہ! تیری مثل لوگ تکلیف دیئے جاتے ہیں، پھر فرمایا: تو ایک کاغذ اور دوات لا، میں ان دونوں کو لے کر آیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے کر فرمایا: اے ابو الحسن لکھو! انہوں نے عرض کیا کہ کیا لکھوں؟ فرمایا یہ لکھو: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ. هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَى مَنْ طَرَقَ الدَّارَ مِنَ الْعُمَّارِ وَالزُّوَّارِ، وَالصَّالِحِينَ، إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ. أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْحَقِّ سَعَةً

وَرُسُلُنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ،
اُتْرُكُوا صَاحِبَ كِتَابِي هٰذَا،
وَانْطَلِقُوا إِلَى عَبَدَةِ الْأَصْنَامِ،
وَإِلَى مَنْ يَزْعُمُ أَنَّ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا
آخَرَ. لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ
هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ
ترجعون. يُغْلَبُونَ حم لَا
يُنْصَرُونَ، حم عسق، تُفَرِّقَ
أَعْدَاءَ اللّٰهِ وَبَلَغَتْ حُجَّةُ اللّٰهِ وَلَا
حَوْلَ ولا قوة إلا بالله
فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ
الْعَلِيمُ۔

قَالَ أَبُو دُجَانَةَ: فَأَخَذْتُ
الْكِتَابَ فَأَدْرَجْتُهُ وَحَمَلْتُهُ إِلَى
دَارِي، وَجَعَلْتُهُ تَحْتَ رَأْسِي وَبِتُّ
لَيْلَتِي فَمَا انْتَبَهْتُ إِلَّا مِنْ صُرَاخِ
صَارِخٍ يَقُولُ: يَا أَبَا دُجَانَةَ!
أَحْرَقْتَنَا وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى
الْكَلِمَاتُ بِحَقِّ صَاحِبِكَ لَمَا
رَفَعْتَ عَنَّا هٰذَا الْكِتَابَ، فَلَا عَوْدَ

فَإِنْ تَكُ عَاشِقًا مُوْلَعًا، أَوْ فَاجِرًا
مُقْتَحِمًا أَوْ رَاغِبًا حَقًّا أَوْ مُبْطِلًا، هٰذَا
كِتَابُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَنْطِقُ
عَلَيْنَا وَعَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ، إِنَّا كُنَّا
نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ، وَرُسُلُنَا
يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ، اُتْرُكُوا
صَاحِبَ كِتَابِي هٰذَا، وَانْطَلِقُوا إِلَى
عَبَدَةِ الْأَصْنَامِ، وَإِلَى مَنْ يَزْعُمُ أَنَّ
مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ. لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ كُلُّ
شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ
وَإِلَيْهِ ترجعون. يُغْلَبُونَ حم لَا
يُنْصَرُونَ، حم عسق، تُفَرِّقَ أَعْدَاءَ
اللّٰهِ وَبَلَغَتْ حُجَّةُ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ ولا
قوة إلا بالله فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ
السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔

ابودجانہ کہتے ہیں کہ میں نے
اس کو لپیٹا اور لے کر گھر آ گیا اور اپنے
سر کے نیچے رکھا اور رات کو سو گیا پھر میں
ایک چلانے والے کی چیخ سے اٹھا، وہ
کہہ رہا تھا کہ اے ابودجانہ! لات وعزی

لَنَا فِي دَارِكَ، وَقَالَ غَيْرُهُ فِي أَذَاكَ،
وَلَا فِي جِوَارِكَ، وَلَا فِي مَوْضِعٍ
يَكُوْنُ فِيْهِ هٰذَا الْكِتَابُ۔

قَالَ أَبُو دُجَانَةَ فَقُلْتُ لَهُ،
وَحَقِّ صَاحِبِي رسول الله صلى الله
عليه وسلم لأرفعنه حَتّٰى أَسْتَأْمِرَ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو
دُجَانَةَ: فَلَقَدْ طَالَتْ عَلَيَّ لَيْلَتِي
بِمَا سَمِعْتُ مِنْ أَنِيْنِ الْجِنِّ
وَصُرَاخِهِمْ وَبُكَائِهِمْ، حَتّٰى
أَصْبَحْتُ فَغَدَوْتُ، فَصَلَّيْتُ الصُّبْحَ
مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَخْبَرْتُهُ بِمَا سَمِعْتُ مِنَ الْجِنِّ
لَيْلَتِي، وَمَا قُلْتُ لَهُمْ. فَقَالَ لِي: يَا
أَبَا دُجَانَةَ ارفع عن القوم، فو
الذي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ نَبِيًّا إِنَّهُمْ
لَيَجِدُوْنَ أَلَمَ الْعَذَابِ إِلَى يَوْمِ
الْقِيَامَةِ۔

کی قسم ان کلمات نے ہمیں جلا کر رکھ دیا
ہے، تیرے صاحب کی قسم جب تو اس
تحریر کو ہم سے اٹھا لے گا تو ہم نہ تو
تیرے گھر لوٹ کر آئیں گے (ایک
روایت میں ہے کہ نہ ہم تجھے ایذا دیں
گے) اور نہ تیرے پڑوس میں کبھی آئیں
گے اور نہ اس جگہ آئیں گے جہاں یہ
کتاب (تعویذ) ہوگی۔ ابودجانہ کہتے
ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ میرے
صاحب (یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
وسلم) کی قسم کہ میں اس کو اس وقت تک نہ
اٹھاؤں گا جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم سے اس کی اجازت نہ مانگ لوں۔

ابو دجانہ کہتے ہیں کہ جب
سے میں نے جنوں کی آہ وبکا سنی تھی
میرے لئے رات لمبی ہو گئی (رات
گزارنا مشکل ہو گئی) یہاں تک کہ صبح
ہوئی تو میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی اور رات والا
جنوں سے ہونے والا مکالمہ ذکر کیا تو

آپ نے فرمایا کہ اے ابو دجانہ! اس قوم سے اس تعویذ کو اٹھا لو کیونکہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، وہ قوم قیامت تک عذاب کی تکلیف میں مبتلا رہے گی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، ج 7، ص 119، دار الکتب العلمیہ، بیروت)☆(الخصائص الکبری، باب ذکر المعجزات فی رویۃ اصحابہ الجن الخ، ج 2، ص 167، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

امام مجتہد امام احمد بن حنبل کا تعویذ لکھ کر دینا

علامہ مروزی فرماتے ہیں:

بلغ أبا عبد الله أني حممت فكتب لي من الحمى رقعة فيها: بسم الله الرحمن الرحيم، بسم الله وبالله ومحمد رسول الله، يا نار كوني بردًا وسلاما على إبراهيم، وأرادوا به كيدا فجعلناهم الأخسرين، اللهم رب جبريل وميكائيل وإسرافيل اشف صاحب هذا الكتاب بحولك وقوتك وجبروتك، إله الحق آمين۔

ترجمہ: ابو عبد اللہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تک یہ بات پہنچی کہ مجھے بخار ہے تو انہوں نے میرے لیے ایک کاغذ پر یہ تعویذ لکھ کر بھیجا: بسم اللہ الرحمن الرحیم، بسم اللہ وباللہ ومحمد رسول اللہ، یا نار کونی بردًا وسلاما علی إبراهيم، وأرادوا به كيدا فجعلناهم الأخسرين، اللهم رب جبريل وميكائيل وإسرافيل اشف صاحب هذا الكتاب بحولك وقوتك وجبروتك، إله الحق آمين۔

(المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، ج 3، ص 54، المکتبۃ التوفیقیۃ، القاہرۃ، مصر)

خلال کہتے ہیں: مجھ سے عبد اللہ بن احمد نے بیان کیا، فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد امام احمد بن حنبل کو دیکھا کہ وہ اس عورت کے لیے جسے بچے کی ولادت میں دشواری ہو رہی ہوتی سفید پیالے یا کسی بھی صاف شے میں حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھ کر دیتے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ بَلَاغٌ﴾ ﴿كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا﴾

(زاد المعاد لابن قیم، باب الرعاف، ج 4، 328، موسسۃ الرسالہ، بیروت)

خلال کہتے ہیں کہ مجھے ابو بکر مروزی نے بتایا:

أَنَّ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ! تَكْتُبُ لِامْرَأَةٍ قَدْ عَسُرَ عَلَيْهَا وَلَدُهَا مُنْذُ يَوْمَيْنِ فَقَالَ: قُلْ لَهُ: يَجِيءُ بِجَامٍ وَاسِعٍ، وَزَعْفَرَانٍ، وَرَأَيْتُهُ يَكْتُبُ لِغَيْرِ وَاحِدٍ، وَيَذْكُرُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((مَرَّ عِيسَى صَلَّى اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَقَرَةٍ قَدِ اعْتَرَضَ وَلَدُهَا فِي بَطْنِهَا فَقَالَتْ: يَا كَلِمَةَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ لِي أَنْ

ترجمہ: ابو عبد اللہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک شخص نے آکر عرض کی: اے ابو عبد اللہ! ایک عورت کے لیے تعویذ لکھ دیں جس پر دو دن سے بچے کی ولادت مشکل ہو گئی ہے۔ (مروزی کہتے ہیں) امام احمد بن حنبل نے (مجھ سے) فرمایا: ان سے کہو کہ ایک کھلا پیالہ اور زعفران لے کر آئیں۔ (مروزی کہتے ہیں) میں نے ایک سے زیادہ لوگوں کے لیے امام احمد بن حنبل کو تعویذ لکھ کر دیتے دیکھا ہے، وہ (امام احمد) عکرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

يُخَلِّصَنِي مِمَّا أَنَا فِيهِ، فَقَالَ: يَا خَالِقَ النَّفْسِ مِنَ النَّفْسِ، وَيَا مُخَلِّصَ النَّفْسِ مِنَ النَّفْسِ، وَيَا مُخْرِجَ النَّفْسِ مِنَ النَّفْسِ، خَلِّصْهَا. قَالَ: فَرَمَتْ بِوَلَدِهَا، فَإِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تَشُمُّهُ)) قَالَ: فَإِذَا عَسُرَ عَلَى الْمَرْأَةِ وَلَدُهَا، فَاكْتُبْهُ لَهَا۔

نے ارشاد فرمایا: عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کا گزر ایک گائے پر ہوا جس پر بچے کی ولادت مشکل ہوگئی تھی، اس نے عرض کی: یا کلمۃ اللہ! میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے اس سے تکلیف سے چھٹکارا دے دے جس میں میں مبتلا ہوں تو آپ علیہ السلام نے یہ کلمات کہے: اے جان کو جان سے پیدا کرنے والے اور جان کو جان سے خلاصی دینے والے اور جان کو جان سے نکالنے والے! اسے خلاصی عطا فرما۔ فرماتے ہیں: گائے نے اسی وقت بچہ دے دیا اور کھڑی ہو کر اسے سونگھنے لگی۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب کسی عورت پر بچے کی ولادت دشوار ہو جائے تو اس کے لیے انہی کلمات سے تعویذ لکھ دو۔

(زاد المعاد لابن قیم، باب الرعاف، ج4، 328، موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

اس روایت کو اور اس کے علاوہ اور بہت ساری روایات کو نقل کرنے کے بعد ابن قیم نے لکھا:

وَكُلُّ مَا تَقَدَّمَ مِنَ الرُّقَى، فَإِنَّ كِتَابَتَهُ نَافِعَةٌ۔

ترجمہ: جتنے دم مذکور ہوئے ان سب کا تعویذ لکھا مفید ہے۔

(زاد المعاد لابن قیم، باب الرعاف، ج4، 328، موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

فقہاء کے نام کا تعویذ

علامہ دمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، بعض اہل علم نے مجھے خبر دی ہے:

أن أسماء الفقهاء السبعة، الذين كانوا بالمدينة الشريفة، إذا كتبت في رقعة وجعلت في القمح فإنه لا يسوس، ما دامت الرقعة فيه، وهم مجموعون ---عبيد الله عروة قاسم سعيد أبو بكر سليمان خارجة۔

ترجمہ: مدینہ منورہ کے سات فقہاء کے نام کاغذ میں لکھ کر گندم میں رکھے جائیں تو جب تک وہ کاغذ گندم میں رہے گا اس گندم کو گھن نہیں لگے گی، اور ان فقہاء کے نام یہ ہیں: (1) عبید اللہ (2) عروہ (3) قاسم (4) سعید (5) ابو بکر (6) سلیمان (7) خارجہ۔

(حیاۃ الحیوان، ج2، ص53، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ دمیری مزید فرماتے ہیں:

وأفادني بعض أهل التحقيق، أن أسماءهم إذا كتبت وعلقت على الرأس، أو ذكرت عليه أزالت الصداع العارض له۔

ترجمہ: بعض اہل تحقیق نے مجھے بتایا ہے کہ ان فقہاء کے نام لکھ کر سر پر لٹکا دیا جائے یا ان سے دم کیا جائے تو سر کا درد دور ہو جاتا ہے۔

(حیاۃ الحیوان، ج2، ص53، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اصحاب کہف کے ناموں کا تعویذ

تفسیر نیشاپوری علامہ حسن محمد بن حسین نظام الدین میں ہے:

عن ابن عباس ان اسماء اصحاب الكهف يصلح للطلب والهرب

یعنی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب کہف کے نام تحصیل

واطفاء الحريق تكتب في خرقه ويرمي بهافي وسط النار، ولبكاء الطفل تكتب وتوضع تحت راسه في المهد، وللحرث تكتب على القرطاس وترفع على خشب منصوب في وسط الزرع وللضربان وللحمى المثلثة والصداع والغنى والجاه والدخول على السلاطين تشد على الفخذ اليمنى والعسر الولادة تشد على فخذها الايسر، ولحفظ المال و الركوب في البحر والنجاة من القتل۔

نفع ودفع ضرر اور آگ بجھانے کے واسطے ایک پرچی پر لکھ کر آگ میں ڈال دیں، اور بچہ روتا ہو لکھ کر گہوارے میں اس کے سر کے نیچے رکھ دیں، اور کھیتی کی حفاظت کے لئے کاغذ پر لکھ کر بیچ کھیت میں ایک لکڑی گاڑ کر اس پر باندھ دیں، اور رگیں تپکنے اور باری والے بخار اور دردِ سر اور حصول تونگری ووجاہت اور سلاطین کے پاس جانے کے لئے دائیں ران پر باندھیں، اور دشواری ولادت کے لئے عورت کی بائیں ران پر، نیز حفاظت مال اور دریا کی سواری اور قتل سے نجات کے لئے۔

(تفسیر غرائب القرآن، ذکر اسماء اہل کہف، ج15، ص110، مطبوعہ مصطفی البابی، مصر)

شرح مواہب لدنیہ للعلامۃ الزرقانی میں ہے:

اذا كتب اسماء اهل الكهف في شيء والقي في النار اطفئت۔

ترجمہ: جب اصحاب کہف کے نام لکھ کر آگ میں ڈالے جائیں تو آگ بجھ جاتی ہے۔

(شرح الزرقاني على المواهب اللدنية، المقصد الثامن، ج7، ص108، مطبوعہ معرفة، بيروت)

تعویذات کے بارے میں غیر مقلدین کے امام ابن تیمیہ کی رائے

ابن تیمیہ نے لکھا:

وَيَجُوزُ أَنْ يَكْتُبَ لِلْمُصَابِ وَ

ترجمہ: جائز ہے کہ مصیبت زدہ اور

غَيْرِهِ مِنَ الْمَرْضَى شَيْئًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَذِكْرُهُ بِالْمِدَادِ الْمُبَاحِ وَيُغْسَلُ وَيُسْقَى كَمَا نَصَّ عَلَى ذٰلِكَ أَحْمَد وَغَيْرُهُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَد: قَرَأْتُ عَلَى أَبِي ثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ؛ ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْحَكَمِ؛ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ؛ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((إِذَا عَسِرَ عَلَى الْمَرْأَةِ وِلَادَتُهَا فَلْيَكْتُبْ بِسْمِ اللّٰهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا﴾ ﴿كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ بَلَاغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ﴾ قَالَ أَبِي ثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ بِإِسْنَادِهِ بِمَعْنَاهُ

دوسرے مریضوں کے لیے کتاب اللہ اور اس کے ذکر میں سے کچھ مباح روشنائی کے ساتھ تعویذ لکھا جائے، اسے دھویا جائے اور پلایا جائے جیسا کہ اس پر امام احمد اور دیگر علماء نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

عبداللہ بن احمد نے کہا کہ میں اپنے والد (امام احمد بن حنبل) پر پڑھا، یعلی بن عبید سے روایت ہے، انہوں نے سفیان سے اور انہوں نے محمد بن ابی لیلی سے، انہوں نے حکم سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ جب عورت پر بچے کی ولادت مشکل ہو تو یہ تعویذ لکھا جائے: بِسْمِ اللّٰهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا﴾ ﴿كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ

وَقَالَ: يُكْتَبُ فِي إِنَاءٍ نَظِيفٍ فَيُسْقَى قَالَ أَبِي: وَزَادَ فِيهِ وَكِيعٌ فَتُسْقَى وَيُنْضَحُ مَا دُونَ سُرَّتِهَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: رَأَيْتُ أَبِي يَكْتُبُ لِلْمَرْأَةِ فِي جَامٍ أَوْ شَيْءٍ نَظِيفٍ. وَقَالَ أَبُو عَمْرٍو مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَمْدَانَ الحيرى: أَنَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ النسوى؛ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ شبويه؛ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ؛ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ؛ عَنْ سُفْيَانَ؛ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى؛ عَنْ الْحَكَمِ؛ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ؛ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((إِذَا عَسِرَ عَلَى الْمَرْأَةِ وِلَادُهَا فَلْيَكْتُبْ: بِسْمِ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ؛ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَى رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ؛ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿كَأَنَّهُمْ يَوْمَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ بَلَاغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ﴾

(یعنی عبد اللہ بن احمد فرماتے ہیں) میرے والد فرماتے ہیں: مجھ سے اسود بن عامر نے اپنی سند کے ساتھ اس کی ہم معنی روایت بیان کی ہے اور فرمایا: کسی صاف برتن میں یہی دعا لکھی جائے اور اسے پلادی جائے۔ میرے والد فرماتے ہیں: اس میں وکیع نے یہ زیادہ کیا ہے کہ یہ پانی اس حاملہ عورت کو پلا دیا جائے اور اس کے ناف کے اوپر چھڑکا جائے۔ عبد اللہ بن احمد کہتے ہیں: میں نے اپنے والد (امام احمد بن حنبل) کو حاملہ عورت کے لیے پیالے یا کسی بھی صاف شے میں تعویذ لکھتے دیکھا ہے۔ (پھر ایک اور سند کے ساتھ اوپر والا تعویذ بیان کیا، اور پھر لکھا) علی بن حسین بن شقیق نے کہا: یہ تعویذ کاغذ میں لکھا جائے پھر عورت کے بازو میں باندھا جائے۔

يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا﴾ ﴿كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ بَلَاغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ﴾ قَالَ عَلِيٌّ: يُكْتَبُ فِي كاغدة فَيُعَلَّقُ عَلَى عَضُدِ الْمَرْأَةِ قَالَ عَلِيٌّ: وَقَدْ جَرَّبْنَاهُ فَلَمْ نَرَ شَيْئًا أَعْجَبَ مِنْهُ فَإِذَا وَضَعَتْ تُحِلُّهُ سَرِيعًا ثُمَّ تَجْعَلُهُ فِي خِرْقَةٍ أَوْ تُحْرِقُهُ۔

یہی علی بن حسین بن شقیق کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو آزمایا تو اس سے عجیب (نفع مند) چیز نہ پائی۔ پھر جب بچہ پیدا ہو جائے تو تعویذ فوراً اتار کر محفوظ کر لیا جائے یا جلا دیا جائے۔

(مجموع الفتاوی لابن تیمیہ، فصل فی جواز ان یکتب للمصاب الخ، ج 19 ص 64، مجمع الملک الفہد، مدینہ منورہ)

ملا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے تعویذات امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبانی

فتاوی افریقہ میں امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تعویذات پر متعدد دلائل نقل فرمائے، جن میں سے چند یہ ہیں:

حضرت مولانا جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں حضرت سید علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرماتے ہیں:

من جملة كراماته من ذكره عند — ترجمہ: ان کی کرامتوں سے ہے کہ جس

توجه الاسد الیه انصرف عنه ومن ذکره فی ارض مبقانة اندفع البق باذن الله تعالیٰ۔

پر شیر جھپٹتا ہو یہ حضرت علی بن ہیتی کا نام مبارک لے شیر واپس جائے گا اور جہاں مچھر بکثرت ہوں حضرت علی بن ہیتی کا نام پاک لیا جائے مچھر دفع ہو جائیں گے باذن اللہ تعالیٰ۔

یہ حضرت علی بن ہیتی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادموں سے ہیں حضور کے بعد قطب ہوئے 564ھ میں وصال ہوا

اب شاہ ولی اللہ صاحب کے بعض اقوال ان کے رسالہ قول الجمیل سے لکھیں اور ان کی عربی عبارات پھر ترجمہ سے اولیٰ یہ کہ شفاء العلیل میں مولوی خرم علی مصنف نصیحۃ المسلمین کا ترجمہ ہی ذکر کریں کی وہ بھی معتقدین وہابیہ میں سے ہیں تو ہر عبارت دوہری شہادت ہوگی۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے فرمایا: سنا میں نے حضرت والد سے فرماتے تھے کہ اصحاب کہف کے نام امان ہیں ڈوبنے اور جلنے اور غارت گری اور چوری سے۔

اسی میں ہے یہ بھی دفع جن کا عمل ہے کہ اصحاب کہف کے نام گھر کی دیوارں میں لکھے۔

اسی میں تعویذ تپ میں ہے:

یا ام ملدم ان کنت مؤمنة فبحق محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و ان کنت یهودیة فبحق موسیٰ الکلیم علیه السلام و ان کنت

یعنی اے بخار! اگر تو مسلمان ہے تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا واسطہ اور یہودی ہے تو موسیٰ علیہ السلام کا اور نصرانی ہے تو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کہ اس مریض کا نہ گوشت کھا

نصرانیة فبحق المسیح عیسیٰ بن مریم علیه السلام ان لا اکلت لفلان ابن فلانة لحما

نہ خون پی نہ ہڈی توڑ اور اسے چھوڑ کر اس کے پاس جا جو اللہ کے ساتھ دوسرا خدا مانے۔

الخ۔

اسی میں ہے جو عورت لڑکا نہ جنتی ہو تو حمل پر تین مہینے گزرنے سے پہلے ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب سے اس آیت کو لکھے پھر یہ لکھے:

بحق مریم و عیسیٰ ابنا صالحا طویل العمر بحق محمد و آله۔ والله تعالیٰ اعلم

یعنی صدقہ مریم و عیسیٰ کا نیک بیٹا بڑی عمر کا صدقہ محمد اور ان کی آل کا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی افریقہ، ص 157، نوریہ رضویہ، فیصل آباد)

علامہ شامی فرماتے ہیں:

وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَشُدَّ الْجُنُبُ وَالْحَائِضُ التَّعَاوِيذَ عَلَى الْعَضُدِ إِذَا كَانَتْ مَلْفُوفَةً۔

ترجمہ: اگر تعویذات (جن میں قرآن مجید میں سے کچھ لکھا ہو) کپڑے (چمڑے وغیرہ) میں لپٹے ہوں تو جنبی اور حائضہ کو بازو میں باندھنے میں حرج نہیں۔

(رد المحتار، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی اللبس والنظر، ج 6، ص 38، دار الفکر بیروت)

باب سوم: تعویذات لٹکانے کا ثبوت

اس میں ان شاء اللہ عزوجل صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عمل، اور تابعین وفقہاء کے اقوال سے تعویذ لٹکانے کا جواز پیش کیا جائے گا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بچوں کے گلے میں تعویذ لٹکانا

ابوداؤد، مشکوٰۃ اور ترمذی شریف میں ہے:

عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا فزع أحدكم في النوم فليقل أعوذ بكلمات الله التامات من غضبه وعقابه وشر عباده ومن همزات الشياطين وأن يحضرون فإنها لن تضره قال وكان عبد الله بن عمرو يعلمها من بلغ من ولده ومن لم يبلغ منهم كتبها في صك ثم علقها في عنقه۔

ترجمہ: روایت ہے حضرت عمرو ابن شعیب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی خواب سے گھبرا جائے تو کہہ لے میں اللہ کے پورے کلمات کی پناہ لیتا ہوں اس کی ناراضی اس کے عذاب سے اور اس کے بندوں کی شر اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور ان کی حاضری سے، تو تمہیں کچھ نقصان نہ پہنچے گا۔ عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بالغ اولاد کو یہ سکھا دیتے تھے اور ان میں سے نابالغوں کے گلے میں کسی کاغذ پر لکھ کر ڈال دیتے تھے۔

(جامع ترمذی، کتاب الدعوات، باب القول عند الفزع من النوم، جلد 5، صفحہ 541، دار إحیاء

التراث العربی، بیروت)

حضرت سعید بن مسیّب، امام باقر اور امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہم کا تعویذ لٹکانے کے بارے میں موقف

امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی 516ھ لکھتے ہیں:

وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: يَجُوزُ تَعْلِيقُ الْعُوذَةِ فِي قَصَبَةٍ أَوْ رُقْعَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَيَضَعُهُ عِنْدَ الْجِمَاعِ وَعِنْدَ الْغَائِطِ، وَرَخَّصَ الْبَاقِرُ فِي الْعُوذَةِ تُعَلَّقُ عَلَى الصِّبْيَانِ، وَكَانَ ابْنُ سِيرِينَ لَا يَرَى بَأْسًا بِالشَّيْءِ مِنَ الْقُرْآنِ يُعَلِّقُهُ الْإِنْسَانُ۔

ترجمہ: سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: قرآنی تعویذ کو کسی ڈبیہ یا کاغذ میں لپیٹ کر لٹکانے میں کوئی حرج نہیں، جبکہ تعویذ جماع اور بیت الخلاء جاتے وقت اتار دیا جائے، امام باقر نے بچوں کو تعویذ لٹکانے کی رخصت دی ہے، امام ابن سیرین اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے کہ قرآن میں سے کچھ لکھ کر کسی انسان کے گلے میں لٹکایا جائے۔

(البحر المحیط، ج 7، ص 104، دار الفکر، بیروت)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے لٹکانے کے لیے تعویذ لکھ کر دیا

علامہ زرکشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی 794ھ لکھتے ہیں:

وَحُكِيَ عَنِ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ أَنَّهُ شَكَا إِلَيْهِ رَجُلٌ رَمَدًا فَكَتَبَ إِلَيْهِ فِي رُقْعَةٍ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ

ترجمہ: امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک شخص نے آشوب چشم کی شکایت کی، تو آپ نے ایک کاغذ پر اسے یہ

الرَّجِیْمِ ﴿فَکَشَفْنَا عَنْکَ غِطَائَکَ فَبَصَرُکَ الیوم حدید للذین آمنوا هدی وشفاء﴾ فَعَلَّقَ الرَّجُلُ ذٰلِکَ عَلَیْهِ فَبَرَأَ۔

تعویذ لکھ کر بھیجا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿فَکَشَفْنَا عَنْکَ غِطَائَکَ فَبَصَرُکَ الیوم حدید للذین آمنوا هدی وشفاء﴾۔ اس شخص نے وہ تعویذ پہنا تو اس کی بیماری دور ہو گئی۔

(البرهان فی علوم القرآن، النوع السابع والعشرون، ج1، ص434، دار الکتب العربیہ بیروت)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ لٹکانے کے لیے تعویذ لکھ کر دیتے

علامہ زرکشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی 794ھ مزید لکھتے ہیں:

وَکَانَ سُفْیَانُ الثوری یکتب للمطلقة رقعة تعلق علی قلبها ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾

ترجمہ: حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مطلقہ عورت کو سورۃ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ سے کاغذ پر تعویذ لکھ کر دیتے جو اس کے دل کے پاس لٹکایا جاتا۔

(البرهان فی علوم القرآن، النوع السابع والعشرون، ج1، ص434، دار الکتب العربیہ بیروت)

تعویذ لٹکانے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

ابن القیم نے لکھا:

کِتَابٌ لِلْحُمّٰی: قَالَ الْمَرْوَزِی: بَلَغَ أَبَا عبد الله أَنِّی حُمِمْتُ، فَکَتَبَ لِی مِنَ الْحُمّٰی رُقْعَةً فِیهَا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ، وَبِاللّٰهِ، مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ، ﴿قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰی إِبْرَاهِیْمَ﴾ ﴿وَأَرَادُوْا بِهِ کَیْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِیْنَ﴾ اَللّٰهُمَّ رَبَّ جَبْرَائِیْلَ، وَمِیْکَائِیْلَ، وَإِسْرَافِیْلَ، اشْفِ صَاحِبَ هٰذَا الْکِتَابِ بِحَوْلِکَ وَقُوَّتِکَ وَجَبَرُوْتِکَ، إِلٰهَ الْحَقِّ آمِیْنَ۔

ترجمہ: بخار کا تعویذ: مروزی کہتے ہیں: ابوعبداللہ تک یہ بات پہنچی کہ میں بیمار ہوں تو انہوں نے میرے لیے بخار کا یہ تعویذ لکھ کر بھیجا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ، وَبِاللّٰهِ، مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ، ﴿قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰی إِبْرَاهِیْمَ﴾ ﴿وَأَرَادُوْا بِهِ کَیْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِیْنَ﴾ اَللّٰهُمَّ رَبَّ جَبْرَائِیْلَ، وَمِیْکَائِیْلَ، وَإِسْرَافِیْلَ، اشْفِ صَاحِبَ هٰذَا الْکِتَابِ بِحَوْلِکَ وَقُوَّتِکَ وَجَبَرُوْتِکَ، إِلٰهَ الْحَقِّ آمِیْنَ۔"

قَالَ الْمَرْوَزِی: وَقُرِئَ عَلٰی أبی عبد الله وَأَنَا أَسْمَعُ أبو المنذر عمرو بن مجمع، حَدَّثَنَا یونس بن حبان، قَالَ: سَأَلْتُ أبا جعفر محمد بن علی أَنْ أُعَلِّقَ التَّعْوِیْذَ، فَقَالَ: إِنْ کَانَ مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ أَوْ کَلَامٍ عَنْ نَبِیِّ اللّٰهِ فَعَلِّقْهُ وَاسْتَشْفِ بِهِ مَا اسْتَطَعْتَ. قُلْتُ: أَکْتُبُ هٰذِهِ مِنْ حُمَّی الرِّبْعِ: بِاسْمِ اللّٰهِ، وَبِاللّٰهِ، وَمُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلٰی آخِرِهِ؟ قَالَ: أَیْ

مروزی کہتے ہیں: میں نے سنا ابوالمنذر عمرو بن مجمع نے ابوعبداللہ امام احمد بن حنبل کے سامنے بیان کیا: ہمیں یونس بن حبان نے بتایا کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علی سے پوچھا کہ کیا تعویذ لٹکانا جائز ہے؟ فرمایا: اگر تعویذ کلام اللہ یا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلام سے ہے تو اسے لٹکاؤ اور جتنا ہو سکے اس سے شفا حاصل کرو۔ میں نے عرض کی: کیا میں باری کے بخار میں یہ تعویذ لکھا کروں: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ،

قَالَ: أَيْ نَعَمْ. وَذَكَرَ أحمد عَنْ عائشة رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، وَغَيْرِهَا أَنَّهُمْ سَهَّلُوا فِي ذَٰلِكَ. قَالَ حرب: وَلَمْ يُشَدِّدْ فِيهِ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ ـــ قَالَ الخلال: وَحَدَّثَنَا عبد الله بن احمد، قَالَ: رَأَيْتُ أَبِي يَكْتُبُ التَّعْوِيذَ لِلَّذِي يَفْزَعُ، وَلِلْحُمَّى بَعْدَ وُقُوعِ الْبَلَاءِ ـ

وَبِاللّٰهِ، مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ، ﴿قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ﴾ ﴿وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ﴾ اللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيلَ، وَمِيكَائِيلَ، وَإِسْرَافِيلَ، اشْفِ صَاحِبَ هَٰذَا الْكِتَابِ بِحَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ وَجَبَرُوتِكَ، إِلٰهَ الْحَقِّ آمِينَ۔ فرمایا: جی ہاں۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہا تعویذات میں نرمی گوشہ رکھتے تھے، حرب کہتے ہیں امام احمد بن حنبل بھی اس میں سخت نہیں تھے۔

خلال کہتے ہیں کہ ہمیں عبداللہ بن احمد نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد احمد بن حنبل کو دیکھا کہ وہ گھبراہٹ والے اور بخار والے کے لیے وقوع بلا کے بعد تعویذ لکھا۔

(زاد المعاد لابن قیم، کتاب لعسر الولادۃ، ج4، 327، موسسۃ الرسالۃ بیروت)

تعویذ لٹکانے کے جواز پر تمام شہروں کے لوگوں کا اجماع ہے

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وقال مالك: لا بأس بتعليق الكتب التي فيها أسماء الله تعالى على أعناق المرضى على وجه التبرك بها إذا لم يرد معلقها بذلك مدافعة العين، وعني بذلك أنه لا بأس بالتعليق بعد نزول البلاء رجاء الفرج والبر. كالرقى التي وردت السنة بها من العين، وأما قبل النزول ففيه بأس وهو غريب، وعند ابن المسيب يجوز تعليق العوذة من كتاب الله تعالى في قصبة ونحوها وتوضع عند الجماع، وعند الغائط ولم يقيد بقبل أو بعد، ورخص الباقر في العوذة تعلق على الصبيان مطلقا، وكان ابن سيرين لا يرى بأسا بالشيء

ترجمہ: امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "ایسا تعویذ مریضوں کے گلے میں بطور تبرک ڈالنے میں کوئی حرج نہیں جس میں اسماء الٰہی ہوں جبکہ اس سے مدافعۃ العین کا ارادہ نہ کرے، میری مراد یہ ہے کہ نزول مراد کے بعد تعویذ لٹکانے میں کوئی حرج نہیں اس امید پر کہ تکلیف اور بیماری دور ہوگی۔ جیسا کہ نظر کے بارے میں وہ دم جن کے بارے سنت وارد ہوئی ہے۔ جبکہ نزول بلا سے پہلے میں حرج ہے، امام مالک کا یہ حکم غریب ہے۔ حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک کتاب اللہ میں سے لکھا ہوا تعویذ ڈبیہ وغیرہ میں بند کر کے لٹکانے میں کوئی حرج نہیں، جماع اور بیت الخلا جاتے وقت اتار دیا جائے، انہوں نے نزول بلا سے قبل اور بعد کی کوئی قید نہیں لگائی۔ امام باقر نے بچوں کو مطلقاً تعویذ لٹکانے کی

من القرآن يعلقه الإنسان كبيرا أو صغيرا مطلقا، وهو الذي عليه الناس قديما وحديثا في سائر الأمصار۔

اجازت دی ہے ۔اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ قرآن پاک میں سے لکھا ہوا تعویذ انسان کو لٹکایا جائے چاہے بڑا ہو یا چھوٹا، اسی پر پرانے اور نئے زمانے کے تمام شہروں کے لوگوں کا اعتقاد ہے۔

(تفسیر روح المعانی، سارۃ الاسراء، تحت الآیۃ 73تا111، ج8، ص139، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

دم شدہ چیز(ڈوری وغیرہ) کلائی وغیرہ پر باندھنے کا جواز

معرفۃ الصحابۃ لأبي نعيم الاصفہانی میں حدیث پاک ہے:

عن ابن ثعلبة أنه أتى النبي صلى الله عليه وسلم، فقال يا رسول الله، ادع الله لي بالشهادة، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ائتني بشعرات قال فأتاه، فقال النبي صلى الله عليه وسلم اكشف عن عضدك قال فربطه في عضده، ثم نفث فيه، فقال اللهم حرم دم ابن ثعلبة على المشركين المنافقين ۔

ترجمہ: حضرت ابن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! اللہ عزوجل سے میرے لئے شہادت کی دعا کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس چند بال لاؤ۔ وہ بال لائے گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا اپنی کلائی کھولو۔ آپ نے ان کی کلائی پہ یہ بال باندھ دیے۔ پھر اس میں پھونک ماری، پھر فرمایا اے اللہ عزوجل ! ابن ثعلبہ کا خون مشرکین، منافقین پر حرام فرمادے۔

(معرفۃ الصحابۃ لأبی نعیم الاصفہانی، جلد21، صفحہ190، المکتبۃ الشاملۃ)

باب چہارم: تعویذات گھول کر پینے کا ثبوت

اس میں ان شاء اللہ عزوجل ارشاداتِ صحابہ اور اقوالِ فقہاء سے گھول تعویذ پینے کا ثبوت پیش کیا جائے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف سے گھول کر پینے والا تعویذ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

إذا عسر على المرأة ولدها تكتب هاتين الآيتين والكلمتين في صحيفة ثم تغسل وتسقى منها، وهي: بسم الله الرحمن الرحيم لا إله إلا الله العظيم الحليم الكريم، سبحان الله رب السماوات ورب الأرض ورب العرش العظيم ﴿كأنهم يوم يرونها لم يلبثوا إلا عشية أو ضحاها﴾ ﴿كأنهم يوم يرون ما يوعدون

ترجمہ: جب عورت پر بچے کی ولادت مشکل ہو تو ایک کاغذ پر یہ دو آیات اور کلمات لکھے جائیں، پھر اسے پانی میں گھول کر اس عورت کو پلا دیا جائے، وہ دو آیتیں اور کلمات یہ ہیں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لا إله إلا الله العظيم الحليم الكريم، سبحان الله رب السماوات ورب الأرض ورب العرش العظيم ﴿كأنهم يوم يرونها لم يلبثوا إلا عشية أو ضحاها﴾ ﴿كأنهم يوم يرون ما

لم يلبثوا إلا ساعة من نهار بلاغ فهل يهلك إلا القوم الفاسقون﴾۔

يوعدون لم يلبثوا إلا ساعة من نهار بلاغ فهل يهلك إلا القوم الفاسقون﴾

(مصنف ابن ابی شیبہ،باب فی الرخصۃ فی القرآن الخ،ج 5،ص39،دار الرشد،الریاض)☆(تفسیر قرطبی،سورۃ الاحقاف تحت الآیۃ35، ج16،ص222، دار الکتب المصریہ،قاہرہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آیات شفاء مریض کے لیے عطا فرمائیں

امام ابن الحاج رحمۃ اللہ اپنی کتاب ''مدخل'' میں فرماتے ہیں کہ شیخ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ سے نقل کیا گیا ہے:

أن ولده مرض مرضا شديدا قال: حتى أيست منه واشتد الأمر علي فرأيت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام فشكوت له ما بولدي فقال لي: أين أنت من آيات الشفاء؟ فانتبهت ففكرت فيها فإذا هي في ستة مواضع من كتاب الله تعالى وهي قوله تعالى ﴿ويشف صدور قوم مؤمنين﴾ ﴿وشفاء لما في الصدور﴾ ﴿يخرج

ترجمہ: شیخ ابو القاسم رحمۃ اللہ کا بیٹا شدید بیمار ہو گیا، وہ فرماتے ہیں کہ اتنا بیمار رہا کہ میں اس سے مایوس ہو گیا، یہ معاملہ مجھ پر سخت ہو گیا، میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی اور میں نے اپنے بیٹے کی بیماری کا عرض کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: تم آیاتِ شفاء سے شفاء حاصل کیوں نہیں کرتے۔ فرماتے ہیں کہ میری آنکھ کھل گئی، میں نے غور کیا تو وہ کتاب اللہ میں چھ جگہوں پر تھیں اور وہ

مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ﴾ ﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ ﴿وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ﴾ ﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ﴾ قَالَ: فَكَتَبْتُهَا فِي صَحِيفَةٍ ثُمَّ حَلَلْتُهَا بِالْمَاءِ وَسَقَيْتُهُ إِيَّاهَا فَكَأَنَّمَا نَشِطَ مِنْ عِقَالٍ۔

یہ ہیں:

(1) ﴿وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ﴾ (2) ﴿وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ﴾ (3) ﴿يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ﴾ (4) ﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ (5) ﴿وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ﴾ (6) ﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ﴾

شیخ ابوالقاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ان آیات کو ایک کاغذ میں لکھا اور پانی میں گھول کر اپنے بیٹے کو پلا دیا، ایسا لگا گویا کہ اس کے پاؤں سے گرہ کھل گئی ہو یعنی اسے شفاء مل گئی۔

(1)(پ10، سورۃ التوبہ، آیت14)(2)(پ11، سورہ یونس، آیت 57)(3)(پ14، سورۃ النحل، آیت 69)(4)(پ15، سورۃ الاسراء، آیت 82)(5)(پ19، سورۃ الشعراء، آیت 80)(6)(پ24، سورہ فصلت، آیت 44)(المدخل لابن حاج مکی (متوفی 737ھ)، فصل طب الابدان والرقی الواردۃ، ج4، ص121 دار التراث)

بال مبارک پانی میں گھول کر مریض کو پانی پلانا

بخاری شریف میں ہے:

حدثنا اسرائيل عن عثمان بن عبد الله بن موهب قال أرسلني أهلي إلى أم سلمة بقدح من ماء وقبض إسرائيل ثلاث أصابع من قصة فيه شعر من شعر النبي صلى الله عليه وسلم وكان إذا أصاب الإنسان عين أو شيء بعث إليها مخضبه، فاطلعت في الجلجل فرأيت شعرات حمرا۔

ترجمہ: ہم سے اسرائیل نے بیان کیا: حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب فرماتے ہیں کہ میرے گھر والوں نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک چاندی کا پیالہ دے کر بھیجا، اسرائیل (راوی) نے (پیالے کے چھوٹے ہونے کو بیان کرنے کے لئے) تین انگلیاں سکوڑلیں، اس پیالے میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بالوں میں سے ایک بال تھا، جب کسی انسان کو نظر لگ جاتی یا کچھ ہو جاتا تو وہ ام المومنین کے یہاں ایک برتن بھیجتا، میں نے پیالے میں جھانکا تو چند سرخ بال دکھائی دیے۔

(صحیح بخاری، باب مایذکر فیہ الشیب، ج2، ص399، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

اس حدیث پاک کے تحت عمدۃ القاری میں ہے:

ان ام سلمه كان عندهما شعرات من شعر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم حمر في شيء مثل الجلجل وكان الناس عند مرضهم يتبركون بها و يستشفون من بركتها و

ترجمہ: ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گھنگھرو کی مثل کسی چیز میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سرخ بال مبارک تھے، لوگ اپنے امراض میں ان سے برکتیں حاصل کرتے اور ان کی برکت سے شفاء حاصل کرتے تھے، بال مبارک لے کر کسی پانی

یاخذون من شعرہ ویجعلون فی قدح من الماء فیشربون الماء الذی فیہ الشعر فیحصل لھم الشفاء۔

کے برتن میں رکھتے اور بال مبارک والا پانی پی لیتے جس کی برکت سے انہیں شفاء حاصل ہوجاتی۔

(عمدۃ القاری، ج22، ص76، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

بزرگانِ دین ہمیشہ مریضوں کو تعویذ پلاتے رہے ہیں

امام ابن الحاج رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَا زَالَ الْأَشْيَاخُ مِنَ الْأَكَابِرِ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ يَكْتُبُونَ الْآيَاتِ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْأَدْعِيَةَ فَيَسْقُونَهَا لِمَرْضَاهُمْ وَيَجِدُونَ الْعَافِيَةَ عَلَيْهَا۔

ترجمہ: اکابر بزرگانِ دین ہمیشہ سے قرآن کی آیات اور ادعیہ کو لکھ کر مریضوں کو پلاتے رہیں ہیں، اور مریض ان کی برکت سے شفاء پاتے رہے ہیں۔

(المدخل لابن حاج مکی (متوفی 737ھ)، فصل طب الابدان والرقی الواردۃ، ج4، ص121 دار التراث)

دل کی سختی علاج

حضرت جعفر محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

مَنْ وَجَدَ فِي قَلْبِهِ قَسْوَةً فَلْيَكْتُبْ يس وَالْقُرْآنِ فِي جَامٍ بِزَعْفَرَانٍ، ثُمَّ يَشْرَبُهُ۔

ترجمہ: جو اپنے دل میں سختی پائے تو اسے چاہیے کہ سورۂ یٰس ایک پیالے میں زعفران سے لکھے اور پھر (اس میں پانی

ڈال کر) اسے پی لے۔

(مستدرک علی الصحیحین باب سورۃ الیاسین، ج2، ص465، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

تعویذ گھول کر پینے میں حضرت مجاہد کا مؤقف

امام حکیم ترمذی ایک نوادر الاصول میں ایک روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ لَا بَأْسَ أَنْ يَكْتُبَ الْقُرْآنَ ثُمَّ يَغْسِلَهُ وَيَسْقِي الْمَرِيضَ۔

ترجمہ: حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں کہ قرآن لکھے، پھر اسے دھوئے اور مریض کو پلادے۔

(نوادر الاصول باب فی ان القرآن منہ کجراب فیہ مسک، ج3، ص256، دار الجیل، بیروت)

امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نقل کردہ مختلف ارشادات

امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دم اور تعویذات پینے کے بارے میں مختلف اقوال نقل فرماتے ہیں:

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

أَنَّهَا كَانَتْ لَا تَرَى بَأْسًا أَنْ يُعَوَّذَ فِي الْمَاءِ، ثُمَّ يُعَالَجَ بِهِ الْمَرِيضُ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتی تھیں کہ پانی پر دم کیا جائے اور پھر اس سے مریض کا علاج کیا جائے۔

(2) حضرت مجاہد سے روایت ہے فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ أَنْ يَكْتُبَ الْقُرْآنَ ثُمَّ يَغْسِلُهُ وَيَسْقِي الْمَرِيضَ۔

ترجمہ: اس میں کوئی حرج نہیں کہ قرآن لکھے، پھر اسے دھوئے اور مریض کو پلادے۔

(3) وَمِثْلُهُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ ۔ اس کی مثل ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی روایت ہے۔

(4) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّهُ أَمَرَ أَنْ يُكْتَبَ لِامْرَأَةٍ تَعَسَّرَ عَلَيْهَا وِلَادُهَا آيَتَيْنِ مِنَ الْقُرْآنِ وَكَلِمَاتٍ، ثُمَّ يُغْسَلَ وَتُسْقَى۔

ترجمہ: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک ایسی عورت جس پر بچے کی ولادت مشکل ہو گئی تھی، اس کے لیے حکم دیا کہ اسے قرآن کی دو آیتیں اور کچھ کلمات لکھ کر، دھو کر پلا دیے جائیں۔

(5) ایوب کہتے ہیں:

رَأَيْتُ أَبَا قِلَابَةَ كَتَبَ كِتَابًا مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءٍ، وَسَقَاهُ رَجُلًا كَانَ بِهِ وَجَعٌ۔

ترجمہ: میں نے ابو قلابہ کو دیکھا کہ آپ نے قرآن میں سے کچھ لکھا، پھر پانی سے دھویا اور ایسے آدمی کو پلا دیا جس کو درد ہو رہا تھا۔

(شرح السنہ للبغوی، باب ما رخص فیہ من الرقی، ج12، ص166، المکتب الاسلامی، بیروت)

حضرت منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ کو حکمت ملنے کا سبب

علامہ زرکشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی 794ھ فرماتے ہیں:

جَزَمَ الْقَاضِي الْحُسَيْنُ وَالرَّافِعِيُّ بِجَوَازِ أَكْلِ الْأَطْعِمَةِ الَّتِي كُتِبَ عَلَيْهَا شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ وَقَالَ: الْبَيْهَقِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيُّ فِي ذِكْرِ مَنْصُورِ بْنِ عَمَّارٍ أَنَّهُ أُوتِيَ الْحِكْمَةَ وَقِيلَ إِنَّ سَبَبَ ذَلِكَ أَنَّهُ وَجَدَ رُقْعَةً فِي الطَّرِيقِ مَكْتُوبًا عَلَيْهَا ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ فَأَخَذَهَا فَلَمْ يَجِدْ لَهَا مَوْضِعًا فَأَكَلَهَا فَارِى فيما يرى النائم كَأَنَّ قَائِلًا قَدْ قَالَ لَهُ قَدْ فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكَ بِاحْتِرَامِكَ لِتِلْكَ الرُّقْعَةِ فَكَانَ بَعْدَ ذلك يتكلم بالحكمة۔

ترجمہ: قاضی حسین اور رافعی نے اس بات کے جائز ہونے کا جزم کیا ہے کہ جن چیزوں پر قرآن سے کچھ لکھا جائے ان کا کھانا جائز ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ مجھے ابو عبد الرحمن سلمی نے منصور بن عمار کو حکمت ملنے کے سبب کے بارے میں خبر دی ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے راستے میں ایسا کاغذ پایا جس پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہوا تھا، آپ نے اسے اٹھایا، اس کے رکھنے کی کوئی جگہ نہ پائی تو کھا لیا تو انہوں نے نیند میں کسی کہنے والے کو سنا وہ ان سے کہہ رہا تھا اس کاغذ کا احترام کرنے کے سبب اللہ تعالیٰ نے آپ پر حکمت کے دروازے کھول دیے ہیں، اس کے بعد وہ ہمیشہ حکمت بھرا کلام کرتے تھے۔

(البرہان فی علوم القرآن، النوع التاسع والعشرون، ج1، ص876، دار الکتب العربیہ، بیروت)

تعویذ گھول کر پینے کے بارے میں ابن قیم کا موقف

ابن قیم نے لکھا:

يُكْتَبُ فِي إِنَاءٍ نَظِيفٍ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ﴾ وَتَشْرَبُ مِنْهُ الْحَامِلُ، وَيُرَشُّ

ترجمہ: بچہ کی ولادت میں آسانی کے لیے کسی صاف برتن میں سورۃ انشقاق کی ابتدائی چار آیات لکھی جائیں اور اس میں پانی ڈال کر حاملہ کو پلایا جائے اور اس کے پیٹ پر چھڑکا جائے۔

عَلٰی بَطْنِہَا۔

(زاد المعاد لابن قیم، باب الرعاف، ج4، 328، موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

ابن قیم نے باری کے بخار کا تعویذ لکھا:

یُکْتَبُ عَلٰی ثَلَاثِ وَرَقَاتٍ لِطَافٍ: بِسْمِ اللّٰہِ فَرَّتْ، بِسْمِ اللّٰہِ مَرَّتْ، بِسْمِ اللّٰہِ قَلَّتْ، وَیَأْخُذُ کُلَّ یَوْمٍ وَرَقَۃً، وَیَجْعَلُہَا فِی فَمِہٖ وَیَبْتَلِعُہَا بِمَاءٍ۔	ترجمہ: تین باریک اوراق پر یہ لکھا جائے: بِسْمِ اللّٰہِ فَرَّتْ، بِسْمِ اللّٰہِ مَرَّتْ، بِسْمِ اللّٰہِ قَلَّتْ اور مریض ہر دن ایک ورق کو لے اور اپنے منہ میں رکھ کر پانی سے نگل جائے۔

(زاد المعاد، باب کما، ج4، ص329، موسسۃ الرسالہ، بیروت)

باب پنجم: ممانعت کا جواب

ماقبل میں ہم نے کثیر فرامین مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ارشادات صحابہ، اقوال تابعین، اقوال ائمہ وفقہاء ومحدثین سے تعویذات لکھنے، لٹکانے اور پہننے کا ثبوت پیش کیا۔ اب ہم وہ بعض روایات واقوال جن میں ممانعت ہے ان کے جوابات احادیث اور ارشادات علماء کی روشنی میں دیں گے۔

جن روایات میں منع کیا گیا اس ممانعت کی درج ذیل وجوہات علماء نے ارشاد فرمائی ہیں:

جواب نمبر 1: ممانعت اس دم اور تعویذ کی ہے جس میں شرکیہ کلمات ہوں، جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث پاک ہے:

عَنْ عوف بن مالك الأشجعي قَالَ كُنَّا نَرْقِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرَى فِي ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: اعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ۔	ترجمہ: حضرت عوف ابن مالک اشجعی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم دور جاہلیت میں دم کرتے تھے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ اس بارے میں آپ کی کیا رائے عالی ہے تو فرمایا ہم پر پیش کرو جھاڑ پھونک (دم) میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ اس میں شرک نہ ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب السلام، باب لاباس بالرقی مالم یکن فیہ شرک، جلد 7، صفحہ 19، دار الجیل، بیروت)

جواب نمبر 2: اس دم یا تعویذ سے ممانعت فرمائی جس میں کوئی ممنوع چیز ہو، اگر اس میں کوئی ممنوعہ بات نہیں تو جائز ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دم

سننے کے بعد صحیح پا کر اجازت عطا فرمادی۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّقَى، فَجَاءَ آلُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ كَانَتْ عِنْدَنَا رُقْيَةٌ نَرْقِي بِهَا مِنَ الْعَقْرَبِ وَإِنَّكَ نَهَيْتَ عَنِ الرُّقَى، قَالَ: فَعَرَضُوهَا عَلَيْهِ فَقَالَ: مَا أَرَى بَأْسًا مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دم سے منع فرمایا، تو قبیلہ عمرو بن حزم والوں نے آ کر عرض کیا: ہمارے پاس دم ہے جو ہم بچھو کے کاٹنے پر کرتے ہیں اور آپ نے ہمیں منع فرمایا دیا ہے، صحابہ کرام نے وہ دم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنایا تو ارشاد فرمایا: میں اس میں کچھ حرج نہیں سمجھتا، جو اپنے مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے تو پہنچائے۔

(صحیح مسلم، باب استحباب الرقیۃ من العین، ج4، ص1726، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

جواب نمبر 3: جس کا معنیٰ معلوم نہ ہو کیونکہ ہو سکتا ہے اس میں کوئی کفریہ یا غلط بات ہو۔

جواب نمبر 4: ایسی چیز سے ممانعت فرمائی گئی جن اشیاء میں تاثیر کا عقیدہ کفار کے ذہنوں میں راسخ ہو گیا ہو جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں نظر بد کے لیے گھونگے (سیپیاں) بچوں کے گلوں میں لٹکائے جاتے تھے تو ان کی ممانعت فرمادی گئی۔

جواب نمبر 5: یہ ممانعت ان لوگوں کے متعلق ہے جن کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ اشیاء میں تاثیر اور منفعت ان اشیاء کی طبیعت اور ماہیت کی وجہ سے ہوتی ہے حالانکہ شفا دینے والی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، یہ چیزیں تو محض ظاہری اسباب ہیں جیسا کہ ڈاکٹر کی دوائی۔

جواب نمبر 6: پہلے منع فرمایا بعد میں یہ ممانعت منسوخ فرما کر اجازت عطا فرمادی، جیسا کہ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ لِي خَالٌ يَرْقِي مِنَ الْعَقْرَبِ فَنَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّقَى، قَالَ: فَأَتَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّكَ نَهَيْتَ عَنِ الرُّقَى، وَأَنَا أَرْقِي مِنَ الْعَقْرَبِ، فَقَالَ: مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ۔

ترجمہ: میرے ایک ماموں بچھو سے دم کیا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دم سے منع فرمایا تو وہ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے دم سے منع فرمادیا اور میں بچھو سے دم کرتا ہوں، فرمایا: تم سے جو اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ مدد کرے۔

(صحیح مسلم، باب استحباب الرقیۃ من العین، ج4، ص1726، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

جواب نمبر 7: جادو سے منع فرمایا۔

جواب نمبر 8: اس تعویذ سے منع فرمایا جو کسی برے کام کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں جیسا کہ میاں بیوی کے درمیان جدائی کروانے کے لیے۔

ان وجوہات کے دلائل تفصیلاً ملاحظہ فرمائیں:

علامہ یحییٰ بن شرف نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی 676ھ فرماتے ہیں:

الْمُرَادُ بِهَا الرُّقَى الَّتِي هِيَ مِنْ كَلَامِ الْكُفَّارِ وَالرُّقَى المجهولة والتي بغير العربية وما لا يُعْرَفُ مَعْنَاهَا فَهَذِهِ مَذْمُومَةٌ لِاحْتِمَال

ترجمہ: (جن تعویذات اور دموں سے ممانعت آئی ہے) ان سے مراد وہ ہیں جو کلام کفار سے ہوں، مجہول ہوں، عربی کے علاوہ کسی ایسی لغت کے ہوں کہ ان

أَنْ مَعْنَاهَا كُفْرٌ أَوْ قَرِيبٌ مِنْهُ أَوْ مَكْرُوهٌ وَأَمَّا الرقى بآيات القرآن وبالأذكار المعروفة فلانهى فِيهِ بَلْ هُوَ سُنَّةٌ وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الْحَدِيثَيْنِ إِنَّ الْمَدْحَ فِي ترك الرقى للأفضيلة وَبَيَانِ التَّوَكُّلِ وَالَّذِي فَعَلَ الرُّقَى وَأَذِنَ فِيهَا لِبَيَانِ الْجَوَازِ مَعَ أَنَّ تَرْكَهَا أَفْضَلُ وَبِهَذَا قال بن عَبْدِ الْبَرِّ وَالْمُخْتَارُ الْأَوَّلُ۔

کہ ان معنی نامعلوم ہوں، یہ مذموم ہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس کے معنی کفریہ یا قریب بہ کفر ہوں یا مکروہ ہوں۔ جہاں تک قرآنی آیات اور اذکار معروفہ سے تعویذ اور دم کرنے کا تعلق ہے تو اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے بلکہ یہ تو سنت ہے، بعض نے (جواز اور ممانعت) دونوں قسم کی احادیث میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ منع کرنا بیانِ افضلیت کے لیے ہے اور جواز والی احادیث بیانِ جواز کے لیے ہیں، یہ ابن عبدالبر کا قول ہے اور مختار جواب پہلا ہے۔

(شرح مسلم، باب الطب والمرض والرقی، ج2، ص219، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی)

مزید فرماتے ہیں:

وَقَدْ نَقَلُوا بِالْإِجْمَاعِ عَلَى جَوَازِ الرُّقَى بِالْآيَاتِ وَأَذْكَارِ اللّٰهِ تَعَالَى قَالَ الْمَازِرِيُّ جَمِيعُ الرُّقَى جَائِزَةٌ إِذَا كَانَتْ بِكِتَابِ اللّٰهِ أَوْ بِذِكْرِهِ وَمَنْهِيٌّ عَنْهَا إِذَا كَانَتْ بِاللُّغَةِ الْعَجَمِيَّةِ أَوْ بمالايدرى

ترجمہ: علماء نے آیات اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ دم کرنے کے جواز پر اجماع نقل کیا ہے، علامہ مازری نے کہا: کتاب اللہ اور اللہ کے ذکر کے ہر قسم کا دم کرنا جائز ہے، ممانعت اس صورت میں جب وہ کلمات عجمی ہوں یا اس کا

مَعْنَاهُ لِجَوَازِ أَنْ يَكُونَ فِيهِ كُفْرٌ قَالَ وَاخْتَلَفُوا فِي رُقْيَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَجَوَّزَهَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَرِهَهَا مَالِكٌ خَوْفًا أَنْ يَكُونَ مِمَّا بَدَّلُوهُ وَمَنْ جَوَّزَهَا قَالَ الظَّاهِرُ أَنَّهُمْ لَمْ يُبَدِّلُوا الرُّقَى فَإِنَّهُمْ لَهُمْ غَرَضٌ فِي ذَلِكَ بِخِلَافِ غَيْرِهَا مِمَّا بَدَّلُوهُ وَقَدْ ذَكَرَ مُسْلِمٌ بَعْدَ هَذَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اعْرِضُوا عَلَى رقاكم لابأس بالرقى مالم يَكُنْ فِيهَا شَيْءٌ۔

یا اس کا معنی غیر معلوم ہو کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ان کا معنی کفریہ ہو۔ اہل کتاب کے کلمات کے ساتھ دم کرنے میں اختلاف ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے جائز کہا ہے اور امام مالک نے اسے مکروہ کہا ہے اس خدشہ سے کہ ہوسکتا ہے انہوں نے تحریف کردی ہو۔ جنہوں نے جائز کہا ہے وہ کہتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ انہوں نے دموں کو تبدیل نہیں کیا کیونکہ اس سے ان کی کوئی غرض متعلق نہیں، برخلاف اس کے علاوہ کے کہ اس کی تبدیلی میں ان کی اغراض متعلق تھیں۔ اس کے بعد امام مسلم نے یہ روایت ذکر کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا: مجھ پر اپنے دم پیش کرو، اگر اس میں کوئی (قابل اعتراض) چیز نہیں تو ان کے ساتھ دم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(شرح مسلم، باب الطب والمرض والرقی، ج2، ص219، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی)

مزید فرماتے ہیں:

وَأَمَّا قَوْلُهُ فِي الرِّوَايَةِ الأخرى يارسول اللّٰهِ إِنَّكَ نَهَيْتَ عَنِ الرُّقَى فَأَجَابَ الْعُلَمَاءُ عنه باجوبة احدها كان نهى أولا ثم نَسَخَ ذٰلِكَ وَأَذِنَ فِيهَا وَفَعَلَهَا وَاسْتَقَرَّ الشَّرْعُ عَلَى الْإِذْنِ وَالثَّانِي أَنَّ النَّهْيَ عَنِ الرُّقَى الْمَجْهُولَةِ كَمَا سَبَقَ وَالثَّالِثُ أَنَّ النَّهْيَ لِقَوْمٍ كَانُوا يَعْتَقِدُونَ مَنْفَعَتَهَا وَتَأْثِيرَهَا بِطَبْعِهَا كَمَا كَانَتِ الْجَاهِلِيَّةُ تَزْعُمُهُ فِي أَشْيَاءَ كَثِيرَةٍ۔

ترجمہ: یہ جو ایک روایت میں آیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ نے دم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ علماء نے اس حدیث کے متعدد جوابات دیے ہیں: (1) پہلے منع فرمایا بعد میں یہ ممانعت منسوخ فرمادی اور اجازت عطا فرمادی۔ (2) یہ ممانعت مجہول کلمات سے دم کرنے کے بارے میں ہے۔ (3) یہ ممانعت ان لوگوں کے بارے میں ہے جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اشیاء میں تاثیر اور منفعت ان اشیاء کی طبیعت کی وجہ سے ہے جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں کثیر اشیاء کے بارے لوگوں کا اعتقاد تھا۔

(شرح مسلم، باب الطب والمرض والرقی، ج2، ص219، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی)

مزید فرماتے ہیں:

قَالَ الْقَاضِي وَجَاءَ فِي حَدِيثٍ فِي غَيْرِ مُسْلِمٍ سُئِلَ عَنِ النُّشْرَةِ فَأَضَافَهَا إِلَى الشَّيْطَانِ قَالَ وَالنُّشْرَةُ مَعْرُوفَةٌ مَشْهُورَةٌ عِنْدَ أَهْلِ التَّعْزِيمِ وَسُمِّيَتْ بِذٰلِكَ لِأَنَّهَا تَنْشُرُ عَنْ صَاحِبِهَا أَيْ تُخَلِّي عَنْهُ وَقَالَ الْحَسَنُ هِيَ مِنَ السِّحْرِ قَالَ الْقَاضِي وَهٰذَا مَحْمُولٌ عَلَى أَنَّهَا أَشْيَاءُ خَارِجَةٌ عَنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى وَأَذْكَارِهِ وَعَنِ الْمُدَاوَاةِ الْمَعْرُوفَةِ الَّتِي هِيَ مِنْ جِنْسِ الْمُبَاحِ۔

ترجمہ: قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: صحیح مسلم کے علاوہ کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نشرہ (منتر) کے بارے میں پوچھا گیا تو

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی نسبت شیطان کی طرف فرمائی۔ (قاضی عیاض) فرماتے ہیں کہ نشرہ اہل تعزیم کے نزدیک مشہور و معروف ہے اور اس کو نشرہ اس لیے کہتے ہیں کہ عورت کو شوہر سے جدا کرتا ہے حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ نشرہ جادو ہے۔ قاضی عیاض نے فرمایا: یہ ممانعت اس پر محمول ہے کہ یہ چیزیں کتاب اللہ، اللہ کے ذکر، اور معروف مباح دعوں سے ہٹ کر ہو۔

(شرح مسلم، باب الطب والمرض والرقی، ج2، ص219، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی)

عقبہ بن عامر جہنی فرماتے ہیں:

((سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَلَا أَتَمَّ اللّٰهُ لَهُ وَمَنْ عَلَّقَ وَدَعَةً فَلَا وَدَعَ اللّٰهُ لَهُ)) قَالَ الشَّيْخُ: وَهٰذَا أَيْضًا يَرْجِعُ مَعْنَاهُ إِلَى مَا قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ، وَقَدْ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ وَمَا أَشْبَهَهُ مِنَ النَّهْيِ وَالْكَرَاهِيَةِ فِيمَنْ تَعَلَّقَهَا وَهُوَ

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو تمیمہ لٹکائے تو اللہ تعالیٰ اس کا کام مکمل نہ کرے، اور جو ودعہ لٹکائے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے سپرد کردے۔ شیخ فرماتے ہیں: اس کا بھی وہی معنیٰ ہے کو ابو عبید نے بیان کیا کہ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ نہی اور کراہیت اس میں جو سب کچھ اسی کو

يَرَى تَمَامَ الْعَافِيَةِ وَزَوَالَ الْعِلَّةِ مِنْهَا عَلَى مَا كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَصْنَعُونَ، فَأَمَّا مَنْ تَعَلَّقَهَا مُتَبَرِّكًا بِذِكْرِ اللهِ تَعَالَى فِيهَا وَهُوَ يَعْلَمُ أَنْ لَا كَاشِفَ إِلَّا اللهُ وَلَا دَافِعَ عَنْهُ سِوَاهُ فَلَا بَأْسَ بِهَا إِنْ شَاءَ اللهُ۔

سمجھے اور بیماری کا ختم ہونا صرف اسی سے خیال کرے جیسا کہ اہل جاہلیت کرتے تھے، بہر حال جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے برکت حاصل کرنے کے لیے تعویذ لٹکائے اور یہ بات ذہن میں رکھے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس بیماری کو دور کرنے والا ہے (یہ تعویذ تو ظاہری اسباب میں سے ہے) تو اس میں کوئی حرج نہیں ان شاء اللہ۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی، باب التمائم، ج9، ص588، دار الکتب العلمیہ بیروت)

نافع بن یزید بیان کرتے ہیں:

أَنَّهُ سَأَلَ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَنِ الرُّقَى وَتَعْلِيقِ الْكُتُبِ، فَقَالَ: كَانَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ يَأْمُرُ بِتَعْلِيقِ الْقُرْآنِ وَقَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ. قَالَ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ: وَهَذَا كُلُّهُ يَرْجِعُ إِلَى مَا قُلْنَا مِنْ أَنَّهُ إِنْ رَقَى بِمَا لَا يُعْرَفُ أَوْ عَلَى مَا كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ إِضَافَةِ الْعَافِيَةِ إِلَى الرُّقَى لَمْ يَجُزْ، وَإِنْ رَقَى

ترجمہ: انہوں نے یحییٰ بن سعید سے دم اور تعویذ لٹکانے کے بارے میں سوال کیا تو جواباً ارشاد فرمایا: سعید بن مسیب قرآن سے لکھے ہوئے تعویذ کو لٹکانے کا حکم فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ شیخ فرماتے ہیں: ممانعت اسی صورت میں ہے کہ دم غیر معروف (زبان میں) ہو یا اس طور پر ہو جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں ہوتا تھا یعنی

بِكِتَابِ اللهِ أَوْ بِمَا يُعْرَفُ مِنْ ذِكْرِ اللهِ مُتَبَرِّكًا بِهِ وَهُوَ يَرَى نُزُولَ الشِّفَاءِ مِنَ اللهِ تَعَالَى فَلَا بَأْسَ بِهِ، وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ۔

عافیت کو دم کی طرف منسوب کرنا، یہ درست نہیں، اور اگر دم کتاب اللہ سے کیا جائے یا ذکر اللہ سے وہ دم کیا جائے جس کے معنی معلوم ہوں، اس سے برکت لیتے ہوئے اور شفا کے حصول کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعتقاد کرتے ہوئے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی، باب التمائم، ج9، ص590، دار الکتب العلمیہ بیروت)

تفسیر قرطبی میں ہے:

فَإِنْ قِيلَ: فَقَدْ رُوِيَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ عَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ إِلَيْهِ)) وَرَأَى ابْنُ مَسْعُودٍ عَلَى أُمِّ وَلَدِهِ تَمِيمَةً مَرْبُوطَةً فَجَبَذَهَا جَبْذًا شَدِيدًا فَقَطَعَهَا وَقَالَ: إِنَّ آلَ ابْنِ مَسْعُودٍ لَأَغْنِيَاءُ عَنِ الشِّرْكِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ التَّمَائِمَ وَالرُّقَى وَالتِّوَلَةَ مِنَ الشِّرْكِ. قِيلَ: مَا التِّوَلَةُ؟ قَالَ: مَا تَحَبَّبَتْ بِهِ لِزَوْجِهَا، وَرُوِيَ

ترجمہ: اگر کہا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کوئی چیز لٹکائی اسی کے سپرد کر دیا گیا، اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ام ولد (باندی کی ایک قسم) پر تمیمہ (تعویذ) بندھا ہوا دیکھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زور سے کھینچ کر توڑ دیا، اور فرمایا: ابن مسعود کی آل شرک سے بیزار ہے، پھر فرمایا: تمائم (تعویذات)، رقی (دم) اور تولہ شرک ہے، پوچھا گیا: تولہ کیا چیز

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَلَا أَتَمَّ اللّٰهُ لَه وَمَنْ عَلَّقَ وَدَعَةً فَلَا وَدَعَ اللّٰهُ لَهُ قَلْبًا، "قَالَ الْخَلِيلُ بْنُ أَحْمَدَ: التَّمِيمَةُ قِلَادَةٌ فِيهَا عُوَذٌ، وَالْوَدَعَةُ خَرَزٌ۔۔۔ وَهَذَا كُلُّهُ تَحْذِيرٌ مِمَّا كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَصْنَعُونَهُ مِنْ تَعْلِيقِ التَّمَائِمِ وَالْقَلَائِدِ، وَيَظُنُّونَ أَنَّهَا تَقِيهِمْ وَتَصْرِفُ عَنْهُمُ الْبَلَاءَ، وَذٰلِكَ لَا يَصْرِفُهُ إِلَّا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَهُوَ الْمُعَافِي وَالْمُبْتَلِي، لَا شَرِيكَ لَهُ، فَنَهَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّا كَانُوا يَصْنَعُونَ مِنْ ذٰلِكَ فِي جَاهِلِيَّتِهِمْ۔۔۔ وَمَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ يَجُوزُ أَنْ يُرِيدَ بِمَا كُرِهَ تعليقه غير القرآن أشياء ماخوذة عن العراقيين وَالْكُهَّانِ، إِذْ

ہے؟ فرمایا: جس کے ذریعے اپنے شوہر کی محبت حاصل کی جائے۔ عقبہ بن عامر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تمیمہ لٹکائے اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری نہ فرمائے، جو گھونگا لٹکائے اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف کو دور نہ فرمائے۔ خلیل بن احمد کہتے ہیں: تمیمہ اس ہار کو کہتے ہیں جس میں تعویذ ہوتا ہے اور ودعہ گھونگے کو کہتے ہیں۔ یہ تمام احادیث ان سے ڈرانے کے لیے ہیں جو تمائم (تعویذات) اور گھونگے اہل جاہلیت لٹکاتے تھے۔ اور گمان یہ کرتے تھے کہ یہ چیزیں انہیں بیماری سے بچاتی ہیں اور ان سے بلاؤں کو پھیرتی ہیں حالانکہ بلاؤں کا رخ اللہ تعالیٰ پھیرتا ہے، وہی عافیت دینے والا اور بیماری میں مبتلا کرنے والا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ لہذا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے

الِاسْتِشْفَاءُ بِالْقُرْآنِ مُعَلَّقًا وَغَيْرَ مُعَلَّقٍ لَا يَكُونُ شِرْكًا، وَقَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ((مَنْ عَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ إِلَيْهِ)) فَمَنْ عَلَّقَ الْقُرْآنَ يَنْبَغِي أَنْ يَتَوَلَّاهُ اللّٰهُ وَلَا يَكِلَهُ إِلَى غَيْرِهِ، لِأَنَّهُ تَعَالَى هُوَ الْمَرْغُوبُ إِلَيْهِ وَالْمُتَوَكَّلُ عليه في الاستشفاء بالقرآن، وسئل ابْنُ الْمُسَيِّبِ عَنِ التَّعْوِيذِ يُعَلَّقُ؟ قَالَ: إِذَا كَانَ فِي قَصَبَةٍ أَوْ رُقْعَةٍ يُحْرَزُ فَلَا بَأْسَ بِهِ. وَهَذَا عَلَى أَنَّ الْمَكْتُوبَ قُرْآنٌ. وَعَنِ الضَّحَّاكِ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَرَى بَأْسًا أَنْ يُعَلِّقَ الرَّجُلُ الشَّيْءَ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ إِذَا وَضَعَهُ عِنْدَ الْجِمَاعِ وَعِنْدَ الْغَائِطِ، وَرَخَّصَ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ فِي التَّعْوِيذِ يُعَلَّقُ عَلَى الصِّبْيَانِ. وَكَانَ ابْنُ سِيرِينَ لَا يَرَى بَأْسًا بِالشَّيْءِ مِنَ الْقُرْآنِ يُعَلِّقُهُ الْإِنْسَانُ۔

سے منع فرمادیا جو اہل جاہلیت زمانہ جاہلیت میں کرتے تھے۔

جو ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ان کے نزدیک جس چیز سے تعویذ کرنا مکروہ ہے وہ چیز ہے جو قرآن کے علاوہ نجومیوں اور کاہنوں سے لی گئی ہو کیونکہ قرآن کے ساتھ شفا حاصل کرنا چاہے لٹکا کر ہو یا بغیر لٹکائے ہو شرک نہیں۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جو فرمان ہے کہ جس نے جو چیز لٹکائی وہ اسی کے سپرد کردیا گیا تو جس نے قرآن سے تعویذ لٹکایا تو مناسب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے کام کا ضامن ہو جائے کسی اور کے سپرد نہ فرمائے کیونکہ قرآن مجید سے شفا حاصل کرنے میں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رغبت کی جاتی ہے اور اسی پر توکل کیا جاتا ہے۔ حضرت سعید بن مسیب سے تعویذ لٹکانے کے بارے میں سوال کیا گیا تو ارشاد فرمایا: تعویذ کیس ڈبیہ میں یا کسی کاغذ میں محفوظ ہو تو اس میں

کوئی حرج نہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ مکتوب قرآن ہے۔ حضرت ضحاک اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ آدمی کتاب اللہ سے بنا ہوا تعویذ لٹکائے بشرطیکہ جماع کے وقت اور بیت الخلا میں جاتے وقت اتار دے۔ امام ابو جعفر محمد بن علی نے بچوں کو تعویذ لٹکانے کی اجازت دی ہے اور امام ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ قرآن میں سے تعویذ لکھ لٹکایا جائے۔

(تفسیر قرطبی سورۃ الاسراء، تحت الآیۃ 82، ج 10، ص 310، دار کتب المصریہ، قاھرہ)

امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

قَالَ الشَّيْخُ: وَالَّذِي رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، مَرْفُوعًا إِنَّ الرُّقَى وَالتَّمَائِمَ وَالتُّوَلَةَ شِرْكٌ فَإِنَّمَا أَرَادُوا، وَاللَّهُ أَعْلَمُ، مَا كَانَ مِنَ الرُّقَى وَالتَّمَائِمِ بِغَيْرِ لِسَانِ الْعَرَبِيَّةِ مِمَّا لَا يُدْرَى مَا هُوَ وَأَمَّا التُّوَلَةُ بِكَسْرِ التَّاءِ: فَهُوَ الَّذِي يُحَبِّبُ الْمَرْأَةَ إِلَى زَوْجِهَا، وَهُوَ

ترجمہ: شیخ فرماتے ہیں: یہ جو ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رقی (دم)، تمائم (تعویذات) اور تولہ شرک ہیں، اس سے مراد وہ دم اور تعویذات ہیں جو عربی زبان کے علاوہ ہو، پتا نہ چلے کہ اس کا کیا مطلب ہے اور تولہ یعنی وہ جس سے عورت شوہر کی محبت حاصل کرے وہ ایک سحر (جادو)

مِنَ السِّحْرِ وَذَلِكَ لَا يَجُوزُ۔

(جادو) ہے اور جادو جائز نہیں۔

(السنن الصغری للبیہقی، باب فی التداوی، والاکتواء، ج 4، ص 74، جامعۃ الدراسات الاسلامیہ، کراچی)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی 1014ھ فرماتے ہیں:

(وَعَقْدَ التَّمَائِمِ) جَمْعُ تَمِيمَةٍ، وَالْمُرَادُ بِهَا التَّعَاوِيذُ الَّتِي تَحْتَوِي عَلَى رُقَى الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ أَسْمَاءِ الشَّيَاطِينِ وَأَلْفَاظٍ لَا يُعْرَفُ مَعْنَاهَا، وَقِيلَ: التَّمَائِمُ خَرَزَاتٌ كَانَتِ الْعَرَبُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تُعَلِّقُهَا عَلَى أَوْلَادِهِمْ يَتَّقُونَ بِهَا الْعَيْنَ فِي زَعْمِهِمْ، فَأَبْطَلَهُ الْإِسْلَامُ لِأَنَّهُ لَا يَنْفَعُ وَلَا يَدْفَعُ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى۔

ترجمہ: تمائم تمیمہ کی جمع ہے، اور اس سے مراد وہ تعویذات ہیں جو زمانہ جاہلیت کے ایسے دموں پر مشتمل ہوں جن میں شیاطین کے نام ہوتے ہیں اور ایسے الفاظ ہوتے ہیں جن کے معنی معلوم نہیں ہوتے۔ اور کہا گیا کہ تمائم وہ گھونگے ہیں جو زمانہ جاہلیت میں اہل عرب اپنی اولاد کے گلوں میں ڈالتے کہ ان کے زعم میں ان کو نظر بد سے بچاتے تھے، اسلام نے اس کو باطل قرار دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر کوئی چیز نفع نہیں پہنچا سکتی اور نہ ہی مصیبت دور کر سکتی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب الخاتم، ج 7، ص 2803، دار الفکر، بیروت)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

((أَوْ تَعَلَّقْتُ تَمِيمَةً)) أَيْ: أَخَذْتُهَا عَلَاقَةً، وَالْمُرَادُ مِنَ التَّمِيمَةِ مَا كَانَ مِنْ تَمَائِمِ الْجَاهِلِيَّةِ وَرُقَاهَا، فَإِنَّ

ترجمہ: تمیمہ سے مراد زمانہ جاہلیت کے تعویذات اور دم ہیں، لہذا جو تعویذات اللہ تعالیٰ کے ناموں اور

الْقِسْمُ الَّذِي اخْتَصَّ بِأَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالَى وَكَلِمَاتِهِ غَيْرُ دَاخِلٍ فِي جُمْلَتِهِ، بَلْ هُوَ مُسْتَحَبٌّ مَرْجُوُّ الْبَرَكَةِ عُرِفَ ذٰلِكَ مِنْ أَصْلِ السُّنَّةِ، وَقِيلَ: يُمْنَعُ إِذَا كَانَ هُنَاكَ نَوْعُ قَدْحٍ فِي التَّوَكُّلِ۔

اس کے کلام پر مشتمل ہوتے ہیں وہ ان میں داخل نہیں، بلکہ وہ مستحب ہیں ان سے برکت کی امید کی جاتی ہے اوران کی اصل سنت سے جانی گئی ہے۔اور کہا گیا کہ ممانعت وہاں ہے جہاں توکل میں کسی قسم کا مسئلہ ہو۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الطب والرقی، ج7،ص2881،دار الفکر ،بیروت)

علامہ مناوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

((إن الرقى)) أي التي لا يفهم معناها أو إلا التعوذ بالقرآن ونحوه فإنه محمود ممدوح ((والتمائم)) جمع تميمة وأصلها خرزات تعلقها العرب على رأس الولد لدفع العين توسعوا فيها فسموا بها كل عوذة ((والتولة)) بكسر التاء وفتح الواو كعنبة ما يحبب المرأة إلى الرجل من السحر ((شرك)) أي من الشرك سماها شركا لأن المتعارف منها في

ترجمہ:ممانعت والا رقیہ(دم)وہ ہے جس کا معنی نامعلوم ہو ورنہ قرآن سے تو تعویذ اور دم محمود وقابل ستائش ہے۔اور تمائم تمیمہ کی جمع ہے اور اس کی اصل وہ گھونگے ہیں جو اہل عرب اپنے بچوں کے سر پر لٹکاتے تھے تاکہ وہ نظر بد سے بچیں، پھر اس کے اطلاق میں وسعت ہوئی اور ہر تعویذ کے لیے بولے جانے لگا۔اور تولہ وہ جادو ہے جس سے عورت مرد کی محبت حاصل کرنے کے لیے کرے۔یہ تینوں (رقیہ،تمائم اور تولہ) شرک ہیں،ان کو شرک اس وجہ سے کہا

عهده ما كان معهودا في الجاهلية وكان مشتملا على ما يتضمن الشرك أو لأن اتخاذها يدل على اعتقاد تأثيرها ويفضي إلى الشرك ذكره القاضي. وقال الطيبي رحمه الله: المراد بالشرك اعتقاد أن ذلك سبب قوي وله تأثير وذلك ينافي التوكل والانخراط في زمرة الذين لا يسترقون ولا يتطيرون وعلى ربهم يتوكلون لأن العرب كانت تعتقد تأثيرها وتقصد بها دفع المقادير المكتوبة عليهم فطلبوا دفع الأذى من غير الله تعالى وهكذا كان اعتقاد الجاهلية فلا يدخل في ذلك ما كان بأسماء الله وكلامه ولا من علقها تبركا بذكر الله عالما أنه لا كاشف إلا الله فلا بأس به۔

کہ یہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دور میں ایسے ہی متعارف تھے جیسا زمانہ جاہلیت میں متعارف تھے اور یہ شرکیہ کلمات پر مشتمل ہوتے تھے۔یا ان کا استعمال ان کی تاثیر کے اعتقاد پر دلالت کرتا ہے اور یہ چیز شرک کی طرف لے جانے والی ہے اس کو قاضی نے ذکر کیا۔طیبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا کہ شرک سے مراد یہ ہے کہ یہ اعتقاد رکھنا کہ یہ سبب قوی ہیں اور ان کے لیے تاثیر ہے۔اور یہ توکل کے منافی ہے اور ان لوگوں کے زمرے سے نکلنا ہے جو جادو اور بدشگونی نہیں کرتے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں، کیونکہ اہل عرب ان کی تاثیر کا اعتقاد رکھتے تھے اور اس سے تقدیر کو پھیرنے کا قصد کرتے تھے،لہذا وہ غیر اللہ سے ایذا کے دور ہونے کو طلب کرتے تھے،یہ تھا جاہلیت کا اعتقاد۔اس میں وہ تعویذات داخل نہیں جو اللہ تعالی کے

اسماء اور اس کے کلام پر مشتمل ہوں اور نہ ہی وہ تعویذات اس میں داخل ہیں جو ذکر اللہ سے تبرک حاصل کرنے کے لیے لٹکائے جائیں، اس علم واعتقاد کے ساتھ کہ مصیبت کو دور کرنے والی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، ایسے تعویذات کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(فیض القدیر للمناوی، حرف الھمزہ، ج2، ص341، المکتبۃ التجاریہ، مصر)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

بَابُ النَّفْثِ: فِي هٰذِهِ التَّرْجَمَةِ إِشَارَةٌ إِلَى الرَّدِّ عَلَى مَنْ كَرِهَ النَّفْثَ مُطْلَقًا كَالْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ أَحَدِ التَّابِعِينَ تَمَسُّكًا بِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ﴾ وَعَلَى مَنْ كَرِهَ النَّفْثَ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ خَاصَّةً كَإِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَخْرَجَ ذٰلِكَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَغَيْرُهُ فَأَمَّا الْأَسْوَدُ فَلَا حُجَّةَ لَهُ فِي ذٰلِكَ لِأَنَّ الْمَذْمُومَ مَا كَانَ مِنْ نَفْثِ السَّحَرَةِ وَأَهْلِ الْبَاطِلِ وَلَا

ترجمہ: پھونک مارنے کا بیان: اس عنوان سے ان لوگوں کے رد کی طرف اشارہ ہے جنہوں نے نفث (پڑھ کر پھونک مارنے) کو مطلقاً مکروہ کہا ہے جیسا ایک تابعی اسود بن زید ہیں جنہوں نے ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ﴾ سے تمسک کیا ہے اور اس کا رد ہے جس نے خاص قراءت قرآن کے وقت مکروہ کہا ہے جیسا کہ ابراہیم نخعی نے، اس کو ابن ابی شیبہ نے نقل کیا ہے۔ جہاں تک اسود بن یزید کا تعلق ہے تو ان کے لیے اس آیت میں حجت نہیں کیونکہ مذموم وہ پھونک ہے جو

يَلْزَمُ مِنْهُ ذَمُّ النَّفْثِ مُطْلَقًا وَلَا سِيَّمَا بَعْدَ ثُبُوتِهِ فِي الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ وَأَمَّا النَّخَعِيُّ فَالْحُجَّةُ عَلَيْهِ مَا ثَبَتَ فِي حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ثَالِثِ أَحَادِيثِ الْبَابِ فَقَدْ قَصُّوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِصَّةَ وَفِيهَا أَنَّهُ قَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَتَفَلَ وَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ ذٰلِكَ حُجَّةً۔

جادوگر اور اہل باطل پھونک مارتے ہیں، اس سے مطلق پھونک مارنے کی مذمت ثابت نہیں ہوتی بالخصوص جبکہ احادیث صحیحہ میں اس کا ثبوت موجود ہے اور جہاں تک ابراہیم نخعی کا تعلق ہے تو ان پر ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث حجت ہے (صحیح بخاری کی وہی حدیث جس میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سانپ کے ڈسے ہوئے کفار کے قبیلے کے سردار پر سورۂ فاتحہ سے دم کر کے اجرت لی) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ واقعہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا اور اس میں ہے کہ انہوں نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تھا اور لعاب لگایا تھا، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہ فرمایا، یہ حدیث ان کے خلاف حجت ہے۔

(فتح الباری، باب النفث، ج10، ص209، دار المعرفہ، بیروت)

خاتم المحققین علامہ امین ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

رَأَيْتُهُ فِي الْمُجْتَبَى التَّمِيمَةُ الْمَكْرُوهَةُ مَا كَانَ بِغَيْرِ الْقُرْآنِ، وَقِيلَ: هِيَ الْخَرَزَةُ الَّتِي تُعَلِّقُهَا الْجَاهِلِيَّةُ اهـ وَفِي الْمُغْرِبِ وَ

ترجمہ: میں نے مجتبیٰ میں لکھا دیکھا کہ تمیمہ وہ مکروہ ہے جو قرآن کے علاوہ کیا جائے، اور کہا گیا کہ یہ گھونگھے (سیپیاں) ہیں جو اہل جاہلیت لٹکاتے تھے۔ مغرب

بَعْضُهُمْ يَتَوَهَّمُ أَنَّ الْمُعَاذَاتِ هِيَ التَّمَائِمُ وَلَيْسَ كَذَلِكَ إِنَّمَا التَّمِيمَةُ الْخَرَزَةُ، وَلَا بَأْسَ بِالْمُعَاذَاتِ إِذَا كُتِبَ فِيهَا الْقُرْآنُ، أَوْ أَسْمَاءُ اللّٰهِ تَعَالَى، ـــقَالُوا :إِنَّمَا تُكْرَهُ الْعُوذَةُ إِذَا كَانَتْ بِغَيْرِ لِسَانِ الْعَرَبِ، وَلَا يُدْرَى مَا هُوَ وَلَعَلَّهُ يَدْخُلُهُ سِحْرٌ أَوْ كُفْرٌ أَوْ غَيْرُ ذَلِكَ، وَأَمَّا مَا كَانَ مِنَ الْقُرْآنِ أَوْ شَيْءٍ مِنَ الدَّعَوَاتِ فَلَا بَأْسَ بِهِ اھ۔

میں ہے: بعض نے یہ وہم کیا کہ تعویذات ہی تمائم ہیں، یہ درست نہیں ہے، تمیمہ تو گھونگے ہیں، اور وہ تعویذات جن میں قرآن یا اسماء الٰہی لکھے جائیں تو ان میں کوئی حرج نہیں، علماء فرماتے ہیں کہ تعویذ اس وقت منع ہے جب غیر عربی میں ہو اور پتا نہ چلے کہ اس کا مطلب کیا ہے، منع کی وجہ یہ ہے کہ ہوسکتا ہے اس میں جادو یا کفر وغیرہ ہو۔ بہر حال قرآن مجید اور دیگر دعاؤں سے تعویذ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ،فصل فی اللبس والنظر،ج6،ص363,364،دار الفکر،بیروت)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں" گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے، جبکہ وہ تعویذ جائز ہو یعنی آیاتِ قرآنیہ یا اسماء الٰہیہ یا ادعیہ سے تعویذ کیا جائے اور بعض حدیثوں میں جو ممانعت آئی ہے، اس سے مراد وہ تعویذات ہیں جو ناجائز الفاظ پر مشتمل ہوں، جو زمانہ جاہلیت میں کیے جاتے تھے، اسی طرح تعویذات اور آیات و احادیث وادعیہ کو رکابی میں لکھ کر مریض کو بہ نیت شفا پلانا بھی جائز ہے۔ جنب و حائض ونفسا بھی تعویذات کو گلے میں پہن سکتے ہیں، بازو پر باندھ سکتے ہیں جبکہ غلاف میں ہوں۔

(بہار شریعت،ج3،حصہ16،ص652،مکتبۃ المدینہ، کراچی)

باب ششم: نظرِ بد

اس میں سوالاً جواباً احادیث مبارکہ سے نظرِ بد کا ثبوت اور اس سے بچنے کے طریقے مع اس کا علاج پیش کیا جائے گا۔

نظرِ بد کا لگنا صحیح ہے

سوال: کیا نظر لگتی ہے اور کیا نظر لگنے سے کوئی بیمار ہوسکتا ہے یا کاروبار تباہ ہوسکتا ہے؟

جواب: نظر کا لگنا صحیح ہے احادیث سے ثابت ہے، اس کے برے اثرات انسان اور اس کے کاروبار وغیرہ پر حق ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْعَيْنُ حَقٌّ وَنَهَى عَنِ الْوَشْمِ۔

ترجمہ: نظر کا لگنا حق ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غور سے دیکھنے سے منع فرمایا۔

(صحیح بخاری،ج2،ص376،مکتبہ رحمانیہ،لاہور)

بعض کتب میں صرف اتنے الفاظ ہیں:

اَلْعَيْنُ حَقٌّ۔

ترجمہ: نظر کا لگنا حق ہے۔

(صحیح مسلم،باب الطب والمرض والرقی،ج4،ص1719،دار احیاء التراث العربی،بیروت)
☆(سنن الترمذی،باب ماجاء ان العین حق،ج4،ص397،مصطفی البابی،مصر)☆(سنن ابی داؤد، باب ماجاء فی العین،ج4،ص9،المکتبۃ العصریہ،بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

العین حق فلو کان شئی سابق القدر سبقته العین۔

نظر حق ہے اگر کوئی چیز تقدیر سے بڑھ سکتی تو نظر بڑھ جاتی۔

(صحیح مسلم،ج2،ص220،قدیمی کتب خانہ،کراچی)

اس کے تحت ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

((العین))ای اثرھا ((حق))۔

ترجمہ: نظر بد کا اثر برحق ہے۔

(مرقاۃ، ج8، ص359، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

مزید فرماتے ہیں:

والمعنی لوامکن ان یسبق القدر شئی فیؤثر فی افناء شئی وزوالہ قبل اوانہ المقدر لہ سبقت العین القدر وحاصلہ ان لاھلاک ولا ضرر بغیر القضاء والقدر۔

ترجمہ: مطلب یہ کہ اگر کوئی شے تقدیر پر سبقت لے جاتی یعنی مقدر شدہ لمحات سے پہلے اس کے فنا اور زوال میں اثر انداز ہوتی تو نظر بد تقدیر پر سبقت لے جاتی، حاصل یہ کہ بغیر قضا وقدر کے کوئی ہلاکت اور ضرر نہیں پہنچتا۔

(مرقاۃ، ج8، ص359، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

اس کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''نظر بد کا اثر برحق ہے، اس سے منظور کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔ اس کا اثر اس قدر سخت ہے کہ اگر کوئی چیز تقدیر کا مقابلہ کرسکتی تو نظر بد کرلیتی کہ تقدیر میں آرام لکھا ہو مگر یہ تکلیف پہنچا دیتی مگر چونکہ کوئی چیز تقدیر کا مقابلہ نہیں کرسکتی اس لئے یہ نظر بد بھی تقدیر نہیں پلٹ سکتی۔

(مرآۃ المناجیح، ج6، ص223، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں:

أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَمَرَ أَنْ يُسْتَرْقَى مِنَ الْعَيْنِ۔

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نظر بد سے دم کرنے کا حکم فرمایا۔

(بخاری، باب رقیۃ العین، ج7، ص132، دار طوق النجاۃ)

ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَرَّ عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ بِسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، وَهُوَ يَغْتَسِلُ فَقَالَ: لَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ، وَلَا جِلْدَ مُخَبَّأَةٍ فَمَا لَبِثَ أَنْ لُبِطَ بِهِ فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ: أَدْرِكْ سَهْلًا صَرِيعًا، قَالَ: مَنْ تَتَّهِمُونَ بِهِ؟ قَالُوا: عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ، قَالَ: عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مِنْ أَخِيهِ مَا يُعْجِبُهُ فَلْيَدْعُ لَهُ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ، فَأَمَرَ عَامِرًا أَنْ يَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، وَرُكْبَتَيْهِ وَدَاخِلَةَ إِزَارِهِ وَأَمَرَهُ أَنْ يَصُبَّ عَلَيْهِ۔

ترجمہ: عامر بن ربیعہ کا گزر سہل بن حنیف کے پاس سے ہوا، وہ غسل کررہے تھے، انہوں نے سہل بن حنیف سے کہا: میں آج تک آپ جیسا نہیں دیکھا، نہ ہی ایسی خوبصورت جلد دیکھی ہے، تھوڑی دیر گزری تھی کہ سہل گر پڑے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو ان سے کہا گیا کہ سہل کی جلدی سے خبر لیں، ارشاد فرمایا: تم لوگ کس کو متہم ٹھہراتے ہو، عرض کی: عامر بن ربیعہ کو۔ فرمایا: تم کیوں اپنے بھائی کو قتل کرتے ہو، جب تم اپنے کسی بھائی کو دیکھو اور وہ تمہیں پسند آئے تو اس کے لیے برکت کی دعا مانگو۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور عامر کو حکم دیا کہ وہ اس سے وضو کرے، اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت، دونوں گھٹنے اور ازار کے اندر کا جسم دھوئے اور حکم دیا کہ اس غسالے کو سہل کے اوپر بہا دیا جائے۔

(ابن ماجہ، باب العین، ج2، ص1160، دار احیاء الکتب العربیہ)☆(مسند احمد بن حنبل، حدیث سہل بن حنیف، ج25، ص356، موسسۃ الرسالۃ، بیروت)☆(سنن الکبری للبیہقی، باب الاستغسال للعین، ج9، ص591، موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا روایت ہے:

إِنَّ الْعَيْنَ لَتُدْخِلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ وَالْجَمَلَ الْقِدْرَ۔

ترجمہ: نظر بد انسان کو قبر میں داخل کر دیتی ہے اور اونٹ کو ہنڈیا تک پہنچاتی ہے۔

(زاد المعاد لابن قیم، فصل هدیه صلی الله علیه وسلم فی الرقیة، ج4، ص161، موسسة الرسالة بیروت)

علامہ شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

العين حق تصيب المال والآدمي والحيوان ويظهر اثره في ذلك عرف بالآثار۔

نظر حق ہے یہ مال، آدمی اور حیوانات کو لگ جاتی ہے اور اس کا اثر ان پر ہو جاتا ہے یہ چیز آثار سے معلوم ہوئی ہے۔

(رد المحتار، ج9، ص601، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

سوال: نظر بد سے بچنے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟ اور اس کا علاج کیا ہے؟

جواب: نظر بد سے بچنے کے متعدد طریقے اور وظائف مروری ہیں، جن میں چند درج ذیل ہیں:

نظر بد سے بچنے اور بچانے کے طریقے

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ، وَيَقُولُ: إِنَّ أَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ۔

ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر دم کرتے اور فرماتے: تمہارے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل اور اسحاق علیہ السلام اسحاق علیہما السلام کو یوں ہی دم فرمایا کرتے، دم یہ ہے: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ۔

(صحیح بخاری، ج4، ص147، دار طوق النجاۃ)

(2) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ إِذَا اشْتَكَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقَاهُ جِبْرِيلُ، قَالَ: بِاسْمِ اللّٰهِ يُبْرِيكَ وَمِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيكَ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ وَشَرِّ كُلِّ ذِي عَيْنٍ۔

ترجمہ: جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیمار ہوتے، جبریل علیہ السلام ان کو یوں دم کرتے: بِاسْمِ اللّٰهِ يُبْرِيكَ وَمِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيكَ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ وَشَرِّ كُلِّ ذِي عَيْنٍ۔

(صحیح مسلم، ج4، ص1718، دار احیاء التراث العربی بیروت)

(3) ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وَفِي شَرْحِ السُّنَّةِ رُوِيَ أَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَأَى صَبِيًّا مَلِيحًا فَقَالَ: دَسِّمُوا نُونَتَهُ كَيْلَا تُصِيبَهُ الْعَيْنُ، وَمَعْنَى دَسِّمُوا: سَوِّدُوا، وَالنُّونَةُ النُّقْرَةُ الَّتِي تَكُونُ فِي ذَقَنِ الصَّبِيِّ الصَّغِيرِ۔

ترجمہ: شرح السنہ میں ہے: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خوبصورت بچے کو دیکھا تو فرمایا: اس کی ٹھوڑی میں سیاہ نشان (تکہ) لگا دو، تاکہ اس کو نظر نہ لگے۔ دسموا کا مطلب ہے سودوا (سیاہ کر دو) النونۃ سے مراد وہ نوک ہے جو چھوٹے بچے کی ٹھوڑی پر

ہوتی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الطب والرقی، ج7، ص2870، دار الفکر بیروت)

(4) مزید فرماتے ہیں:

وَرُوِیَ عَنْ ہِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ أَنَّہُ کَانَ إِذَا رَأَی مِنْ مَالِہِ شَیْئًا یُعْجِبُہُ أَوْ دَخَلَ حَائِطًا مِنْ حِیطَانِہِ قَالَ: ﴿مَا شَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ﴾ إِلَی قَوْلِہِ: ﴿فَعَسَی رَبِّی أَنْ یُؤْتِیَنِی خَیْرًا مِنْ جَنَّتِکَ﴾ الْآیَۃُ۔

ترجمہ: ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ جب انہوں کوئی چیز پسند آتی یا کسی باغ میں داخل ہوتے تو پڑھتے: ﴿مَا شَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْکَ مَالًا وَوَلَدًا ○ فَعَسَی رَبِّی أَنْ یُؤْتِیَنِی خَیْرًا مِنْ جَنَّتِکَ﴾

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الطب والرقی، ج7، ص2870، دار الفکر بیروت)

(5) علامہ امین ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ بِوَضْعِ الْجَمَاجِمِ فِی الزَّرْعِ وَالْمَبْطَخَۃِ لِدَفْعِ ضَرَرِ الْعَیْنِ، لِأَنَّ الْعَیْنَ حَقٌّ تُصِیبُ الْمَالَ، وَالْآدَمِیَّ وَالْحَیَوَانَ وَیَظْہَرُ أَثَرُہُ فِی ذَلِکَ عُرِفَ بِالْآثَارِ فَإِذَا نَظَرَ النَّاظِرُ إِلَی الزَّرْعِ یَقَعُ نَظَرُہُ أَوَّلًا عَلَی الْجَمَاجِمِ، لِارْتِفَاعِہَا فَنَظَرُہُ بَعْدَ ذَلِکَ إِلَی الْحَرْثِ لَا یَضُرُّہُ رُوِیَ أَنَّ امْرَأَۃً جَاءَتْ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالَی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ((وَقَالَتْ نَحْنُ مِنْ أَہْلِ الْحَرْثِ وَإِنَّا نَخَافُ عَلَیْہِ الْعَیْنَ فَأَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنْ یَجْعَلَ فِیہِ الْجَمَاجِمَ۔

ترجمہ: نظر بد کے ضرر سے بچنے کے لیے کھیت اور باورچی خانہ میں کھوپڑیاں یا لکڑی کے پیالے لٹکانے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ نظر لگنا حق ہے جو کہ مال، آدمی اور حیوان سب کو لگ جاتی ہے اور اس کا اثر ان میں ظاہر ہوجاتا ہے، یہ علامات سے پتا چلتا ہے۔ لہذا جب جب دیکھنے والا کھیت کی طرف دیکھے تو اولاً

اس کی نظر کھوپڑیوں یا لکڑی کے پیالوں پر پڑے کیونکہ وہ بلند ہوتی ہے اور اس کے بعد اس کی نظر کھیت پر پڑے، (تاکہ) اسے نقصان نہ پہنچائے۔ مروی ہے کہ ایک خاتون نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کی کہ ہم کھیتی باڑی کرتے ہیں اور ہمیں اس پر نظر لگنے سے ڈرتے ہیں، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھیتوں میں کھوپڑیاں یا لکڑی کے پیالے لٹکانے کا حکم دیا۔

(رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس، ج6، ص364، دار الفکر بیروت)

(6) مزید فرماتے ہیں:

قَالَ عِیَاضٌ: قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ: یَنْبَغِی إِذَا عُرِفَ وَاحِدٌ بِالْإِصَابَۃِ بِالْعَیْنِ أَنْ یُجْتَنَبَ وَیُحْتَرَزَ مِنْہُ، وَیَنْبَغِی لِلْإِمَامِ مَنْعُہُ مِنْ مُدَاخَلَۃِ النَّاسِ، وَیُلْزِمُہُ بَیْتَہُ وَإِنْ کَانَ فَقِیرًا رَزَقَہُ مَا یَکْفِیہِ فَضَرَرُہُ أَکْثَرُ مِنْ ضَرَرِ آکِلِ الثُّومِ وَالْبَصَلِ، وَمِنْ ضَرَرِ الْمَجْذُومِ الَّذِی مَنَعَہُ عُمَرُ۔

ترجمہ: قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: علماء فرماتے ہیں کہ جس کے بارے میں معروف ہو کہ اس کی نظر لگتی ہے تو اس سے اجتناب واحتراز کرنا چاہیے اور حاکم کو چاہیے کہ اسے لوگوں سے ملنے جلنے سے روکے اور اسے گھر میں رہنے کا پابند بنائے اور اگر وہ غریب ہو تو اتنی روزی کا انتظام کردے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔وَفِي النَّسَائِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ۔صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ قَالَ: ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مِنْ نَفْسِهِ أَوْ مَالِهِ أَوْ أَخِيهِ شَيْئًا يُعْجِبُهُ فَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ فَإِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ "وَالدُّعَاءُ بِالْبَرَكَةِ أَنْ يَقُولَ: تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيهِ))

کہ جو اسے کفایت کرے، (کیونکہ) اس کا ضرر پیاز اور لہسن کھانے والے (جس کو بوختم کیے بغیر مسجد جانا منع ہے) سے زیادہ ہے، (بلکہ) اس کا ضرر جذام والے سے زیادہ ہے جس کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روک دیا تھا۔ نسائی میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم سے کسی کو اپنی جان یا مال میں سے یا اپنے بھائی کے جان مال میں سے کوئی چیز پسند آئے تو اسے برکت کی دعا دے کہ بے شک نظر حق ہے، اور برکت کی دعا یوں دے: تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيهِ۔

(رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس، ج6، ص364، دار الفکر، بیروت)

(7) محمد بن اسحاق کہتے ہیں:

رأيت سعد بن إبراهيم بن عبد الرحمن ابن عوف يجعل جماجم الإبل في حرثه ويأمر بها ويقول: إنها ترد العين۔

ترجمہ: میں نے سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف کو دیکھا کہ وہ اپنی کھیت میں اونٹ کی کھوپڑیاں لٹکاتے، اور اس کا حکم دیتے اور فرماتے: یہ چیز نظر بد کو دور کرتی ہے۔

(کنز العمال، باب امر بالجماجم ان تجعل فی الزرع، ج4، ص130، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

(8) صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "بعض کاشتکار اپنے کھیتوں میں کپڑا لپیٹ کر کسی لکڑی پر لگا دیتے ہیں، اس سے مقصود نظر بد سے کھیتوں کو بچانا ہوتا ہے کیونکہ دیکھنے والے کی نظر پہلے اس پر پڑے گی، اس کے بعد زراعت پر پڑے گی اور اُس صورت میں زراعت کو نظر نہیں لگے گی، ایسا کرنا ناجائز نہیں کیونکہ نظر کا لگنا صحیح ہے، احادیث سے ثابت ہے، اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ حدیث میں ہے کہ جب اپنی یا کسی مسلمان بھائی کی چیز دیکھے اور پسند آئے تو برکت کی دعا کرے یہ کہے: تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيهِ ۔ یا اردو میں یہ کہہ دے اللہ (عزوجل) برکت کرے۔ اس طرح کہنے سے نظر نہیں لگے گی۔

(بہار شریعت، ج3، حصہ16، ص652، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

نظر بد کا علاج

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ يُؤْمَرُ الْعَائِنُ فَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ الْمَعِينُ۔

ترجمہ: عائن (جس کی نظر لگی ہے) اس کو وضو کا کہا جائے گا اور اس پانی سے معین (جس کو نظر لگی ہے) کو غسل دیا جائے گا۔

(ابو داود، ج4، ص9، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

اس عمل کی تائید اس حدیث پاک سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الْعَيْنُ حَقٌّ فَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرِ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ وَإِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوا۔

ترجمہ: نظر حق ہے، اگر کوئی چیز تقدیر سے بڑھ سکتی تو اس پر نظر بڑھ جاتی، اور جب تم دھلوائے جاؤ تو دھو دو۔

(صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب الطب والمرض والرقی، جلد 4، صفحہ 1719، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

باب ہفتم: بد شگونی اور نحوست

اس باب میں ان شاء اللہ عزوجل بد شگونی کی حقیقت کو آیاتِ کریمہ، احادیث طیبہ اور اقوال فقہاء سے سوالاً جواباً واضح کیا جائے گا۔

اسلام میں بد شگونی نہیں

سوال: اسلام میں بد شگونی کا کیا تصور ہے؟ آج کل بے شمار چیزوں میں بد شگونی لی جاتی ہے اور انہیں منحوس سمجھا جاتا ہے مثلاً بائیں آنکھ پھڑکے تو سمجھا جاتا ہے کہ کوئی مصیبت آنے والی ہے، شادی پر بانجھ یا بیوہ عورتوں کو بعض عورتیں دلہن کو مہندی لگانے نہیں دیتیں، اگر نکاح یا رشتہ پکا ہوتے وقت آندھی آئے تو اس سے بد شگونی کی جاتی ہے۔

جواب: اسلام میں بد شگونی اور اشیاء کے منحوس ہونے کا کوئی تصور نہیں، ہونا وہی ہوتا ہے جو قسمت میں ہوتا ہے۔ مذکورہ یہ سب باتیں جہالت ہیں۔ قرآن پاک میں ہے:

﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔

(پ 14، سورۃ ابراہیم، آیت 12)

مسند احمد، طبرانی، شرح السنہ اور مجمع الزوائد کی حدیث پاک ہے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يتفاءل ولا يتطير وكان

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیک فال لیتے، بد شگونی نہ مانتے اور اچھے نام کو

يعجبه الاسم الحسن۔ — دوست رکھتے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب الأسماء وما جاء في الأسماء الحسنة، جلد8، صفحہ92، دار الفکر، بیروت)

دوسری حدیث پاک میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلاث لم تسلم منها هذه الامة الحسد و الظن والطيرة الا انبئكم بالمخرج منها اذا ظننت فلا تحقق واذا حسدت فلا تبغ واذا تطيرت فامض۔

ترجمہ: تین خصلتیں اس امت سے نہ چھوٹیں گی، حسد، بدگمانی اور بدشگونی۔ کیا میں تمہیں ان کا علاج نہ بتادوں، بدگمانی آئے تو اس پر کاربند نہ ہو اور حسد آئے تو محسود پر زیادتی نہ کر اور بدشگونی کے باعث کام سے نہ رکو۔

(کنز العمال، کتاب الموت، الفصل الثالث في الترهيب الثلاثي، جلد 16، صفحہ42، مؤسسة الرسالة، بیروت)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

غالباً یہاں طیرہ سے مراد بدفالی لینا ہے خواہ پرندے سے ہو یا چرندہ جانور سے یا کسی اور چیز سے کیونکہ بدفالی مطلقاً ممنوع ہے قرآن مجید میں تطیر اور طائر بمعنی بدفالی آیا ہے رب فرماتا ہے ﴿قالوا اطيرنا بكم﴾ اور فرماتا ہے ﴿قالوا طائركم معكم﴾ مقصد یہ ہے کہ اسلام میں بدفالی کوئی شئی نہیں کسی چیز سے بدفالی نہ لو۔" (مرآۃ المناجیح، ج6، ص256)

کسی انسان کو منحوس سمجھنا جہالت ہے

سوال: بعض اوقات کسی انسان کو منحوس سمجھ لیا جاتا ہے اور کام وغیرہ پر

جاتے ہوئے اس کے سامنے سے آنے سے بدشگونی لی جاتی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن سے اسی طرح کا سوال ہوا: "ایک شخص نجابت خاں جاہل اور بدعقیدہ ہے اور سودخور بھی ہے، نماز روزہ خیرات وغیرہ کرنا بے کار محض سمجھتا ہے، اس شخص کی نسبت عام طور پر جملہ مسلمانان و اہل ہنود میں یہ بات مشہور ہے کہ اگر صبح کو اس کی منحوس صورت دیکھ لی جائے یا کہیں کام کو جاتے ہوئے یہ سامنے آجائے تو ضرور کچھ نہ کچھ دقت اور پریشانی اٹھانی پڑے گی اور چاہے کیسا ہی یقینی طور پر کام ہو جانے کا وثوق ہو لیکن ان کا خیال ہے کہ کچھ نہ کچھ ضرور رکاوٹ اور پریشانی ہوگی چنانچہ اُن لوگوں کو ان کے خیال کے مناسب برابر تجربہ ہوتا رہتا ہے اور وہ لوگ برابر اس امر کا خیال رکھتے ہیں کہ اگر کہیں جاتے ہوئے سامنا پڑ گیا تو اپنے مکان کو واپس جاتے ہیں اور چندے توقف کر کے یہ معلوم کر کے وہ منحوس سامنے تو نہیں ہے جاتے ہیں، اب سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کا یہ عقیدہ اور طرز عمل کیسا ہے؟ کوئی قباحت شرعیہ تو نہیں؟

جواباً فرمایا: "شرع مطہر میں اس کی کچھ اصل نہیں، لوگوں کا وہم سامنے آتا ہے۔ شریعت میں حکم ہے:

اذا تطيرتم فامضوا۔ — جب کوئی شگون بدگمان میں آئے تو اس پر عمل نہ کرو۔

(فتح الباری، کتاب الطب، باب الطیرۃ، جلد12، صفحہ323، مصطفی البابی، مصر)

وہ طریقہ محض ہندوانہ ہے مسلمانوں کو ایسی جگہ چاہیے کہ:

اللهم لا طير الا طيرك ولا خير الا خيرك ولا اله غيرك۔ — ترجمہ: اے اللہ عزوجل نہیں ہے کوئی برائی مگر تیری طرف سے اور نہیں ہے کوئی

بھلائی مگر تیری طرف سے اور تیرے بغیر
کوئی معبود نہیں۔

پڑھ لے، اور اپنے رب پر بھروسا کر کے اپنے کام کو چلا جائے، ہرگز نہ رُکے نہ واپس آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد29، صفحہ641، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

مسلمانوں کو چاہیے کہ اس طرح کی بدشگونیوں کو ترک کر دیں اور اگر کبھی کوئی نقصان ہو جائے تو اسے تقدیرِ الٰہی تصور کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل و اچھی امید رکھیں۔ پھر بھی اگر کوئی انتہائی ضعیف الاعتقاد ہے تو اسے ان افعال سے بچنا ہی بہتر ہے کہ بعد میں کچھ ہونے کی صورت میں وہ مزید وسوسوں کی وجہ سے پریشانی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اگر حسبِ تقدیر اسے کوئی آفت پہنچی تو اس کا باطل عقیدہ اور زیادہ مضبوط ہوگا کہ دیکھو یہ کام کیا تھا اس کا یہ نتیجہ نکلا۔ لیکن یہ بچنا بدشگونی کی بنا پر نہیں بلکہ بدشگونی سے بچنے کے لیے ہے تاکہ وسوسہ شیطانی سے محفوظ رہا جا سکے۔ چنانچہ فتاویٰ رضویہ میں اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا کہ "یہاں عام طور سے تمام شہر متفق ہے کہ درخت پپیتہ جس کو ارنڈ خربزہ کہتے ہیں مکان مسکونہ میں لگانا منحوس ہے اور منع ہے چونکہ یہاں یہ بکثرت اور نہایت لذیذ ہیں لہذا التماس ہے کہ اس بارے میں احکام شرعی سے مع حوالہ کتب بالتشریح خبردار کیجئے؟" تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ: "شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں، شرع نے نہ اسے منحوس ٹھہرایا نہ مبارک، ہاں جسے عام لوگ نحس سمجھ رہے ہیں اس سے بچنا مناسب ہے کہ اگر حسبِ تقدیر اسے کوئی آفت پہنچے ان کا باطل عقیدہ اور مستحکم ہوگا کہ دیکھو یہ کام کیا تھا اس کا یہ نتیجہ ہوا اور ممکن کہ شیطان اس کے دل میں بھی وسوسہ ڈالے۔"

(فتاویٰ رضویہ شریف، جلد23، صفحہ267، رضافاؤنڈیشن، مرکز الاولیاء، لاہور)

سورج گرہن، چاند گرہن اور حاملہ عورت

سوال: سورج گرہن چاند گرہن میں حاملہ عورت کو گھر سے باہر نہیں نکلنے دیتے، کام نہیں کرنے دیتے، چلّہ میں عورت گھر سے باہر نہیں نکلنے دیتے، یہ کیسا ہے؟

جواب: ان سب کی کوئی اصل نہیں۔ سورج اور چاند گرہن اللہ عزوجل کی نشانیاں میں سے ہے۔ یہ اللہ عزوجل کی قدرت اور قیامت کے منظر کی یاد دلاتا ہے۔ بخاری مسلم کی حدیث پاک ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إن الشمسَ والقمرَ لا يخسفانِ لموتِ أحدٍ ولا حياتِه ولكنهما آيتانِ من آياتِ اللہ فإذا رأيتموهما فصلوا۔	ترجمہ: سورج چاند نہ تو کسی کی موت کی وجہ سے گھٹتے ہیں نہ کسی کی زندگی کی وجہ سے لیکن یہ اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جب تم یہ دیکھو تو نماز پڑھو۔

(صحیح بخاری، کتاب الکسوف، جلد1، صفحہ353، دار ابن کثیر، الیمامۃ، بیروت)

صفر کا مہینہ منحوس نہیں

سوال: بعض لوگ صفر کے مہینے کو منحوس خیال کرتے ہیں اور صفر میں منگنی، شادی، رخصتی کرنے کو منحوس سمجھتے ہیں۔

جواب: یہ نظریہ بالکل غیر شرعی ہے کوئی دن کوئی مہینہ منحوس نہیں۔ صفر کے مہینے منحوس سمجھتے ہوئے اس میں منگنی اور نکاح نہ کرنا جہالت ہے۔ صفر بھی عام مہینوں کی طرح ایک مہینہ ہے۔ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ نظریہ تھا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو اڑ کر لگ سکتی ہے، الو کا بولنا منحوس ہے اور صفر بھی منحوس ہے۔ احادیث میں اس نظریے کی نفی فرمائی گئی ہے چنانچہ بخاری شریف کی حدیث پاک ہے:

عن أبى هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال لا عدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفرَ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عدویٰ نہیں یعنی مرض لگنا اور متعدی ہونا نہیں اور نہ بدفالی ہے اور نہ ہی الو منحوس ہے اور نہ ہی صفر کا مہینہ منحوس ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الطب، باب لاہامۃ ولاصفر، جلد5، صفحہ 2171، دار ابن کثیر، بیروت)

فتح الباری میں ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فجاء الإسلام برد ما كانوا يفعلونه من ذلك فلذلك ((قال صلى الله عليه وسلم لا صفر۔

ترجمہ: اسلام آیا اور اس نے ان کے ان افعال کا رد کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صفر کوئی چیز نہیں ہے۔

(فتح الباری، کتاب الطب، باب لاصفر، جلد10، صفحہ 171، دار المعرفۃ، بیروت)

موجودہ دور میں یہ نظریہ عام ہے کہ صفر میں بلائیں اترتی ہیں۔ جھوٹی حدیث سنائی جاتی ہے کہ جو صفر کے مہینے ختم ہونے کی خوشخبری دے اس پر جنت واجب ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

سَأَلْتُه فِي جَمَاعَةٍ لَا يُسَافِرُونَ فِي صَفَرٍ وَلَا يَبْدَؤُنَ بِالْأَعْمَالِ فِيهِ مِنَ النِّكَاحِ وَالدُّخُولِ وَيَتَمَسَّكُونَ بِمَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ -مَنْ بَشَّرَنِي بِخُرُوجِ

ترجمہ: اس جماعت کے متعلق پوچھا گیا جو صفر میں سفر نہیں کرتے، نہ اس میں کوئی کام شروع کرتے ہیں جیسے نکاح و دخول اور اس نظریہ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان بطور دلیل لاتے

صَفَرٍ بَشَّرْتُه بِالْجَنَّةِ هَلْ يَصِحُّ هَذَا الْخَبَرُ؟ وَهَلْ فِيهِ نُحُوسَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْعَمَلِ؟ وَكَذَا لَا يُسَافِرُونَ إِذَا كَانَ الْقَمَرُ فِي بُرْجِ الْعَقْرَبِ وَكَذَا لَا يَخِيطُونَ الثِّيَابَ وَلَا يُقَطِّعُونَهُمْ إِذَا كَانَ الْقَمَرُ فِي بُرْجِ الْأَسَدِ هَلِ الْأَمْرُ كَمَا زَعَمُوا قَالَ أَمَّا مَا يَقُولُونَ فِي حَقِّ صَفَرٍ فَذَلِكَ شَيْءٌ كَانَتِ الْعَرَبُ يَقُولُونَهُ وَأَمَّا مَا يَقُولُونَ فِي الْقَمَرِ فِي الْعَقْرَبِ أَوْ فِي الْأَسَدِ فَإِنَّهُ شَيْءٌ يَذْكُرُهُ أَهْلُ النُّجُومِ لِتَنْفِيذِ مَقَالَتِهِمْ يَنْسِبُونَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔ وَهُوَ كَذِبٌ مَحْضٌ كَذَا فِي جَوَاهِرِ الْفَتَاوَى۔

ہیں کہ جو صفر جانے کی خوشخبری مجھے دے اسے میں جنت کی بشارت دیتا ہوں۔ کیا یہ باتیں صحیح ہیں؟ کیا صفر کے مہینہ میں نحوست ہے، کیا صفر میں کام (شادی وغیرہ) کرنے کی ممانعت ہے؟ اسی طرح جب قمر برج عقرب میں ہوتا ہے تو سفر نہیں کرتے، قمر جب برج اسد میں ہوتا ہے تو کپڑے کو نہ سیتے ہیں اور نہ قطع کرتے ہیں، کیا معاملہ ایسا ہی ہے جیسا وہ گمان کرتے ہیں (جواب) صفر کے مہینے کے متعلق جو کچھ کہا جاتا ہے یہ تمام باتیں (زمانہ جاہلیت میں) عرب کہا کرتے تھے۔ اور قمر کے برج عقرب میں اور برج اسد میں ہونیوالی باتیں نجومیوں کے ڈھکوسلے ہیں اور اپنی باتوں کو لوگوں میں نافذ کرنے کے لیے (معاذ اللہ) نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یہ سب جھوٹ اور کذب ہے جیسا کہ جواہر الفتاویٰ

میں ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الکراہیت باب المتفرقات، جلد5، صفحہ 380، دار الفکر بیروت)

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''ماہ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے اور بھی اس قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں خصوصاً ماہ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت زیادہ نحس (منحوس) مانی جاتی ہیں اور انکو تیرہ تیزی کہتے ہیں یہ سب جہالت کی باتیں ہے حدیث میں فرمایا کہ صفر کوئی چیز نہیں یعنی لوگوں کا اسے منحوس سمجھنا غلط ہے، اسی طرح ذیقعدہ کے مہینے کو بھی بہت لوگ برا جانتے ہیں اور اس کو خالی کا مہینہ کہتے ہیں یہ بھی غلط ہے اور ہر ماہ میں 3,13,23,8,18,28 کو نحوس جانتے ہیں، یہ بھی لغویات ہے۔'' (بہار شریعت، جلد3، حصہ 16، صفحہ659، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مزید فرماتے ہیں ''بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس روز (صفر کا آخری بدھ) بلائیں آتی ہیں اور طرح طرح کی باتیں بیان کی جاتی ہیں، سب بے ثبوت ہیں بلکہ حدیث کا یہ ارشاد ((لاصفر)) یعنی صفر کوئی چیز نہیں۔ ایسی تمام خرافات کو رد کرتا ہے۔

(بہار شریعت، جلد3، حصہ 16، صفحہ659، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے ملفوظات میں سوال ہوا: ''کیا محرم و صفر میں نکاح کرنا منع ہے؟'' فرمایا: ''نکاح کسی مہینہ میں منع نہیں۔ یہ غلط مشہور ہے۔''

(ملفوظات، حصہ اول، صفحہ95، المکتبۃ المدینہ، کراچی)

اگر صفر و محرم میں نکاح کامیاب نہیں تو کیا جو دوسرے مہینوں میں نکاح ہوتے ہیں ان میں طلاق نہیں ہوتی؟ لہذا مسلمانوں کو اس نظریہ کو ختم کرنا چاہیے۔ صفر کی طرح بعض لوگ اکٹھے بھائی بہن کی شادی یا دو بہنوں کی اکٹھی شادی کو بھی درست

نہیں سمجھتے۔ یہ بھی جہالت ہے۔

نحوست کفر اور گناہوں میں ہے

سوال: نحوست کس چیز میں ہے؟

جواب: نحوست کفر اور گناہوں میں ہے۔ امام طبرانی نے ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

البذاء شوم۔ ترجمہ: فحش بکنا منحوس ہے۔

(الجامع الصغیر، برمز طب عن ابی الدرداء، جلد1، صفحہ 191، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

تفسیر قرطبی میں حدیث پاک ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سوء الخلق شوم وحسن الملكة نماء وصلة الرحم تزيد في العمر والصدقة تدفع ميتة السوء۔

ترجمہ: لوگوں کے گناہ نحوست ہیں اور اچھی عادت بڑھتی ہے اور صلہ رحمی عمر کی زیادتی ہے اور صدقہ بُری موت کو دور کرتا ہے۔

(تفسیر القرطبی، جلد5، صفحہ191، دار الکتب المصریۃ، القاہرۃ)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''مسلمان مطیع (فرماں بردار) پر کوئی چیز نحس (منحوس) نہیں اور کافروں کے لئے کچھ سعد نہیں، اور مسلمان عاصی کے لئے اس کا اسلام سعد ہے، طاعت بشرط قبول سعد ہے، معصیت بجائے خود نحس ہے، اگر رحمت و شفاعت اس کی نحوست سے بچالیں بلکہ نحوست کو سعادت کر دیں،

﴿اولئک یبدل اللہ سیاٰتھم حسنات﴾ ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیتا ہے۔

(پ19، سورۃ الفرقان، آیت70)

بلکہ کبھی گناہ یوں سعادت ہو جاتا ہے کہ بندہ اس پر خائف و ترساں و تائب و کوشاں رہتا ہے وہ ذخل گیا اور بہت سی حسنات مل گئیں۔

(فتاوی رضویہ،ج 21،ص 223،رضا فاؤنڈیشن لاہور)

گھر،گھوڑا اور عورت منحوس نہیں

سوال: یہ جو لوگوں میں مشہور ہے کہ گھر اور گھوڑا اور عورت منحوس ہوتے ہیں اس کی کیا اصل ہے؟

جواب: یہ سب محض باطل و مردود خیالات ہندوؤں کے ہیں، شریعت مطہرہ میں ان کی کوئی اصل نہیں، شرعاً گھر کی نحوست یہ ہے کہ تنگ ہو، ہمسائے برے ہوں، گھوڑے کی نحوست یہ کہ شریر ہو، بدلگام، بدرکاب ہو، عورت کی نحوست یہ کہ بدزبان ہو، بدرویہ ہو، باقی وہ خیال کہ عورت کے پھیرے سے یہ ہوا، فلاں کے پھیرے سے یہ، یہ سب باطل اور کافروں کے خیال ہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

(فتاوی رضویہ،ج 21،ص 20،رضا فاؤنڈیشن لاہور)

باب ہشتم: اوراد و وظائف

اس باب میں بزرگانِ دین کے حوالے سے کچھ وظائف ذکر کریں گے۔

سوال: احیاء العلوم میں ایک وظیفہ لکھا ہے کہ:

السلام علیکم یاخواجه عبدالکریم جانب مشرق۔

السلام علیك یاخواجه عبدالرحیم جانب شمال۔

السلام علیك یاخواجه عبدالرشید جانب جنوب۔

السلام علیك یاخواجه عبدالجلیل جانب مغرب، پڑھنا ہے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھنی ہے:

اللّٰھم انت قدیم ازلی تنزیل العلل ولم تزل ولاتزال ارحمنی برحمتك یاارحم الراحمین، اللّٰھم اغفرلامة سیدنا محمد صلی اللہ علیه وسلم، اللّٰھم ارحم امة سیدنا محمد صلی اللہ علیه وسلم

اس کے بعد طاق عدد میں درود پاک پڑھنا ہے۔ کیا یہ وظیفہ جائز ہے؟

جواب: دعائے مذکور جائز ہے اور اس میں بہت برکات ہیں، یہ چاروں حضرات جہات اربعہ میں اوتادِ اربعہ ہیں، یہ اسمائے طیبہ ان کے اشخاص کے نہیں بلکہ عہدہ کے ہیں، جس طرح ہر غوث کا نام عبداللہ اور اس کے دونوں وزیروں کے نام عبدالملک اور عبدالرب ہیں۔ جو اس عہدہ پر مقرر ہوگا ظاہر میں کچھ نام رکھتا ہو یا باطن میں، اس کا یہ نام رکھا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی رضویہ،ج 28،ص 605،رضا فاؤنڈیشن لاہور)

نسیان کا علاج

سوال: نسیان (بھولنے) کا علاج کیا ہے؟

جواب: دفع نسیان کو 17 بار سورہ الم نشرح ہر شب سوتے وقت پڑھ کر سینہ پر دم کرنا، اور صبح 17 بار پانی پر دم کر کے قدرے پینا، اور چینی کی رکابی پر یہ حروف (ا، ہ، ظ، م، ف، ش، ذ) لکھ کر پلانا نافع ہے۔ اور چالیس روز سفید چینی پر مشک و زعفران وگلاب سے لکھ کر آب تازہ سے محو کر کے پئیں۔ تسمیہ (بسم اللہ شریف پڑھیں) اس کے بعد (یہ پڑھیں):

فسهل یاالٰهی کل صعب، بحرمة سیدالابرار سهل یامحی الدین اجب، یاجبرائیل بحق ثابدوح۔

(فتاوی رضویہ، ج26، ص606، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر نسیان کا علاج امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان الفاظ کے ساتھ بیان فرمایا "سپید (سفید) چینی کی تشتری پر لکھے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، ا ہ ظ م ف ش ذ اور اسے ذرا سے پانی سے دھو کر اس پر 998 بار، اور نہ ہو سکے تو 400 یا 100 ہی بار یا حفیظ پڑھ کر دم کرے اور وہ پانی پی لے۔ روز ایسا ہی کرے، اور سوتے وقت 17 بار سورۃ الم نشرح شریف پڑھ کر سینے پر دم کر لیا کرے اور کلنگ ذبح کر کے ذبح کی گری میں اس کا مغز نکال کر 40 بار اس پر یا حفیظ دم کر کے کھالے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی رضویہ، ج26، ص612، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

غصے کا علاج

سوال: سخت غصہ آ جائے تو اس وقت کیا کرے؟

جواب: دفع غضب کے لئے لاحول شریف کی کثرت کرے اور جس وقت غصہ آئے دل کی طرف متوجہ ہو کر تین بار لاحول پڑھے، تین گھونٹ ٹھنڈا پانی پی لے، کھڑا ہے تو بیٹھ جائے، بیٹھا ہے تو لیٹ جائے، لیٹا ہو تو اُٹھے نہیں۔

(فتاوی رضویہ، ج26، ص612، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

گھر والوں میں محبت واتفاق پیدا کرنے کا وظیفہ

سوال: ماں باپ میں، بہن بھائی یا میاں بیوی کے درمیان محبت پیدا کرنے کا کوئی وظیفہ بتائیں؟

جواب: سب گھر والوں میں اتفاق کے لئے بعد نماز جمعہ لاہوری نمک پر ایک ہزار ایک بار یــا وَدُودُ پڑھیں، اول آخر دس دس بار درود شریف اور اس وقت سے اس نمک کا برتن زمین پر نہ رکھیں، وہ نمک سات دن گھر کی ہانڈی میں ڈالیں، سب کھائیں، مولیٰ تعالیٰ سب میں اتفاق پیدا کرے گا۔ ہر جمعہ کو سات دن کے لئے پڑھ لیا کریں۔

(فتاوی رضویہ، ج26، ص612، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

تعویذات کی اجازت دینے کا طریقہ

سوال: اپنے اجازت یافتہ تعویذات کی کسی کو اجازت دینی ہو تو کن الفاظ سے دی جائے؟

جواب: امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے ایک شخص کو اپنے تعویذات کی اجازت دی، فتاویٰ رضویہ میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے: فقیر غفرلہ المولی القدیر نے جملہ نقوش وتعویذات خاندانی جو فقیر کو اپنے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا حضرت جناب سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قبلہ مارہری قدس سرہ العزیز یا ارشادات ائمہ کرام واولیائے عظام وعلمائے اعلام سابقین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے پہنچے یا فقیر نے بفضلہ تعالیٰ مجاز وماذون ہو کر خود ایجاد کئے یا آئندہ ایجاد کروں ان سب کی اجازت عامہ تامہ صحیحہ نجیحہ اپنے خواہر زادہ وبرخوردار حکیم علی احمد خاں سلمہ کو دی۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے کرم سے برکت فرمائے، شرط یہ ہے کہ کسی کام خلاف شرع کے لئے

نہ خود استعمال کریں نہ کسی ایسے کو دیں یا بتائیں جو کوئی کام خلافِ شرع چاہتا ہو۔

(فتاویٰ رضویہ، ج26، ص607، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

تعویذات دینے والوں کو امام اہلِ سنت علیہ الرحمہ کی نصیحتیں

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے جن کو تعویذات کی اجازت دی ان کو نصیحتیں کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

(1) کسی کام خلافِ شرع کے لئے نہ خود استعمال کریں نہ کسی ایسے کو دیں یا بتائیں جو کوئی کام خلافِ شرع چاہتا ہو۔

(2) جس طرح عورتیں اکثر تسخیرِ شوہر چاہتی ہیں کہ شوہر ہمارے کہنے میں ہو جائے جو ہم کہیں وہی کرے، یہ حرام ہے۔ حدیث میں اسے شرک فرمایا اللہ عزوجل نے شوہر کو حاکم بنایا نہ کہ محکوم۔

(3) یا یہ چاہتی ہیں کہ اپنی ماں بہن سے جدا ہو جائے یا ان کو کچھ نہ دے ہمیں کو دے، یہ سب مردود خواہشیں ہیں۔

(4) مقدماتِ فوجداری میں مسلمانوں کو نقوشِ حفاظت دیئے جائیں۔

(5) دیوانی و مال کے مقدمات میں جب تک معلوم نہ ہو کہ یہ حق پر ہے نہ دیں کہ ظالم کی اعانت حرام ہے۔

(6) حب و تسخیرِ عورت (عورت کی محبت اور اس کو تسخیر کرنے) کے لئے نقش و عمل کسی کو نہ دیا جائے اس میں اکثر مقاصد فاسد بھی ہوتے ہیں اگر فی الواقع نکاح ہی کا طالب ہو جب بھی صریح اندیشۂ معصیت ہے کہ اجنبی کی محبت دلِ عورت میں پیدا ہونا سمِ قاتل (زہر قاتل) ہے ممکن کہ نکاح میں تعویق ہو یا اولیائے زن (عورت کے سرپرست) نہ مانیں اور محبت طرفین سے پیدا ہو چکی تو اس کا نتیجہ برا ہو۔

(7) یونہی اگر تسخیرِ زن نہ چاہے بلکہ اولیائے زن کی تسخیر کہ وہ اس سے نکاح کر دیں اور یہ ان کا کفو (ہم پلہ) نہ ہو یعنی ایسا کم ہو کہ اس سے اس کا نکاح اولیائے زن کے لئے باعثِ مطعونی یا معصیتِ شرعی ہو جب بھی ہرگز نہ دیں کہ یہ مسلمانوں کو مضرت رسانی (نقصان پہنچانا) ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ اس مقصد کے لئے مطلقاً دیا ہی نہ جائے نکاح خصوصاً ہندوستان میں عمر بھر کا ساتھ ہوتا ہے اور انجام کا علم اللہ عزوجل کو۔ ممکن کہ یہ رشتہ طرفین میں کسی کے لئے شر ہو تو شر کا سبب بنانا نہ چاہئے۔

(8) (ہمارے) یہاں ایسوں کو ہمیشہ یہی ہدایت کی جاتی ہے کہ استخارۂ شرعی کریں اور دعا (کریں) کہ اللہ عزوجل وہ کرے جو بہتر ہو۔

(9) نہ خود کسی مسلمان کی ضرر رسانی کا کوئی عمل کیا جائے نہ کسی کو بتایا جائے اگرچہ وہ اپنی کتنی ہی مظلومی اور اس کا ظالم و موذی ہونا ظاہر کرے، ہاں اگر ثبوتِ شرعی سے ثابت ہو جائے کہ وہ عام طور پر موذی و ظالم ہے تو اس کے لئے اسی قدر ضرر کی خواہش روا ہے جس قدر کا شرعاً اسے استحقاق ہے اس سے زیادہ حرام ہے اور اس کا صحیح معیار پر اندازہ خصوصاً اپنے معاملہ میں بہت دشوار ہوتا ہے لہٰذا ہمیشہ یہاں سپر (ڈھال) ہی ہاتھ میں رکھی تلوار کام میں نہ لائی گئی، اسی پر عمل رہے۔

(10) مسلمانوں کو لوجہ اللہ (اللہ کی رضا کے لیے) تعویذات و اعمال دیئے جائیں، دنیوی نفع کی طمع نہ ہو جیسا آج تک بحمد اللہ تعالیٰ (ہمارے) یہاں کا دستور ہے۔

(11) کفار کو اگر نقوش دیئے جائیں تو مضر، انہیں مظہر کی اجازت نہیں اور وہ بھی اس امر میں ہو جس سے کسی مسلمان کا نقصان نہ ہو اور ان سے معاوضہ لینے میں مضائقہ نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے۔

(12) جو کافر خصوصا مرتد جیسے قادیانی، نیچری، وہابی، رافضی، چکڑالوی، غیر مقلد مسلمان کو ایذا دیا کرتا ہو اگرچہ رسائل کی تحریر یا مذہبی تقریر سے اس پر سے دفع بلا خواہ رفع مرض کا بھی نقش نہ دیا جائے، اور ایسا نہ ہو اور اس کام میں کسی مسلمان کا ذاتی نقصان بھی نہ ہو جب بھی مرتدوں کا بتلائے بلا ہی رہنا بھلا۔ اور اگر دیں تو ضرور بمعاوضہ کہ اس میں دینی نفع تو تھا ہی نہیں دنیوی بھی نہ ہو تو آخر کس لئے۔

یہ بارہ باتیں بطور نمونہ ہیں، غرض ہر طرح مصلحت شرعیہ ملحوظ رہے اللہ عزوجل توفیق دے۔ آمین۔"

(فتاوی رضویہ، ج 28، ص 607، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

باب نهم: جادو اور جادوگر

بعض متصلب قسم کے لوگ جادو کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جادو کی کوئی حقیقت نہیں ہے اس باب میں ان شاء اللہ عزوجل ہم قرآن و حدیث سے جادو کی حقیقت کو سوالاً جواباً ثابت کریں گے اور جادو کرنے والوں کے بارے میں بھی شرعی حکم کو واضح کریں گے۔

جادو کا وجود ہے

سوال: کیا جادو کا وجود ہے؟

جواب: جی ہاں! جادو کا وجود ہے اس معنی میں کہ اس کے اثرات ہوتے ہیں خواہ یوں کہ کسی شے پر حقیقتاً اثر ہو یا یوں کہ لوگوں کی نظر بندی ہو۔ قرآن پاک میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں جادوگروں کے جادو کرنے کا تذکرہ موجود ہے چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

﴿قَالُوا يَا مُوسَى إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَى قَالَ بَلْ أَلْقُوا فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُوسَى قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَى وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا

ترجمہ: جادوگر بولے اے موسیٰ! پہلے ہم ڈالیں یا تم ڈالو گے، موسیٰ نے کہا بلکہ تمہیں ڈالو جبھی ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو کے زور سے ان کے خیال میں دوڑتی معلوم ہوئیں۔ تو اپنے جی میں موسیٰ نے خوف پایا ہم نے فرمایا ڈر نہیں بیشک تو ہی غالب ہے۔ اور ڈال جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے ان کی بناوٹوں کو نگل جائے

صَنَعُوا إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَى﴾

گا، وہ جو بنا کر لائے ہیں وہ تو جادوگر کا فریب ہے، اور جادوگر کا بھلا نہیں ہوتا کہیں آوے، تو سب جادوگر سجدے میں گرا لیے گئے۔ بولے ہم اس پر ایمان لائے جو ہارون اور موسیٰ کا رب ہے۔

(پ16سورۃ طٰہٰ آیت 70تا65)

قرآن مجید میں ہے:

﴿وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾

ترجمہ کنزالایمان: ہاں شیطان کافر ہوئے لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں۔

(پ1البقرۃ آیت 102)

علامہ شامی المتوفی 1252ھ فرماتے ہے:

وَفِي شَرْحِ الزَّعْفَرَانِي: السِّحْرُ حَقٌّ عِنْدَنَا وُجُودُهُ وَتَصَوُّرُهُ وَأَثَرُهُ۔

شرح زعفرانی میں ہے: جادو کا وجود، اس کا تصور اور اس کا اثر ہمارے نزدیک حق ہے۔

(ردالمحتار ج1 ص44، دارالفکر بیروت)

علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

قال الإمام المازري رحمه الله مذهب أهل السنة وجمهور علماء الأمة على إثبات السحر وأن له حقيقة كحقيقة غيره

ترجمہ: امام مازری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اہل سنت اور جمہور علماء امت کا مذہب یہ ہے جادو کا اثبات ہے اور یہ کہ دیگر اشیاء ثابتہ کی طرح اس کی حقیقت

من الأشياء الثابتة۔

ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی ج19 ص174، دار احیاء التراث العربی بیروت)

مزید فرماتے ہیں:

وقد ذكره الله تعالى في كتابه وذكر أنه مما يتعلم وذكر ما فيه إشارة إلى أنه مما يكفر به وأنه يفرق بين المرء وزوجه وهذا كله لا يمكن فيما لا حقيقة له وهذا الحديث أيضا مصرح بإثباته۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اس (جادو) کا ذکر اپنی کتاب میں فرمایا ہے، اور یہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ اس کو سیکھا جاتا ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ جادو ان چیزوں میں سے ہے جن سے کفر کیا جاتا ہے اور یہ کہ اس کے ذریعہ میاں بیوی کے درمیان جدائی کرا دی جاتی ہے اور یہ تمام چیزیں اس میں ممکن نہیں جس کی حقیقت نہ ہو اور یہ حدیث (جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جادو کرنے کا ذکر ہے) بھی جادو کے اثبات کو واضح کرتی ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی ج14 ص174، دار احیاء التراث العربی بیروت)

مداریوں کے شعبدے صرف نظر بندی ہوتی ہے

سوال: یہ جو بعض مداری (شعبدہ باز) شعبدے دکھاتے ہیں، کہ انسان کا گلا کاٹ دیا پھر جوڑ دیا، انسان کو جانور بنا دیا وغیرہ وغیرہ اس میں حقیقت ہوتی ہے یا صرف نظر بندی؟

جواب: یہ صرف نظر بندی ہوتی ہے۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت میں اعلیٰ

حضرت سے اس طرح کا سوال ہوا تو جواباً ارشاد فرمایا "سحر (یعنی جادو) میں اصل شے بالکل متغیر نہیں ہوتی ہے۔ سحرِ فرعون (یعنی فرعون کے جادوگروں) کے بارے میں فرمایا جاتا ہے:

﴿سَحَرُوْۤا اَعْیُنَ النَّاسِ وَ اسْتَرْهَبُوْهُمْ﴾ ترجمہ: لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انہیں ڈرا دیا۔

(پ9، سورۃ الاعراف، آیت116)

﴿یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى﴾ ترجمہ: موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے خیال میں ان کے جادو سے یہ بات پیدا ہوگئی کہ وہ رسیاں اور لاٹھیاں دوڑتی ہیں۔

(پ16، سورۃ طٰہٰ، آیت66)

ایک بازیگر کے مختلف کرتب

سلطان جہانگیر مرحوم جدِّ سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار میں ایک بازی گر آیا اور چند تماشے دکھائے۔ پھر عرض کی: حضرت! مجھے آسمان پر جانے کی ضرورت ہے، ایک میرا دشمن آسمان پر ہے۔ عورت کو حفاظت کے لیے محلاتِ شاہی میں بھجوا دیجئے! خیر عورت بھیج دی گئی۔ اُس نے پیچک (یعنی ڈوری) نکال (کر) آسمان کی طرف پھینکی۔ اب یہ اس کچے ڈورے پر چڑھتا ہوا آسمان کی طرف چلا یہاں تک کہ نظروں سے غائب ہوگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد شور وغل کی آوازیں آنے لگیں اور ایک ہاتھ آ کر گرا پھر دوسرا ہاتھ پھر ایک پاؤں پھر دوسرا پھر سر اور دھڑ بھی جدا ہوکر گرا جس سے معلوم ہوا کہ دشمن غالب اور یہ مغلوب ہوا۔ عورت نے جب یہ خبر سنی محل سے نکل کر آئی۔ تمام اعضاء جمع کیے پھر خوب آگ روشن کر کے مع ان اعضاء

کے جل کر خاکستر ہوگئی۔ تھوڑی دیر میں دیکھا تو وہی بازی گر اسی ڈورے پر سے اُترا چلا آتا ہے۔ اُس نے حاضر ہوکر بادشاہ سے کہا کہ: حضور کی توجہ سے میں اپنے دشمن پر غالب آیا۔ اب حضور میری بیوی کو محل سے بلوادیں۔ یہاں حضور خود ہی حیران تھے کہ کون بازیگر اور کس کی بیوی ابھی ابھی تو دونوں آگ میں جل گئے۔ جب اس نے تقاضا کیا تو بادشاہ نے ساری کیفیت بیان کی (کہ) یہ راکھ جلی ہوئی پڑی ہے۔ اس نے کہا: حضور ہم غریبوں کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جائے گا! میری بیوی تو محل میں ہے، میں تو حضور کے سپرد کر گیا تھا۔ اب بادشاہ اور تمام حاضرین حیران کہ اس کو کیا جواب دیں؟ اس نے کہا: اگر حضور اجازت دیں تو میں آواز دے کر محل سے بلالوں؟ بادشاہ کی اجازت پر اس نے آواز دی، فوراً وہ عورت محل سے نکل آئی۔

(ملفوظات، ص475,476، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا

سوال: کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا؟

جواب: جی ہاں! حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا۔ صحیح بخاری میں ہے:

عن عائشة قالت: سحر النبي صلى الله عليه وسلم حتى كان يخيل إليه أنه يفعل الشيء وما يفعله حتى كان ذات يوم دعا ودعا ثم قال: أشعرت أن الله أفتاني فيما فيه شفائي، أتاني رجلان

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کردیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت ہوگئی کہ آپ کو کچھ نہ کرنے کے باوجود خیال ہوتا کہ میں نے یہ کام کیا ہے حالانکہ وہ کیا نہ ہوتا، ایک دن آپ میرے

فقعد أحدهما عند رأسي والآخر عند رجلي، فقال أحدهما للآخر ما وجع الرجل؟ قال: مطبوب قال: ومن طبه؟ قال لبيد بن الأعصم، قال: فيما ذا؟ قال: في مشط ومشاقة وجف طلعة ذكر، قال فأين هو؟ قال: في بئر ذروان فخرج إليها النبي صلى الله عليه وسلم ثم رجع فقال لعائشة حين رجع نخلها كأنه رءوس الشياطين فقلت استخرجته؟ فقال: لا أما أنا فقد شفاني الله، وخشيت أن يثير ذلك على الناس شرا ثم دفنت البئر۔

میرے پاس تھے آپ دعا کرتے رہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ عزوجل نے مجھے اس سے شفایابی کا نسخہ سکھادیا۔ (میں نے عرض کیا وہ کیا یارسول اللہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس دو آدمی آئے ان میں سے ایک میرے سر کے پاس اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا، پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے پوچھا اس آدمی کو کیا تکلیف ہے دوسرے نے کہا: اس پر جادو کیا گیا ہے، پوچھا کس نے کیا، جواب دیا لبید بن اعصم یہودی نے۔ پوچھا کس چیز سے کہا کنگھی اور کنگھی سے نکلنے والے بالوں کو نر کھجور کی چھلی میں رکھ کر، پوچھا وہ کہاں ہے، جواب دیا ذروان کے کنویں میں، راوی کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ) اس کنویں پر تشریف لے گئے، واپسی پر حضرت عائشہ سے فرمایا: اس کنویں کے پاس شیاطین

کے سروں کی مثل درخت تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے میں نے عرض: آپ نے اس کو ظاہر کیا؟ فرمایا: نہیں اللہ نے مجھے عافیت دی اور شفاء بخشی اور میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں اس کی وجہ سے لوگوں میں شر (فتنہ) نہ پھیلے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جادو کی چیز کو دفن کرنے کا حکم دیا۔

(بخاری شریف، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابليس وجنوده، جلد 4، صفحہ 122، دار طوق النجاة)

صدر الافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''روایت ہے کہ لبید بن اعصم یہودی اور اس کی بیٹیوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کردیا تھا جس کا اثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر نمودار ہوا۔ لیکن آپ کے قلب اور عقل واعتقاد پر کچھ بھی اثر نہیں ہوسکا۔ چند روز کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کردیا ہے اور جادو کا جو کچھ سامان ہے وہ فلاں کنوئیں میں ایک پتھر کے نیچے دبا دیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ انہوں نے کنوئیں کا پانی نکال کر پتھر اٹھایا تو اس کے نیچے سے کھجور کے گابھے کی تھیلی برآمد ہوئی۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک جو کنگھی سے ٹوٹے تھے اور کنگھی کے ٹوٹے ہوئے کچھ دندانے اور ایک ڈورا یا کمان کا چلہ جس میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی

تھیں اور ایک موم کا پُتلا جس میں گیارہ سوئیاں چبھی تھیں۔ یہ سب سامان پتھر کے نیچے سے نکلا اور یہ سب سامان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا۔ اس کے بعد قرآن مجید کی دونوں سورتیں ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ نازل ہوئیں۔ ان دونوں سورتوں میں گیارہ آیتیں ہیں۔ ہر ایک آیت کے پڑھنے سے ایک ایک گرہ کھلتی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ سب گرہیں کھل گئیں اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام بالکل تندرست ہو گئے۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص 1098)

یہ بات یاد رہے کہ جادو کا اثر صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جسمانی صحت تک محدود تھا (جیسا کہ اوپر گزرا) رسالت کا کوئی پہلو قطعاً اس سے متاثر نہ تھا۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

قَالَ الْقَاضِي عِيَاضٌ وَقَدْ جَاءَتْ رِوَايَاتُ هٰذَا الْحَدِيثِ مُبَيِّنَةً أَنَّ السِّحْرَ إِنَّمَا تَسَلَّطَ عَلٰى جَسَدِهِ وَظَوَاهِرِ جَوَارِحِهِ لَا عَلٰى عَقْلِهِ وَقَلْبِهِ وَاعْتِقَادِهِ۔	ترجمہ: قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اس طرح کی جتنی روایات آئی ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ جادو کا اثر آپ کے جسدِ اطہر اور ظاہری اعضاء پر ہوا تھا۔ آپ کی عقل، آپ کے دل اور اعتقاد پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا تھا۔

(شرح صحیح مسلم للنووی، ج 14، ص 175، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

مراٰۃ المناجیح میں ہے "ان لوگوں نے جادو تو بہت ہی سخت کیا تھا مگر اس کا اثر حضور انور کی عقل، حافظہ، دل، جگر وغیرہ پر مطلقاً نہ ہوا صرف خیال پر اثر ہوا وہ بھی دنیاوی کاموں میں کہ کھانا نہیں کھایا ہے اور خیال رہا کہ کھالیا دین پر کوئی اثر نہیں ہوا نبی کے خیال پر جادو کا اثر ہو جانا بالکل درست ہے قرآن کریم نے موسیٰ علیہ السلام کے

متعلق فرمایا: ﴿فاذا حبالهم وعصيهم يخيل اليه من سحرهم انها تسعى﴾ دیکھو فرعونی جادوگروں کے جادو کا اثر موسیٰ علیہ السلام کے خیال پر یہ ہوا کہ ان کی لاٹھیاں رسیاں حرکت نہیں کرتی تھیں مگر آپ کو حرکت کرتی محسوس ہوتی تھیں۔ جیسے زہر۔ تلوار بچھو کا ڈنگ جسمِ نبی پر اثر کر سکتے ہیں ایسے ہی جادو بھی ان پر اثر کر سکتا ہے۔ یہ اثر شانِ نبوت کے خلاف نہیں دیکھو حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کو تلوار سے قتل کیا گیا ہمارے حضور کو خیبر میں زہر دیا گیا تو آپ پر اثر ہوا، ہاں جب جادو کا معجزہ سے مقابلہ ہوگا تو جادو نا کام ہوگا۔ یوں ہی ان حضرات کا دل زبان اس کے اثر سے محفوظ رہے گا کہ اس کا تعلق تبلیغ سے ہے۔" (مراٰۃ المناجیح، ج 8، ص 193)

جادو کرنے کا حکمِ شرعی

سوال: جادو کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: جادو کرنا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے، اور اگر اس میں کوئی کفریہ بات ہو تو کرنے والا کافر ہو جائے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ	ترجمہ: سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ کون سی چیزیں ہیں؟ ارشاد فرمایا: (1) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا (2) جادو کرنا (3) اس جان کو ناحق قتل کرنا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا (4) سود کھانا (5) یتیم کا مال

کھانا (6) جہاد میں پیٹھ پھیر کر بھاگنا
(7) پاکباز عورتوں پر تہمت لگانا۔

(صحیح بخاری، ج4، ص10، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

علامہ شامی المتوفیٰ 1252ھ فرماتے ہے:

فَالسِّحْرُ نَفْسُهُ مَعْصِيَةٌ بَلْ كُفْرٌ لَا يَصِحُّ الِاسْتِئْجَارُ عَلَيْهِ۔

ترجمہ: جادو فی نفسہ معصیت (گناہ) ہے بلکہ کفر ہے لہذا اس پر اجارہ درست نہیں۔

(ردالمحتار، ج6، ص93، دار الفکر، بیروت)

علامہ شامی المتوفیٰ 1252ھ مزید فرماتے ہے:

أَنَّهُ لَا يَكْفُرُ بِمُجَرَّدِ عَمَلِ السِّحْرِ مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ اعْتِقَادٌ أَوْ عَمَلُ مَا هُوَ مُكَفِّرٌ، وَلِذَا نَقَلَ فِي (تَبْيِينِ الْمَحَارِمِ) عَنْ الْإِمَامِ أَبِي مَنْصُورٍ أَنَّ الْقَوْلَ بِأَنَّهُ كُفْرٌ عَلَى الْإِطْلَاقِ خَطَأٌ وَيَجِبُ الْبَحْثُ عَنْ حَقِيقَتِهِ، فَإِنْ كَانَ فِي ذَلِكَ رَدُّ مَا لَزِمَ فِي شَرْطِ الْإِيمَانِ فَهُوَ كُفْرٌ وَإِلَّا فَلَا، اهـ، وَالظَّاهِرُ أَنَّ مَا نَقَلَهُ فِي الْفَتْحِ عَنْ أَصْحَابِنَا مَبْنِيٌّ عَلَى أَنَّ السِّحْرَ لَا يَكُونُ إلَّا إذَا تَضَمَّنَ كُفْرًا۔

ترجمہ: جادو کرنے والا صرف جادو کرنے سے کافر نہیں ہوگا جب تک کسی کفریہ بات کا اعتقاد نہ رکھے یا کوئی کفریہ عمل نہ کرے، لہذا تبیین المحارم میں امام ابو منصور سے منقول ہے کہ جادو کو علی الاطلاق کفر کہنا خطا ہے، اس کی حقیقت پر بحث ضروری ہے، اگر اس میں کوئی خلافِ ایمان چیز ہو تو یہ کفر ہے ورنہ کفر نہیں۔ اور ظاہر یہ ہے کہ جو فتح القدیر میں ہمارے اصحاب سے منقول ہے (کہ جادو کفر ہے) یہ اس بات پر مبنی ہے کہ جادو کفر کے بغیر ہوتا ہی نہیں ہے۔

(ردالمحتار، ج4، ص241، دار الفکر، بیروت)

علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

فَعَمَلُ السِّحْرِ حَرَامٌ وَهُوَ مِنَ الْكَبَائِرِ بِالْإِجْمَاعِ وَقَدْ سَبَقَ فِي كِتَابِ الْإِيمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَدَّهُ مِنَ السَّبْعِ الْمُوبِقَاتِ ـــ أَنَّهُ قَدْ يَكُونُ كفرا وقد لا يكون كُفْرًا بَلْ مَعْصِيَةٌ كَبِيرَةٌ فَإِنْ كَانَ فِيهِ قَوْلٌ أَوْ فِعْلٌ يَقْتَضِي الْكُفْرَ كَفَرَ وَإِلَّا فَلَا وَأَمَّا تَعَلُّمُهُ وَتَعْلِيمُهُ فَحَرَامٌ فَإِنْ تَضَمَّنَ مَا يَقْتَضِي الْكُفْرَ كَفَرَ وَإِلَّا فَلَا وَإِذَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا يَقْتَضِي الْكُفْرَ۔

ترجمہ: جادو کرنا حرام ہے اور بالاجماع کبیرہ گناہوں میں سے ہے، کتاب الایمان میں گزرا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے سات ہلاک کرنے والی میں سے شمار فرمایا۔ جادو کبھی کفر ہوتا ہے اور کبھی کفر نہیں ہوتا بلکہ گناہ کبیرہ ہوتا ہے۔ پس اگر اس میں ایسا قول یا فعل ہو جو کہ کفریہ ہو تو جادو کفر ہے ورنہ کفر نہیں۔ جادو کا سیکھنا سکھانا حرام ہے، اور اگر وہ کسی کفر کو شامل ہو تو سیکھنا اور سکھانا کفر ہے اور اگر کوئی کفریہ بات نہ ہو تو کفر نہیں (گناہ ہے)۔

(شرح صحیح مسلم للنووی، ج14، ص176، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: "جادو کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور اگر جادو کے منتروں سے شریعت کی تکذیب یا توہین ہوتی ہو تو ایسا جادو کفر ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَلَـٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾

ترجمہ کنزالایمان: ہاں شیطان کافر ہوئے لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں۔

(پ1، البقرۃ، آیت 102)

حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آیات بینات اور کبیرہ گناہوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

لا تسحروا۔ یعنی جادو نہ کرو۔

(سنن الترمذی، کتاب الاستئذان والآداب، باب ماجاء فی قبلة الید والرجل، ج 4، ص 335، دار الفکر، بیروت) ☆ (جہنم کے خطرات، ص 49,50,51، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

جادوگر کی دنیا میں سزا

سوال: جادوگر کی سزا دنیا میں کیا ہے؟

جواب: عند الاحناف اگر کسی شخص کا متعدد مرتبہ لوگوں پر جادو کرنا ثابت ہو یا وہ معین شخص پر جادو کا اقرار کرے تو اسے قتل کیا جائے گا یہ حکم مرد کا ہے چاہے مسلمان ہو یا کافر۔ اور اگر عورت ہے تو اسے قید کیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حد الساحر ضربة بالسیف۔ یعنی جادوگر کی سزا اُس کو تلوار سے قتل کر دینا ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الحدود، باب ماجاء فی حد الساحر، ج 3، ص 139، دار الفکر، بیروت)

حضرت ابن المسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جادوگر کو پکڑا اور اسکے سینہ کو کچل کر چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

(کنز العمال، کتاب السحر، الخ، من قسم الافعال، الجزء السادس، ص 319، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی 855ھ فرماتے ہیں:

فِی قتل السّاحر: قَالَ ابْن هُبَيْرَة: هَل يقتل بِمُجَرَّد فعله واستعماله؟ فَقَالَ مَالك وَأحمد: نعم. وَقَالَ الشَّافِعِي وَأَبُو حنيفَة: لَا يقتل حَتَّى يتَكَرَّر مِنْهُ الْفِعْل أَو يقر بذلك فِي شخص معِين، فَإِذا قتل فَإِنَّهُ يقتل حدا عِنْدهم إِلَّا الشَّافِعِي، فَإِنَّهُ قَالَ: وَالْحَالة هَذِه قصاصا، وَأما سَاحر أهل الْكتاب فَإِنَّهُ يقتل عِنْد أبي حنيفَة، كَمَا يقتل السَّاحر الْمُسلم. وَقَالَ الشَّافِعِي وَمَالك وَأحمد: لَا يقتل لقصة لبيد بن أعصم. وَاخْتلفُوا فِي الْمسلمَة الساحرة، فَعِنْدَ أبي حنيفَة: أَنَّهَا لَا تقتل، وَلَكِن تحبس. وَقَالَت الثَّلَاثَة: حكمهَا حكم الرجل۔

ترجمہ: جادوگر کو قتل کرنے کا بیان: ابن ہبیرہ نے کہا: کیا صرف جادو کرنے پر ہی اسے قتل کر دیا جائے گا؟ تو اس بارے میں امام مالک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں: جی ہاں۔ اور امام شافعی اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں: اسے اس وقت قتل کیا جائے گا جب جادو کا تکرار کرے یا کسی معین شخص پر جادو کرنے کا اقرار کرے۔ جب جادوگر کسی کو جادو سے قتل کر دے تو امام اعظم، امام احمد بن حنبل اور امام مالک کے نزدیک حد کے طور پر اسے قتل کیا جائے گا اور امام شافعی کے نزدیک قصاصاً قتل کیا جائے گا۔ اور اگر جادوگر اہل کتاب ہو تو امام اعظم کے نزدیک اسے مسلمان جادوگر کی طرح قتل کیا جائے گا، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد فرماتے ہیں کہ اسے قتل نہیں کیا جائے گا جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لبید بن اعصم کو قتل نہیں کیا۔ مسلمان جادوگرنی کو قتل کرنے میں اختلاف ہے

امام اعظم کے نزدیک اسے قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے قید کیا جائے گا، اور ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں: اس کا حکم مرد جیسا ہے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، ج14، ص63، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "اور آخرت میں اس کی سزا جہنم کا عذاب عظیم ہے جس کی ہولناکیوں اور خوفناکیوں کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور جہنم کے دردناک عذاب سے محفوظ رکھے۔ آمین" (جہنم کے خطرات، ص49,50,51، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

نوٹ: یاد رہے جادوگر کو قتل کرنا حاکم کا کام ہے عوام کو قانون ہاتھ میں لینے کی شرعاً اجازت نہیں۔

جادوگر اگر توبہ بھی کرلے پھر بھی قتل کیا جائے گا

سوال: جادوگر اگر توبہ کرلے تو کیا حاکم اسلام اسے معاف کر دے گا؟

جواب: کسی شخص کا لوگوں پر جادو کرنا شرعاً ثابت ہو جائے تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کی توبہ حاکم قبول نہیں کرے گا بلکہ اسے قتل ہی کرے گا۔ علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی 855ھ فرماتے ہیں:

هَلْ تقبل تَوْبَة السَّاحر؟ فَقَالَ مَالك وَأَبُو حنيفَة وَأحمد فِي الْمَشْهُور عَنْهُمَا: لَا تقبل. وَقَالَ الشَّافِعِي وَأحمد فِي الرِّوَايَة الْأُخْرَى: تقبل. وَعَن مَالك: إِذا ظهر عَلَيْهِ لم تقبل تَوْبَته، كالزنديق، فَإِن تَابَ قبل أَن يظْهر عَلَيْهِ وَجَاء تَائِبًا قبلناه، وَلم نَقْتُلهُ۔

ترجمہ: کیا جادوگر کی توبہ قبول کی جائے گی: اس بارے میں امام مالک، امام اعظم اور امام احمد کی دو روایتوں میں سے مشہور روایت یہ ہے کہ اس کی توبہ قبول نہیں کی

جائے گی، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کی دوسری روایت یہ ہے کہ قبول کی جائے گی اور امام مالک سے ایک روایت یوں ہے کہ جب اس کا جادو کرنا ظاہر ہو جائے گا تو اس کی توبہ قابل قبول نہیں ہے جیسا کہ زندیق کی اور اگر ظاہر ہونے سے پہلے وہ تائب ہو کر خود ہی آتا ہے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی اور ہم اسے قتل نہیں کریں گے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، ج14، ص63,64، دار احیاء التراث العربی بیروت)

علامہ شامی المتوفی 1252ھ فرماتے ہے:

وَذَكَرَ فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ أَنَّهُ لَا تُقْبَلُ تَوْبَةُ السَّاحِرِ وَالزِّنْدِيقِ فِي ظَاهِرِ الْمَذْهَبِ فَيَجِبُ قَتْلُ السَّاحِرِ وَلَا يُسْتَتَابُ بِسَعْيِهِ بِالْفَسَادِ لَا بِمُجَرَّدِ عِلْمِهِ إذَا لَمْ يَكُنْ فِي اعْتِقَادِهِ مَا يُوجِبُ كُفْرَهُ۔

ترجمہ: فتح القدیر میں مذکور ہے کہ جادوگر اور زندیق کی توبہ ظاہر مذہب پر قبول نہیں کی جائے گی، واجب ہے کہ جادوگر کو قتل ہی کیا جائے، فساد کی سعی کرنے والے سے توبہ طلب نہیں کی جاتی۔ (یہ حکم) صرف جادو کے علم ہونے پر نہیں جب تک اس کا ایسی بات کا اعتقاد نہ ہو جو کفر کو واجب کرتی ہو۔

(رد المحتار، ج1، ص44، دار الفکر بیروت)

جادو کا علاج

سوال: جادو کا علاج بیان فرمادیں۔

جواب: کتب میں اس کے بہت سے علاج مذکور ہیں، ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

(1) علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی 855ھ فرماتے ہیں:

حَکَی الْقُرْطُبِیّ عَن وھب، قَالَ: یُؤْخَذ سبع وَرَقَات من سدر فتدق بَین حجرین ثُمّ یضْرب بِالْمَاءِ، وَیقْرَأ عَلَیْھَا آیَة الْکُرْسِیّ، وَیشْرب مِنْھَا المسحور ثَلَاث حسوات، ثُمّ یغْتَسل بباقیه، فَإِنَّهُ یذْھب مَا بِهِ۔	ترجمہ: علامہ قرطبی نے حضرت وہب سے حکایت کیا، وہ فرماتے ہیں: بیری کے سات پتے لے کر ان کو دو پتھروں کے درمیان کوٹ (پیس) لیا جائے، پھر انہیں پانی میں ملا لیا جائے اور اس پانی پر آیۃ الکرسی پڑھی جائے اور اس میں سے تین گھونٹ مسحور (جس پر جادو کیا گیا ہے اسے) پلا دیئے جائیں اور باقی سے اسے غسل دیا جائے تو جو جادو اس پر کیا گیا ہے ختم ہو جائے گا۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، ج14، ص64، دار احیاء التراث العربی بیروت)

(2) جنتی زیور میں ہے "جادو ٹونا کے لیے: یہ آیت لکھ کر مریض کے گلے میں پہنائیں اور پانی پڑھ کر پانی پلائیں اور اسی پڑھے ہوئے پانی سے مریض کو کسی بڑی لگن یا ٹب میں بٹھا کر نہلائیں اور پانی کسی جگہ ڈال دیں:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی مَا

جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَیُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ﴾

(پ11، سورہ یونس، آیت81) (جنتی زیور، ص609، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

(3) عجائب القرآن میں ہے:

﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل اعوذ برب الناس﴾

یہ دونوں سورتیں جن و شیاطین اور نظر بد و آسیب اور تمام امراض خصوصاً جادو ٹونے کا مجرب علاج ہیں۔ ان کو لکھ کر تعویذ بنائیں اور گلے میں پہنائیں۔ اور ان کو بار بار پڑھ کر مریض پر دم کریں اور کھانے پانی اور دواؤں پر پڑھ کر پھونک ماریں اور مریض کو کھلائیں پلائیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہر مرض خصوصاً جادو ٹونا دفع ہو جائے گا اور مریض شفایاب ہو جائے گا۔" (عجائب القرآن، ص231، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

(4) اسلامی زندگی میں ہے "اگر اس رات (یعنی شب براءت) سات پتے بیری (یعنی بیر کے درخت) کے پانی میں جوش دیکر (جب پانی نہانے کے قابل ہو جائے تو) غسل کرے ان شاء اللہ العزیز تمام سال جادو کے اثر سے محفوظ رہے گا۔"

(اسلامی زندگی، ص134، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

قصۂ ہاروت ماروت کی حقیقت

سوال: ہاروت و ماروت جو چاہ بابل (بابل کے کنواں) میں قید ہیں فرشتے ہیں یا جن یا انسان؟ اگر ان کو فرشتہ مانا جائے تو فرشتوں کی عصمت پر اعتراض ہوگا۔ اور اگر جن و انس کہا جائے تو درازی عمر کے واسطے کیا دلیل پیش کی جائے گی؟

جواب: امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "قصہ ہاروت و ماروت جس طرح عام میں شائع ہے ائمہ کرام کو اس پر سخت انکار شدید ہے،

جس کی تفصیل شفاء شریف اور اس کی شروح میں ہے، یہاں تک کہ امام اجل قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

هذه الاخبار من كتب اليهود وافتراآتهم۔

ترجمہ: یہ خبریں یہودیوں کی کتابوں اور ان کی افتراؤں سے ہیں۔

(الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، فصل في القول في عصمة الملائكة، ج 2، ص 170، المطبعة الشركة الصحافية)

ان کو جن یا انس مانا جائے جب بھی درازی عمر مستبعد نہیں، سیدنا خضر و سیدنا الیاس و سیدنا عیسیٰ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم انس (انسان) ہیں اور ابلیس جن ہے۔

اور راجح یہی ہے کہ ہاروت و ماروت دو فرشتے ہیں جن کو رب عزوجل نے ابتلائے خلق (مخلوق کی آزمائش) کے لئے مقرر فرمایا کہ جو سحر (جادو) سیکھنا چاہے اسے نصیحت کریں کہ:

﴿انما نحن فتنة فلا تكفر﴾

ترجمہ: ہم تو آزمائش ہی کے لئے مقرر ہوئے ہیں تو کفر نہ کر۔

(پ 1، سورۃ البقرۃ، آیت 102)

اور جو نہ مانے اپنے پاؤں جہنم میں جائے اسے تعلیم کریں تو وہ طاعت میں ہیں نہ کہ معصیت میں:

به قال اكثر المفسرين على ماعزاليهم في الشفاء الشريف۔

ترجمہ: اکثر مفسرین نے یہی کہا ہے جیسا کہ شفا شریف میں ان کی طرف منسوب ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج 26، ص 397، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

باب دھم: جنات کو قابو کرنا

اس میں ان شاء اللہ عزوجل عملیات کے ذریعے جنات وامزاد وغیرہ کو قابو کرنے کے بارے میں شرعی حکم کو سوالاً جواباً واضح کیا جائے گا۔

سوال: عملیات کے ذریعہ جنات کو حاضر کرنا اور اس سے کام لینا اور حالات دریافت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جنات کو حاضر کرنے کی مختلف صورتیں کے احکام درج ذیل ہیں:

(1) اگر سفلی عمل (کالا جادو) ہو یا شیاطین سے استعانت (مدد طلب کرنا ہو) تو ضرور حرام ہے بلکہ قول یا فعل کفر پر مشتمل ہو تو کفر۔

(2) اگر عمل علوی (قرآن و حدیث کے کلمات وغیرہ) سے ہو اور کوئی حاجت ہو تو جائز ہے۔

(3) عمل علوی سے ہو مگر کوئی غرض محمود نہ ہو مثلاً صرف ان سے دبدبہ بڑھانے کیلئے ہو اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔

اگر جائز طریقے سے حاضر کیا ہو تو جنات سے حالات دریافت کرنے کے احکام یہ ہیں:

(1) ایسا حال دریافت کرنا جو ان سے تعلق رکھتا ہے یا فی الحال واقع ہے جسے وہ جا کر معلوم کر سکتے ہیں غرض ایسی بات کہ ان کے حق میں غیب نہیں تو جائز ہے۔

(2) اور اگر غیب کی بات ان سے دریافت کرنی ہو جیسے بہت لوگ حاضرات کر کے موکلان جن سے پوچھتے ہیں فلاں مقدمہ میں کیا ہوگا فلاں کام کا انجام کیا ہوگا یہ حرام ہے بلکہ اگر ان کی غیب دانی کا اعتقاد ہو تو کفر ہے۔ فتاوی افریقہ میں اس طرح کے سوال کے جواب میں تفصیلی فتوی موجود ہے، چنانچہ اس میں ہے

''اقول یوں ہی حاضرات اگر عمل علوی سے غرض جائز کے لیے ہو اور اس میں شیطان سے استعانت نہ ہو جائز ہے، حضرت سید حسینی شیخ محمد عطاری شطاری قدس سرہ نے کتاب الجواہر میں اس کے بہت طریقے لکھے۔

اور حضرت علامہ شیخ احمد شناوی مدنی قدس سرہ نے ضمائر السرائر الالٰہیہ میں شرح کیے، یہ کتاب جواہر وہ ہے جس کی اجازت شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے اشیاخ سے لی جس کا ذکر ہمارے رسالہ انوار الانتباہ میں ہے۔

اور سب سے اجل واعظم یہ کہ امام اوحد سیدی ابوالحسن نور الملۃ والدین علی لخمی قدس سرہ نے کتاب مستطاب البهجة الاسرار و معدن الانوار میں ائمہ اجلہ عارفین باللہ حضرت سید تاج الملۃ والدین ابوبکر عبدالرزاق و حضرت سید سیف الملۃ والدین ابوعبداللہ عبدالوہاب و حضرت عمر کیمانی و حضرت عمر بزار و حضرت ابوالخیر بشیر بن محفوظ قدست اسرارہم سے باسانید صحیحہ روایت کیا کہ ان سب حضرات سے حضرت ابو سعید عبداللہ بن احمد بن علی بن محمد بغدادی ازجی نے حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات مبارک میں وصال اقدس سے سات برس پہلے 554ھ میں بیان کیا کہ 537ھ میں ان کی صاحبزادی فاطمہ نا کتخدا سولہ سال کی عمر اپنے مکان کی چھت پر گئیں وہاں سے کوئی جن اڑا لے گیا یہ بارگاہ انور سرکار غوثیت میں حاضر ہو کر نالشی ہوئے (شکایت کی) ارشاد فرمایا:

اذهب الليلة الى خراب الكرخ اجلس على التل الخامس وخط عليك دارة فى الارض وقل انت تخطها بسم الله على نية عبد القادر۔

ترجمہ: آج رات ویرانہ کرخ میں جاؤ اور وہاں پانچویں ٹیلے پر بیٹھو اور اپنے گرد زمین پر ایک دائرہ کھینچو اور دائرہ کھینچنے میں یہ پڑھو: بسم الله على نية عبد القادر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔ ترجمہ: اللہ کے نام سے عبدالقادر کی نیت پر۔

جب رات کی پہلی اندھیری جھکے گی مختلف صورتوں کے جن گروہ گروہ تمہارے پاس آئیں گے خبردار انہیں دیکھ کر خوف نہ کرنا، پچھلے پہر ان کا بادشاہ لشکر کے ساتھ آئے گا اور تم سے کام پوچھے گا اس سے کہنا (حضور سیدنا) عبدالقادر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور لڑکی کا واقعہ بیان کرنا حضرت ابو سعید عبداللہ فرماتے ہیں میں گیا اور حسب ارشاد عمل کیا، مہیب (خوفناک) صورتوں کے جن آئے مگر کوئی میرے دائرے کے پاس نہ آسکا وہ گروہ گروہ گزرتے جاتے تھے یہاں تک کہ ان کا بادشاہ گھوڑے پر سوار آیا اور اسکے آگے جن کی فوجیں تھی، بادشاہ دائرے کے سامنے آکر ٹھہرا اور کہا اے آدمی تیرا کیا کام ہے میں نے کہا: حضور سید عبدالقادر نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے، میرا یہ کہنا تھا کہ فوراً بادشاہ نے گھوڑے سے اتر کر زمین چومی اور دائرے کے باہر بیٹھ گیا اس کے ساتھ فوج بھی بیٹھی، بادشاہ نے مجھ سے مقصد پوچھا میں نے لڑکی کا واقعہ بیان کیا، بادشاہ نے ہمراہیوں سے کہا کس نے یہ حرکت کی، کسی کو معلوم تھا ایک شیطان لایا گیا اور لڑکی اس کے ساتھ تھی، کہا گیا کہ یہ چین کے عفریتوں سے ہے، بادشاہ نے اس سے کہا: کیا باعث ہوا کہ تو اس لڑکی کو حضرت قطب کے سایہ سے لے گیا، کہا یہ میرے دل کو بھائی۔ بادشاہ نے حکم دیا، اس عفریت کی گردن ماری گئی اور لڑکی میرے حوالے کی، میں نے کہا میں نے آج کا سا معاملہ نہ دیکھا جو تم نے حکم حضور کے ماننے میں کیا، کہا ہاں وہ اپنے دولت کدے سے ہم میں عفریتوں پر جو زمین کے منتہیٰ پر ہوتے ہیں نظر فرماتے ہیں تو وہ ہیبت سے اپنے مسکنوں کی طرف بھاگ جاتے ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی کو قطب کرنا

ہے جن وانس سب پر اسے قابو دیتا ہے انتہی۔

ہاں اگر سفلی عمل ہو یا شیاطین سے استعانت تو ضرور حرام ہے بلکہ قول یا فعل کفر پر مشتمل ہو تو کفر، شرح فقہ اکبر میں ہے:

لا یجوز استعانت بالجن فقد ذم اللہ الکافرین علی ذالک فقال و انہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن فزادوھم رھقا قال تعالیٰ و یوم نحشرھم جمیعا یا معشر الجن قد استکثرتم من الانس و قال اولیاءھم من الانس ربنا استمتع بعضنا ببعض الآیۃ فاستمتاع الانسی بالجنی فی قضاء حوائجہ و امتثال اوامرہ و اخبارہ بشئی من المغیبات و نحو ذالک و استمتاع الجنی بالانسی تعظیمہ ایاہ و استعانتہ بہ و استغاثتہ بہ و خضوعہ لہ،انتہیٰ۔

یعنی جن سے مدد مانگنی جائز نہیں اللہ تعالیٰ نے اس پر کافروں کی مذمت فرمائی کہ کچھ آدمی کچھ جنوں کی دوہائی دیتے تھے تو انہیں اور غرور چڑھا اور فرمایا جس دن اللہ ان سب کو اکٹھا کر کے فرمائے گا اے گروہ شیاطین تم نے بہت آدمی اپنے کر لیے اور ان کے مطیع آدمی کہیں گے اے ہمارے رب ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ اٹھایا۔ آدمی نے شیطانوں سے یہ فائدہ لیا کہ انہوں نے ان کی حاجتیں روا کیں ان کا کہنا مانا ان کو کچھ غیب کی خبریں دیں وعلی ہذا القیاس اور شیطانوں نے آدمیوں سے یہ فائدہ لیا کہ انہوں نے ان کی تعظیم کی ان سے مدد مانگی ان سے فریاد کی ان کیلئے جھکے انتہیٰ۔

اور قوم جن کی خالی خوشامد بھی نہ چاہیے اللہ عزوجل نے انسان کو ان پر فضیلت

بخشی ہے ولہذا فتاویٰ سراجیہ پھر فتاویٰ ہندیہ اور منیۃ المفتی پھر شرح الدرر للنابلسی پھر حدیقہ ندیہ میں (ہے):

اذا احرق الطیب او غیرہ للجن افتی بعضھم بان ھذا فعل العوام الجھال۔

یعنی قوم جن کیلئے خوشبو وغیرہ جلانے پر بعض فقہاء نے فتویٰ دیا کہ یہ جاہل عوام کا کام ہے۔

ہاں تعظیم آیت واسماء وضیافت ملائکہ کیلئے بخور سلگائے تو حسن ہے اس فعل سے غرض صحیح کی اعلیٰ مثال وہ ہے کہ ابھی بہجۃ الاسرار سے گزری۔

اور غرض نامحمود یہ کہ مثلاً صرف ان سے ربط بڑھانے کیلئے ہو اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات میں فرماتے ہیں جن کی صحبت سے آدمی متکبر ہو جاتا ہے اور متکبر کا ٹھکانہ جہنم ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

سوال میں جو غرض ذکر کی کہ دریافت احوال کیلئے اس میں جائز و ناجائز دونوں احتمال ہیں اگر ایسا حال دریافت کرنا ہے جو ان سے تعلق رکھتا ہے یا حال کا واقع ہے جسے وہ جا کر معلوم کر سکتے ہیں غرض ایسی بات کہ ان کے حق میں غیب نہیں تو جائز جیسا واقع مذکورہ حضرت ابوسعید میں تھا اور اگر غیب کی بات ان سے دریافت کرنی ہو جیسے بہت لوگ حاضرات کر کے مؤکلاں جن سے پوچھتے ہیں فلاں مقدمہ میں کیا ہوگا فلاں کام کا انجام کیا ہوگا یہ حرام ہے اور کہانت کا شعبہ بلکہ اس سے بدتر۔ زمانہ کہانت میں جن آسمانوں تک جاتے اور ملائکہ کی باتیں سنا کرتے ان کو جو احکام پہنچے ہوتے اور وہ آپس میں تذکرہ کرتے یہ چوری سے سن آتے اور بیچ میں دل سے جھوٹ ملا کر کاہنوں سے کہہ دیتے، جتنی بات سچی تھی واقع ہوتی۔ زمانہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا دروازہ بند ہو گیا آسمانوں پر پہرے بیٹھ گئے اب جن کی طاقت

نہیں کہ سننے جائیں جو جاتا ہے ملائکہ اس پر شہاب مارتے ہیں جس کا بیان سورہ جن شریف میں ہے تو اب جن غیب سے نرے جاہل ہیں ان سے آئندہ کی بات پوچھنی عقلاً حماقت اور شرعاً حرام اور ان کی غیب دانی کا اعتقاد ہو تو کفر۔ مسند احمد و سنن اربعہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

من اتی کاهنا او صدقه بما یقول او اتی امراة حائضا او اتی امراة فی دبرها فقد برئ مما انزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم۔

جو کسی کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات سچی سمجھے یا حالت حیض میں عورت سے قربت کرے یا دوسری طرف دخول کرے وہ بے زار ہوا اس چیز سے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اتاری گئی۔

(مسند احمد بن حنبل ج15 ص194 موسسة الرسالة بیروت)

مسند احمد و صحیح مسلم میں ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اتی عرافا فسئله عن شئی لم تقبل له صلوٰة اربعین لیلة۔

جو کسی غیب گو کے پاس جا کر اس سے غیب کی بات پوچھے چالیس دن اس کی نماز قبول نہ ہو۔

(صحیح مسلم ج4 ص1751 دار احیاء التراث بیروت)

مسند احمد و صحیح مستدرک میں بسند صحیح ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مسند بزار میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من اتی عرافا او کاهنا و صدقه بما یقول فقد کفر بما انزل علیٰ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم۔

جو کسی غیب گو (غیب بتانے والے) یا کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات کو سچ اعتقاد کرے وہ کافر ہوا اس چیز سے جو اتاری گئی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔

(مسند احمد بن حنبل ج15 ص331 موسسة الرسالة بیروت)

معجم کبیر طبرانی میں واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فمن اتی کاهنا فسأله عن شئی حجبت عنه التوبة اربعین لیلة فان صدقه بما قال کفر۔

جو کسی کاہن کے پاس جا کر اس سے کچھ پوچھے اسے چالیس دن توبہ نصیب نہ ہو اور اگر اس کی بات پر یقین رکھے تو کافر ہو۔

(المعجم الکبیر ج22 ص69 مکتبہ ابن تیمیہ قاهرہ)

جن سے سوال غیب بھی اسی میں داخل ہے، حدیقہ ندیہ میں زیر حدیث امام بن حصین دربارۂ کہانت ہے:

المراد هنا الاستخبار من الجن عن امر من الامور کعمل المندل فی زماننا۔

یہاں کہانت سے مراد جن سے کسی غیب کا پوچھنا ہے جیسے ہمارے زمانے میں مندل کا عمل۔

اقول پہلی دو حدیثیں حرمت سے متعلق ہیں ولہذا حدیث اول میں اسے اجماع حائض و وطی فی الدبر کے ساتھ شمار فرمایا تو وہاں تصدیق سے مراد ایک ظنی طور پر ماننا ہے اور تیسری اور چوتھی حدیث کفر سے متعلق ہیں تو یہاں تصدیق سے مراد یقین لانا اور پانچویں حدیث میں دونوں صورتیں جمع فرمائیں صورت حرمت کا وہ حکم کہ چالیس دن توبہ نصیب نہ ہو اور دوسری صورت پر حکم کفر۔ اس حدیث نے یہ بھی افادہ فرمایا کہ مجرد استفسار (صرف سوال کرنا) اعتقاد علم غیب کو مستلزم نہیں کہ سوال پر وہ حکم

فرمایا اور تکفیر کو مشروط بہ تصدیق اس کی تحقیق یہ کہ سوال بربنائے ظن بھی ہو سکتا ہے اور کسی کی نسبت ظنی طور پر غیب جاننے کا اعتقاد کفر نہیں ہاں غیب کا علم یقینی بے وساطت رسول کسی کو ملنے کا اعتقاد کفر ہے قال تعالیٰ:

﴿علم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول﴾	اللہ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو۔

(پ29 سورۃ الجن، آیت26)

جامع الفصولین میں ہے:

المنفی ھو المجزوم بہ لا المظنون۔	اور ان سے علم غیب یقینی کی نفی ہے نہ کہ ظنی کی۔

تو اس فرع تاتارخانیہ میں کہ:

یکفر بقولہ انا اعلم المسروقات او انا اخبر باخبار الجن ایای۔	یعنی جو کہے میں گمی ہوئی چیزوں کو جان لیتا ہوں یا جن کے بتانے سے بتا دیتا ہوں وہ کافر ہے۔

یہی صورت او جائے علم قطعی یقینی مراد ہے ورنہ کفر نہیں ہو سکتا۔ یہ ہے اس مسئلہ میں کلام مجمل اور تفصیل کیلئے اور محل۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی افریقہ، ص157تا162، نوریہ رضویہ، فیصل آباد)

فتاوی رضویہ میں ہے "حاضرات جن سے جنوں کو بلانا اور ان سے صحبت وملاقات مقصود ہو محمود نہیں۔ حضرت شیخ اکبر قدس سرہ فرماتے ہیں: کم سے کم وہ ضرر کہ جن کی ملاقات سے ہوتا ہے یہ کہ آدمی متکبر ہو جاتا ہے، یہ کتنا بڑا ضرر ہے جسے قرآن عظیم

میں فرمایا: کیا متکبروں کا ٹھکانہ جہنم نہیں۔"

(فتاوی رضویہ، جلد26، صفحہ606، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

جنات سے مال منگوانا

سوال: جن کو حاضر کر کے اس سے مال منگوایا جائے تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: سیدی امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں "پھر اگر دست غیب اس طرح ہو کہ جن کو تابع کر کے اس کے ذریعہ سے لوگوں کے مال معصوم منگوائے جائیں تو اشد سخت حرام کبیرہ ہے اور اگر سفلیات سے ہو تو قریب کفر اور علویات سے ہو تو خود یہ شخص مارا جائے گا یا کم از کم پاگل ہو جائے گا یا سخت سخت امراض وبلایا میں گرفتار ہو اعمال علویہ کو ذریعہ حرام بنانا ہمیشہ ایسے ثمرے لاتا ہے اور اس کے حرام قطعی ہونے میں کیا شبہ ہے۔۔۔۔اور اگر کسی دوسرے کی ملک معصوم نہ لائی جاتی ہو بلکہ خزانہ غیب سے اس کو کچھ پہنچایا جائے یا مال مباح غیر معصوم اور وہ جن کہ مسخر کیا جائے مسلمان ہو نہ کہ شیطان، اور اعمال علویہ سے ہو نہ کہ سفلیہ سے اور اسے نیک مصارف محمودہ یا مباحہ میں صرف کرے، نہ کہ معاذ اللہ حرام و اسراف میں، تو یہ عمل جائز ہے، اور جو اس طریقے سے ملے اس کا صرف کرنا بھی جائز کہ جس طرح کسب حلال کے اور طرق ہیں اسی طرح ایک طریقہ یہ بھی ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد21، صفحہ 19-218، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

انسان پر حاضری آنا

سوال: ایک شخص پر بزرگوں کی حاضری ہوتی ہے اور کہتا ہے کہ میں خواجہ غریب نواز ہوں اجمیر سے آیا ہوں، میں عبد القادر ہوں بغداد سے آیا ہوں اور لوگوں کو

ان کے سوالات کے جوابات دینا شروع کر دیتا ہے، لوگ اس پر اندھا اعتماد کرتے ہیں اس صورت حال میں چند سوالات ہیں:

(1) کیا انسان پر کسی بزرگ کی سواری آسکتی ہے؟

(2) آنے والے بزرگ سے آئندہ کی باتیں پوچھنا کیسا ہے؟

جواب: (1) انسان پر کسی دوسرے انسان کی سواری نہیں آسکتی بلکہ یہ جنات ہوتے ہیں جو لوگوں کا اکٹھا کر کے خوش ہوتے ہیں۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "وہ سخت جھوٹے کذاب ہوتے ہیں اپنا نام کبھی شہید بتاتے ہیں اور کبھی کچھ، اس وجہ سے جاہلان بے خرد میں شہیدوں کا سر پر آنا مشہور ہو گیا ورنہ شہداء کرام ایسی خبیث حرکات سے منزہ و مبرا ہیں۔"

(فتاوی رضویہ، ج21، ص218، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) جب یہ جن ہیں تو جن غیب سے بالکل جاہل ہیں ان سے آئندہ کی بات پوچھنی عقلاً حماقت اور شرعاً حرام اور ان کی غیب دانی کا اعتقاد ہو تو کفر۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا ایک سال تک جنات کو علم نہ ہو سکا۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَلَمَّا خَرَّ تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَا لَبِثُوْا فِی الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ﴾

ترجمہ: پھر جب سلیمان زمین پر آیا جنوں کی حقیقت کھل گئی اگر غیب جانتے ہوتے تو اس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے۔

(پ22، سورۃ السباء، آیت 14)

فتاوی افریقہ میں ہے "حاضرات کر کے موکلاں جن سے پوچھتے ہیں، فلاں

مقدمہ میں کیا ہوگا؟ فلاں کا انجام کیا ہوگا؟ یہ حرام ہے۔۔۔۔۔ جن غیب سے نرے جاہل ہیں ان سے آئندہ کی بات پوچھنی عقلاً حماقت اور شرعاً حرام اور ان کی غیب دانی کا اعتقاد ہو تو کفر۔"

(فتاوی افریقہ، ص160، نوریہ رضویہ، فیصل آباد)

ہمزاد کو قابو کرنا

سوال: ہمزاد کیا ہے؟ اس کے تسخیر کے لئے عمل کرنا کیسا ہے؟

جواب: ہمزاد از قسم شیاطین ہے۔ وہ شیطان کہ ہر وقت آدمی کے ساتھ رہتا ہے وہ مطلقاً کافر ملعون ابدی ہے سوا اس کے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں حاضر تھا وہ برکت صحبت اقدس سے مسلمان ہو گیا، صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مامنکم من احد الا وقد وکل اللہ قرینہ من الجن وقرینہ من الملئکۃ قالوا وایاك یارسول اللہ قال وایای الا ان اللہ اعاننی علیہ فاسلم فلا یامرنی الا بخیر۔

ترجمہ: لوگو! تم میں سے کوئی شخص نہیں کہ جس کے ساتھ ہمزاد جن اور ہمزاد فرشتہ نہ ہو، لوگوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! کیا آپ کے ساتھ بھی ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ہاں میرے ساتھ بھی ہے، لیکن اللہ تعالی نے میری مدد فرمائی کہ وہ مسلمان ہو گیا لہذا وہ مجھے سوائے بھلائی کے کچھ نہیں کہتا۔

(صحیح مسلم، ج2، ص376، کتاب صفۃ المنافقین باب تحریش الشیطان، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

اس کی تسخیر جو سفلیات سے ہو وہ تو حرام قطعی بلکہ اکثر صورتوں میں کفر ہے

کہ بے ان کے خوشامد اور مدائح ومرضیات کے نہیں ہوتی، اور جو علویات سے ہو تو اگرچہ بصولت وسطوت ہے مگر اس کا ثمرہ غالباً اپنے کاموں میں شیطان سے ایک نوع استعانت سے خالی نہیں ہوتا کہ وہ غلبہ قاہرہ کہ:

﴿ومن یزغ منهم عن امره نذقه من عذاب السعیر﴾ ترجمہ: اور ان میں سے جو کوئی اس کے حکم سے منہ پھیرے ہم اسے بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے۔

(پ22، سورہ سبا، آیت12)

جو استجابت دعا:

﴿هب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی﴾ ترجمہ: مجھے ایسی بادشاہی دے ڈال جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو۔

(پ23، سورہ ص، آیت35)

سے ناشی ہر ایک کو کہاں نصیب اور بالفرض نہ بھی ہو تو کافر شیطان کی مخالطت (میل جول) ضرور مورث تغیر احوال (احوال کے تبدیل ہونے کا سبب) وحدوث ظلمت (ظلمت واندھیرے کے پیدا ہونے کا سبب ہے)۔

حضرت سیدنا شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کم از کم وہ ضرر کہ صحبت جن سے ہوتا ہے یہ کہ آدمی متکبر ہو جاتا ہے والعیاذ باللہ، تو راہ سلامت اس سے بعد و مجانبت ہی میں ہے، رب عزوجل تو اس دعا کا حکم دے کہ:

﴿اعوذ بک رب ان یحضرون﴾ ترجمہ: اے میرے پروردگار! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس حاضر ہوں۔

(پ18، سورۃ المؤمنون، آیت98)

اور یہاں یہ رٹ لگائی جائے کہ:

حاضر شو حاضر شو۔ ترجمہ: حاضر ہو جا، حاضر ہو جا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(فتاوی رضویہ ملخصاً، ج21، ص216 تا 218، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

باب یازدھم: کاھنوں اورنجومیوں کو ھاتھ دکھانا

آج کل لوگوں کا نجومیوں اور کاہنوں کے پاس بہت آنا جانا ہے اور نجومی لوگ جو کہہ دیتے ہیں اسی کو یقینی بات خیال کر لیتے ہیں، اس باب میں ان شاء اللہ عزوجل نجومیوں کے پاس جانے اور ان کی باتوں پر عمل کرنے کے حکم کو سوالاً جواباً بیان کیا جائے گا۔

سوال: کاہنوں، جوگیوں اور نجومیوں سے ہاتھ دکھا کر مستقبل کے بارے میں سوالات کرنا کیسا ہے؟

جواب: کاہنوں، جوگیوں اور نجومیوں سے ہاتھ دکھا کر تقدیر کا بھلا برا دریافت کرنا اگر بطور اعتقاد ہو یعنی جو یہ بتائیں حق ہے تو کفر خالص ہے، اور اگر بطور اعتقاد نہ ہو مگر رغبت کے ساتھ ہو تو گناہ کبیرہ ہے۔ اور اگر استہزاء کے طور پر ہو تو عبث ومکروہ وحماقت ہے۔ ہاں اگر عاجز کرنے کے لیے ہو تو حرج نہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَتَى حَائِضًا أَوِ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا أَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ۔

ترجمہ: جو اپنی بیوی سے حالتِ حیض میں وطی کرے یا اپنی عورت کے پیچھے کے مقام سے وطی کرے یا کاہن کے پاس جائے تو اس نے اس چیز کے ساتھ کفر کیا جو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر نازل کی گئی۔

(سنن الترمذی، باب ماجاء فی کراھیۃ اتیان الحائض، ج1، ص142، مصطفی البابی، مصر)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

مَنْ أَتَى كَاهِنًا أَوْ سَاحِرًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ۔

ترجمہ: جو کاہن یا جادوگر کے پاس آیا اور جو اس کے قول کی تصدیق کی تو اس شخص نے اس کے ساتھ کفر کیا جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

(البحر الزخار، ج5، ص315، دار الرایہ، ریاض)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْ تُطُيِّرَ لَهُ أَوْ تَكَهَّنَ أَوْ تُكُهِّنَ لَهُ أَوْ سَحَرَ أَوْ سُحِرَ لَهُ وَمَنْ عَقَدَ عُقْدَةً وَمَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ۔

ترجمہ: وہ شخص ہم میں سے نہیں جو بدشگونی لے یا اس کے لیے بدشگونی لی جائے، کہانت کرے یا اس کے لیے کہانت کی جائے، جادو کرے یا اس کے لیے جادو کیا جائے، جو شخص گرہیں باندھے اور جو شخص کاہن کے پاس آئے اور پھر جو کچھ کاہن کہے اس کی تصدیق کرے اس نے اس چیز کا انکار کیا جو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر نازل ہوا۔

(الدر المنثور، ج1، ص250، دار الفکر، بیروت)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً۔

ترجمہ: جو کسی عراف (نجومی) کے پاس جا کر کسی چیز کے بارے میں دریافت

کرے تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول
نہیں کی جاتی۔

(صحیح مسلم باب تحریم الکہانۃ و اتیان الکہان ج4، ص1751، دار احیاء التراث العربی بیروت)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "کاہنوں اور جوتشیوں (جوگیوں) سے ہاتھ دکھا کر تقدیر کا بھلا برا دریافت کرنا اگر بطور اعتقاد ہو یعنی جو یہ بتائیں حق ہے تو کفر خالص ہے۔ اسی کو حدیث میں فرمایا:

فقد کفر بما نزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ترجمہ: بے شک اس سے انکار کیا جو کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتارا گیا۔

(سنن الترمذی باب ماجاء فی کراھیۃ اتیان الحائض ج1، ص142، مصطفی البابی مصر)

اور اگر بطور اعتقاد و تیقن نہ ہو مگر میل و رغبت کے ساتھ ہو تو گناہ کبیرہ ہے۔
اسی کو حدیث میں فرمایا:

لم یقبل اللہ له صلوٰۃ اربعین صباحا۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ فرمائیگا۔

(جامع الترمذی ج2، ص8، کتاب الاشربۃ باب ماجاء فی شارب الخمر، امین کمپنی دہلی)

اور اگر ہزل و استہزاء ہو تو عبث و مکروہ حماقت ہے۔ ہاں اگر بقصد تعجیز ہو تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ ج21، ص155، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

باب دوازدھم: علم نجوم، علم جفر اور ان کی تاثیر کا عقیدہ

سوال: ستاروں پر عمل کرتے ہوئے سفر اور دیگر کاموں سے اجتناب کیا جاتا ہے، یہ کیسا ہے؟

جواب: بہار شریعت میں ہے: "قمر در عقرب یعنی چاند جب برج عقرب میں ہوتا ہے تو سفر کرنے کو برا جانتے ہیں اور نجومی اسے منحوس بتاتے ہیں اور جب اس برج میں ہوتا ہے تو کپڑے قطع کرانے اور سلوانے کو برا جانتے ہیں ایسی باتوں کو ہرگز نہ مانا جائے یہ باتیں خلاف شرع اور نجومیوں کے ڈھکوسلے ہیں۔"

(بہار شریعت، جلد3، حصہ16، صفحہ659، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مزید فرماتے ہیں "نجوم کی اس قسم کی باتیں جن میں ستاروں کی تاثیرات بتائی جاتی ہیں کہ فلاں ستارہ طلوع کرے گا تو فلاں بات ہوگی، یہ بھی خلاف شرع ہے، اس طرح نچھتروں کا حساب کہ فلاں نچھتر سے بارش ہوگی یہ بھی غلط ہے، حدیث میں اس پر سختی سے انکار فرمایا۔ (بہار شریعت، جلد3، حصہ16، صفحہ659، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: علم جفر اور علم نجوم سیکھنے کا شرعا کیا حکم ہے؟ اسی طرح ختم تکسیر کا کیا حکم ہے؟

جواب: جفر اور نجوم میں دو چیزیں ہیں: (1) نفسِ علم (2) تاثیر ماننا۔ نفس علم سیکھنا جائز ہے اور ستاروں میں تاثیر ماننا باطل ہے بلکہ مؤثر حقیقی سمجھے تو کفر ہے۔ فتاوی رضویہ میں ہے "جفر بیشک نہایت نفیس جائز فن ہے حضرات اہلبیت کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا علم ہے، امیر المومنین مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے خواص پر اس کا

اظہار فرمایا اور سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے معرضِ کتابت میں لائے، کتاب مستطاب جفر جامع تصنیف فرمائی۔

علامہ سید شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مواقف میں فرماتے ہیں "امام جعفر صادق نے جامع میں ماکان وما یکون تحریر فرمادیا۔"

(شرح المواقف ،المقصد الثانی ،ج 6،ص 22،منشورات الشریف الرضی قم ایران)

سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الدر المکنون والجوہر المصون میں اس علم شریف کا سلسلہ سیدنا آدم و سیدنا شیث وغیرہما انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے قائم کیا اور اس کے طرق و اوضاع اور ان میں بہت غیوب کی خبریں دیں۔

عارف باللہ سیدی امام عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے ایک رسالہ اس کے جواب میں لکھا اس کا انکار نہ کرے گا مگر ناواقف یا گمراہ متعسف۔

نجوم کے دو ٹکڑے ہیں: (1) علم (2) فن تاثیر۔

اول کی طرف تو قرآن عظیم میں ارشاد ہے:

﴿والشمس والقمر بحسبان٥﴾ ترجمہ: سورج اور چاند ایک حساب سے چل رہے ہیں۔

(پ 27،سورہ رحمٰن ،آیت 5)

﴿والشمس تجری لمستقر لها ذلک تقدیر العزیز العلیم ٥والقمر قدرنه منازل حتی عاد کالعرجون القدیم ٥لا الشمس ینبغی لها ان تدرک القمر ولا الّیل سابق النهار وکل فی فلک یسبحون٥﴾ ترجمہ: یہ سورج ہے جو اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے، یہ اس (اللہ تعالیٰ) کا اندازہ مقرر کیا ہوا ہے جو زبردست اور سب کچھ اچھی طرح جاننے والا ہے، ہم نے چاند کے لئے مختلف منازل کا ایک اندازہ کرلیا ہے یہاں تک کہ وہ آخرکار کھجور کی پرانی (اور بوسیدہ) ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے، اور نہ سورج کی یہ طاقت ہے کہ وہ پیچھے سے چاند کو آپکڑے، اور نہ رات میں یہ قوت ہے کہ وہ دن سے آگے نکل جائے، یہ سب کے سب اپنے مرکز (مدار) میں تیر رہے ہیں۔

(پ 23،سورہ یٰس ،آیت 38 تا 40)

﴿وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا٥﴾ ترجمہ: ہم نے رات اور دن کو (اپنی قدرت کی) دو نشانیاں بنایا لیکن ہم نے رات کی نشانی مٹادی (یعنی اسے مدھم کردیا) اور دن کی نشانی کو روشن کردیا تاکہ تم اپنے پروردگار کا فضل تلاش کرو (یعنی دن کو رزق حلال کی تلاش کرو) تاکہ تم لوگ سالوں کی گنتی اور حساب کو جان سکو، اور ہم نے ہر چیز کو خوب اچھی طرح تفصیل سے بیان کردیا۔

(پ 15،سورۃ الاسراء ،آیت 12)

﴿والسماء ذات البروج٥﴾ ترجمہ: برجوں والے آسمان کی قسم۔

(پ30، سورۃ البروج، آیت 1)

﴿تبارک الذی جعل فی السماء بروجا﴾ ترجمہ: بڑا بابرکت ہے (اللہ تعالیٰ) جس نے آسمان میں بُرج رکھے۔

(پ19، سورۃ الفرقان، آیت 61)

﴿فلااقسم بالخنس الجوار الکنس٥﴾ ترجمہ: پھر میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹ جانے والے تاروں کی۔ اور (قسم کھاتا ہوں) سیدھی رفتار والے رک کے رہنے والے تاروں کی۔

(پ30، سورۃ التکویر، آیت 15,16)

ویتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض ربنا ماخلقت ھذا باطلا سبحٰنک فقنا عذاب النار٥﴾ اور وہ (خدا کے مقبول بندے) آسمان وزمین کی پیدائش (بناوٹ) میں گہرا غور وفکر کرتے ہیں۔ (پھر عرض کرتے ہیں) اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ سب کچھ بیکار اور بے فائدہ نہیں بنایا۔ تمام عیوب ونقائص سے تیری ذات پاک ہے لہٰذا ہمیں آتش دوزخ کے عذاب سے بچا اور محفوظ فرمادے۔

(پ4، سورہ آل عمران، آیت 191)

﴿الم تر الی ربک کیف مد الظل ولو شاء لجعله ساکنا ثم جعلنا الشمس علیه دلیلا٥ ثم قبضنه الینا قبضا یسیرا٥﴾ ترجمہ: کیا آپ نے اپنے پروردگار کے (بے شمار نشانات قدرت میں سے اس نشانی کو) نہیں دیکھا کہ کس طرح سایہ کو پھیلا دیتا ہے، اور اگر وہ چاہتا تو ٹھہرا ہوا بنا دیتا۔ پھر ہم نے اس کے وجود پر سورج کو دلیل ٹھہرادیا، پھر ہم آہستہ آہستہ اسے (سایہ کو) اپنی طرف سمیٹتے رہتے ہیں۔

(پ19، سورۃ الفرقان، آیت 44,45)

الی غیر ذلک من ایات کثیرۃ ترجمہ: آیات مذکورہ کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات قرآنیہ ہیں (جو علم نجوم کی طرف راہنمائی کرتی ہیں)۔

اور اس کا فن تاثیر باطل ہے تدبیر عالم سے کواکب کے متعلق کچھ نہیں کہا گیا نہ ان کے لئے کوئی تاثیر ہے غایت درجہ حرکات فلکیہ مثل حرکات نبض علامات ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وعلٰمت وبالنجم ھم یھتدون﴾ ترجمہ: اور کچھ نشانیاں ہیں اور وہ لوگ ستاروں سے راہ پاتے ہیں۔

(پ14، سورۃ النحل، آیت [illegible])

نبض کا اختلاف اعتدال سے طبیعت کے انحراف پر دلیل ہوتا ہے مگر وہ انحراف اس کے اثر نہیں بلکہ یہ اختلاف اس کے سبب سے ہے اس علامت ہی کی وجہ سے کبھی اس کی طرف اکابر نے نظر فرمائی ہے:

﴿فنظر نظرۃ فی النجوم فقال ترجمہ: پھر ایک نگاہ ستاروں پر ڈالی تو

الی سقیم﴾ ارشاد فرمایا میں تو بلاشبہ بیمار ہوں۔

(پ23سورۃ الصّٰفّٰت،آیت89)

زمانہ قحط میں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ باران (بارش) کے لئے دعا کرو اور منزل قمر کا لحاظ کرلو۔

امیر المومنین مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے منقول ہے:

لاتسافروا والقمر فی العقرب۔ ترجمہ: سفر نہ کرو جبکہ چاند برج عقرب میں ہو۔

اگرچہ علماء نے اس کی یہ تاویل فرمائی ہے کہ عقرب ایک منزل تھی اور قمر ایک راہزن کا نام تھا کہ اس منزل میں تھا۔

علم تکسیر علم جفر سے جدا دوسرا فن ہے اگرچہ جفر میں تکسیر کا کام پڑتا ہے یہ بھی اکابر سے منقول ہے امام حجۃ الاسلام غزالی و امام فخر الدین رازی و شیخ اکبر محی الدین ابن عربی و شیخ ابو العباس بونی و شاہ محمد غوث گوالیاری وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ اس فن کے مصنف و مجتہد گزرے ہیں اس میں شرف قمر وغیرہ ساعات کا لحاظ اگر اسی علامت کے طور پر ہو جس کی طرف ارشاد فاروقی نے اشارہ فرمایا تو لا باس بہ (اس میں حرج نہیں) ہے اور پابندی اوہام منجمین (نجومیوں کے اوہام کی پابندی) کے طور پر ہو تو ناجائز۔

(فتاوی رضویہ،ج 23،ص 697تا700،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

ستاروں کے سعد و نحس اثرات کا عقیدہ باطل ہے

سوال: کواکب فلکی کے اثرات سعد و نحس (سعید اور منحوس ہونے) کا عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟ اور تعویذات میں عامل کو ان کی رعایت کہاں تک درست ہے؟

جواب: اس طرح کے سوال کے جواب میں امام اہلسنت علیہ الرحمۃ فرماتے

ہیں ''مسلمان مطیع (فرماں بردار) پر کوئی چیز نحس (منحوس) نہیں اور کافروں کے لئے کچھ سعد نہیں، اور مسلمان عاصی کے لئے اس کا اسلام سعد ہے، طاعت بشرط قبول سعد ہے، معصیت بجائے خود نحس ہے، اگر رحمت و شفاعت اس کی نحوست سے بچالیں بلکہ نحوست کو سعادت کردیں:

﴿اولٰئک یبدل اللہ سیاٰتھم حسنات﴾ ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیتا ہے۔

(پ19سورۃ الفرقان،آیت70)

بلکہ کبھی گناہ یوں سعادت ہو جاتا ہے کہ بندہ اس پر خائف و ترساں و تائب و کوشاں رہتا ہے وہ دُھل گیا اور بہت سی حسنات مل گئیں، باقی کواکب میں کوئی سعادت و نحوست نہیں اگر ان کو خود مؤثر جانے شرک ہے اور ان سے مدد مانگے تو حرام ہے ورنہ ان کی رعایت ضرور خلاف توکل ہے۔

اشعۃ اللمعات میں ہے:

آنچہ اہل عزائم و تکسیر می کنند مثل تبخیر و تلوین و حفظ ساعات نیز مکروہ و حرام است نزد اہل دیانت و تقوی کذا قال العلماء۔

ترجمہ: جو کچھ اہل عزائم اور اصحاب تکسیر کرتے ہیں جیسے تبخیر (یعنی وقت کے ستاروں کی رعایت کرکے خاص بخورات کا استعمال کرنا) اور تلوین (یعنی مصلی وغیرہ کو ستاروں کے خصوصی رنگوں کی طرح رنگین کرنا) اور ان کی ساعات کی حفاظت کرنا پس یہ بھی اہل دیانت اور احباب تقوی کے نزدیک مکروہ اور حرام ہے، علمائے کرام نے اسی طرح فرمایا ہے۔

(اشعۃ اللمعات، ج3،ص598، کتاب الطب والرقی ،مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر [illegible])

تبخیر سے مراد حسب رعایت کواکب وقت اس کے بخورات خاصہ کا استعمال ،ورنہ تعظیم ذکر وتلاوت کے لئے عودو لوبان سلگانا مستحب ہے،اور تلوین سے مراد مصلی وغیر کوالوان خاصہ کواکب (ستاروں کے خاص رنگوں) سے رنگین کرنا۔

اور فقیر نے اس کے حاشیہ پر لکھا:

یعنی چونکہ مقصود استعانت بکواکب باشد حرام ست کہ استعانت بانچہ استقلال اوبزعم مشرکان راسخ شدہ است روانبود ورنہ مکروہ وترک اولیٰ ست کہ از اعمال اہل توکل نیست ومشابہتے دارد بافعال آنان وظاہر ست کہ اگر استعانت بکواکب نباشد واہل تجربہ صلحاء بتجربہ دانستہ باشند کہ مراعات ایں امور ہمچوں مراعات اوزان وتخصیصات کثیرہ درادویہ مقصود وبقضاء

ترجمہ: چونکہ اصل مقصود ستاروں سے طلب امداد ہے اس لئے حرام ہے اس لئے کہ ان اشیاء سے مدد لینا جائز نہیں کہ جن کا استقلال مشرکین کے خیال میں پختہ ہوگیا ہے ورنہ مکروہ اور ترک اولیٰ ہے،اس لئے کہ یہ ارباب توکل کے اعمال میں سے نہیں بلکہ ان دوسرے لوگوں کے افعال سے مشابہ ہے اور یہ ظاہر ہے بشرطیکہ طلب امداد ستاروں سے نہ ہو اور صالح اہل تجربہ اپنے تجربہ سے جانتے ہیں کہ ان امور کی رعایت کرنا بالکل اسی طرح ہے جس طرح اوزان اور بے شمار تخصیصات کی رعایت کرنا دواؤں میں مناسب مقصود، اور وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق واقع ہو (اور ان کا ظہور ہو)

اللہ تعالیٰ مے افتد دریں حال باکے نیست خود اشدہم فی امر اللہ عزوجل امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی ہنگام استسقاء بمراعات منزل قمر امر فرمود وہمبریں محمول باشد آنچہ شاہ محمد غوث گوالیاری وحضرت شیخ محمد شناوی وغیرہما اجلہ اکابر قدست اسرارہم کردہ اندو درکتب نفیسۂ خود ہا ہمچو جواہر وشروح آں باوتصریح فرمودہ فلیکن التوفیق وباللہ التوفیق۔

پس اس صورت میں کچھ ڈر نہیں (کیا غور نہیں کرتے) کہ خود وہ بزرگ ہستی جو اللہ تعالیٰ غالب اور جلیل القدر کے معاملات میں بہت سخت گیر تھے یعنی مومنوں کے امیر حضرت عمر، سب سے بڑے فرق کرنیوالے (یعنی حق وباطل میں معیار اور کسوٹی) اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو، نے طلب بارش کی دعا مانگتے وقت منزل قمر کی رعایت کرنے کا حکم فرمایا، اور اسی پر وہ سب باتیں قیاس شدہ ہیں جو شاہ محمد غوث گوالیاری اور حضرت شیخ محمد شناوی اور ان کے علاوہ دوسرے جلیل القدر اکابرین قدست اسرارہم نے اپنی اپنی عمدہ کتابوں میں ذکر فرمائیں، جیسا کہ جواہر خمسہ اور اس کی شروح میں ان کی صراحت فرمائی، لہٰذا توفیق ہونی چاہئے، اور حصول توفیق اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم ہی سے ہو سکتی ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج21، ص223 رضا فاؤنڈیشن لاہور)

باب سیزدھم: دم شدہ چھلے، کڑے اور بالیاں

آج کل لوگوں میں یہ بات بہت عام ہے کہ یہ کڑے، چھلے فلاں دربار سے آئے ہیں فلاں کے دم شدہ ہیں۔ اس باب میں بیان کیا جائے گا کہ یہ چھلے وغیرہ کون پہن سکتا ہے اور کون نہیں پہن سکتا۔

چھلے اور کڑے مرد کو پہننا حرام ہیں

سوال: دم کیے ہوئے چھلے یا کڑے مرد کو پہننا کیسا ہے؟ اسی طرح کسی دربار کے چھلے یا کڑے مرد کو پہننے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہر قسم کی دھات کے چھلے اور کڑے پہننا مرد کے لیے حرام ہے اگرچہ دم کیے ہوئے ہوں یا کسی دربار کے ہوں۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْصَرَ عَلَى عَضُدِ رَجُلٍ حَلْقَةً أُرَاهُ قَالَ مِنْ صُفْرٍ، فَقَالَ: وَيْحَكَ مَا هَذِهِ؟ قَالَ مِنَ الْوَاهِنَةِ؟ قَالَ: أَمَا إِنَّهَا لَا تَزِيدُكَ إِلَّا وَهْنًا انْبِذْهَا عَنْكَ فَإِنَّكَ لَوْ مِتَّ وَهِيَ عَلَيْكَ مَا أَفْلَحْتَ أَبَدًا۔

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں پیتل کا چھلا دیکھا۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کمزوری سے نجات پانے کے لئے پہنا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے اتار دو اس لئے کہ یہ تمہیں کمزوری کے سوا کچھ نہ دے گا۔ اور اگر اسے پہنے ہوئے تمہیں موت آ گئی تو تم کبھی نجات نہ پاؤ گے۔

(مسند احمد، ج 33، ص 204، موسسۃ الرسالۃ بیروت)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا کہ "مردوں کو چاندی کا چھلا ہاتھ یا پاؤں میں پہننا کیسا ہے" تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا "حرام ہے:

فقد قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الذھب والفضۃ ((انھما محرمان علی ذکور امتی)) قلت ولا یجوز القیاس علی خاتم الفضۃ لانہ لا یختص بالنساء بخلاف مانحن فیہ فینھی عنہ۔

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی اور سونے کے متعلق فرمایا: میری امت کے مردوں پر حرام ہے۔ (اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ) میں کہتا ہوں: چھلے کو چاندی کی انگوٹھی پر نہ قیاس کیا جائے کہ یہ انگوٹھی صرف عورتوں کے ساتھ خاص نہیں، بخلاف اس (چھلے والی) صورت کے کہ یہ صرف عورتوں کے ساتھ خاص ہے، لہٰذا اس منع کیا جائے گا۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 10، ص 14، مکتبہ رضویہ، کراچی)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "اسی طرح مردوں کے لیے ایک سے زیادہ انگوٹھی پہننا یا چھلے پہننا بھی ناجائز ہے کہ یہ انگوٹھی نہ۔"

(بہار شریعت، حصہ 16، ص 428، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اور اس کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے یعنی پڑھ لی تو توبہ اور چھلا اتار کر اس کا اعادہ واجب ہے کیونکہ ہر وہ نماز جو حرام پر مشتمل ہو اس کا یہی حکم ہوتا ہے۔

شرح مقدمہ غزنویہ پھر فتاوی الفرقویہ میں ہے:

تکرہ الصلاۃ فی ثوب الحریر لانہ محرم علیہ لبسہ فی غیر الصلوۃ ففیھا اولی فان صلی فیھا صحت صلاتہ لان النھی لایختص بالصلوۃ۔

ترجمہ: ریشمی کپڑے میں مرد کے لیے نماز مکروہ تحریمی ہے کیونکہ مرد کے لیے غیر نماز میں اسے پہننا حرام ہے تو نماز میں بدرجۂ اولیٰ حرام ہے، نماز اس میں کراہت کے ساتھ صحیح ہوجائے گی کیونکہ یہ نہی نماز کے ساتھ خاص نہیں۔

(فتاوی الفرقویہ، ج1، ص7، مطبوعہ دارالاشاعت، قندھار، افغانستان)

امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "فی الواقع ریشمی کپڑا پہن کر نماز مرد کے لئے مکروہ تحریمی ہے کہ اسے اتار کر پھر پڑھنا واجب کما ھو معلوم من الفقہ فی غیر ما موضع بعینہ یہی حکم ان سب چیزوں کا ہے جن کا پہننا ناجائز ہے جیسے ریشمیں کمر بند یا مغرق ٹوپی یا وہ کپڑا جس پر ریشم یا چاندی یا سونے کے کام کا کوئی بیل بوٹا چار انگل سے زیادہ عرض کا ہو یا ہاتھ خواہ پاؤں میں تانبے سونے چاندی پیتل لوہے کے چھلے یا کان میں بالی یا بندا یا سونے خواہ تانبے پیتل لوہے کی انگوٹھی اگرچہ ایک تار کی ہو یا ساڑھے چار ماشے چاندی یا کئی نگ کی انگوٹھی یا کئی انگوٹھیاں اگرچہ سب مل کر ایک ہی ماشہ کی ہوں کہ یہ سب مردوں کو حرام وناجائز ہیں اور ان سے مکروہ تحریمی اور تانبے لوہے کے زیور تو عورتوں کو بھی حرام ہیں انھیں پہن کر ان کی نماز بھی مکروہ تحریمی۔"

(فتاوی رضویہ، ج7، ص307، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بالیاں مرد کو پہننا حرام ہیں

سوال: کیا مرد کسی دربار کی یادم کی ہوئی بالیاں کانوں میں ڈال سکتے ہیں؟

جواب: ناجائز وگناہ ہے کہ یہ عورتوں سے مشابہت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

لعن اللہ المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال۔

ترجمہ: اللہ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں سے تشبہ کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں سے تشبہ کریں۔

(صحیح البخاری، ج2، ص874، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

مفتی وقار الدین علیہ الرحمۃ سے سوال ہوا کہ "مردوں کا کان میں بالی پہننا کیسا ہے؟ تو جواباً ارشاد فرمایا "مردوں کا ناک، کان یا پاؤں کسی جگہ زیور پہننا حرام۔ حدیث میں اس فعل پر لعنت آئی ہے۔"

(وقار الفتاوی، ج1، ص269، بزم وقار الدین، کراچی)

چاندی کی انگوٹھی مرد کے لیے جائز ہے

سوال: کیا مرد کسی قسم کی دم کی ہوئی انگوٹھی نہیں پہن سکتا؟

جواب: مرد کے لیے صرف چاندی کی انگوٹھی کی شرعاً اجازت ہے (چاہے دم کی ہوئی ہو یا نہ ہو) وہ بھی چند شرائط کے ساتھ، وہ شرائط یہ ہیں:

(1) ساڑھے چار ماشے سے کم ہو۔

(2) ایک ہی انگوٹھی پہنے۔

(3) انگوٹھی نگ والی ہو۔

(4) اس میں ایک ہی نگ ہو۔

ان سب شرائط کے پائے جانے کی صورت میں بھی افضل یہی ہے کہ اگر مہر لگانے کی حاجت نہ ہو تو نہ پہنے۔ سنن ترمذی میں ہے:

من أی شیء أتخذه قال من ورق ولا تتمه مثقالاً۔

ایک شخص نے عرض کی حضور میں کس چیز سے انگوٹھی بنوا کر پہنوں، فرمایا چاندی سے اور اسے ایک مثقال سے زیادہ نہ کرو۔

(سنن ترمذی، ج 1، ص 441، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

جامع الرموز ورد المحتار میں ہے:

انما یجوز التختم بالفضة لو علی هیأة خاتم الرجال اما لوله فصان او اکثر حرم۔

ترجمہ: چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے بشرطیکہ مردانہ انگوٹھیوں کی شکل وصورت پر ہو (نیز اس کا ایک نگینہ ہو) اگر دو یا زیادہ نگینے ہوں تو حرام ہے۔

(رد المحتار، ج 5، ص 231، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''شرعاً چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی وزن میں ساڑھے چار ماشے سے کم ہو پہننا جائز ہے اگرچہ بے حاجت مہر اس کا ترک افضل اور مہر کی غرض سے خالی جواز نہیں بلکہ سنت ہے۔'' (فتاوی رضویہ، ج 22، ص 141، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا ''مہر کے لئے چاندی کی انگوٹھی ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم کی جسے مہر کی ضرورت ہوتی ہے بے شبہ مسنون ہے۔ اور ایک مثقال سے زیادہ چاندی کی حرام اور پورے مثقال میں روایتیں مختلف اور حدیث میں صریح ممانعت ثابت، تو اسی پر عمل چاہیے، اور بے ضرورت مہر ایسی انگشتری پہننا مکروہ تنزیہی یعنی بہتر یہ کہ بچے اور یہ اس صورت میں ہے جبکہ اس کی ہیئت انگشتری زنانہ سے جدا ہو ورنہ محض ناجائز۔'' (فتاوی رضویہ، ج 22، ص 149، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سونے چاندی کی ڈبیہ میں تعویذ پہننا

سوال: سونے چاندی کی ڈبیہ میں تعویذ بند کر کے پہننا کیسا ہے؟ مرد وعورت دونوں کے لیے حکم بیان فرمادیں۔

جواب: عورت کے لیے جائز ہے اور مرد کے لیے ناجائز وگناہ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الذهب والحرير حل لاناث امتی وحرام علی ذکورها۔

سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کو حلال اور مردوں پر حرام ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ج 5، ص 211، المکتبة الفیصلیة، بیروت)

درمختار میں ہے:

ولا یتحلی الرجل بذهب وفضة مطلقا الا بخاتم۔

ترجمہ: آدمی سونا چاندی نہیں پہن سکتا، ہاں چاندی کی انگوٹھی (جبکہ مذکورہ شرائط کے ساتھ ہو) کی اجازت ہے۔

(درمختار، ج 2، ص 240، مطبع مجتبائی، دہلی)

علامہ سید احمد طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں:

قال العلامة الوافی المنهی عنه استعمال الذهب والفضة اذ الاصل فی هذا الباب قوله علیه الصلوة والسلام ((هذان حرامان علی ذکور امتی حل لاناثهم۔

ترجمہ: علامہ وافی نے فرمایا کہ سونے چاندی کا استعمال ممنوع ہے اس لئے کہ اصل اس باب میں حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے: سونا، چاندی دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں البتہ ان کی عورتوں کے لئے حلال ہیں۔

(حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب الحظر والاباحة، ج 4، ص 172، دار المعرفة، بیروت)

باب چہاردہم: استخارہ وفال

اس باب میں ان شاء اللہ استخارہ اور فال کی شرعی حیثیت کو سوالاً جواباً واضح کیا جائے گا۔

استخارہ کرنا احادیث سے ثابت ہے

سوال: استخارہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: استخارہ کرنا جائز ہے اور احادیث سے ثابت ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا، كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، يَقُوْلُ: إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ، فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ، ثُمَّ لِيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّي فِي دِيْنِي

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں تمام امور میں استخارہ کی تعلیم فرماتے جیسا کہ قرآن کی سورت تعلیم فرماتے تھے، فرماتے ہیں: جب کوئی کسی امر کا قصد کرے تو دو رکعت نفل پڑھے، پھر کہے: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّي فِي دِيْنِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي وَعَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ

وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي - أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ - فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي، ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيْهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّي فِي دِيْنِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي - أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ - فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي، قَالَ: وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ۔

فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي، ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيْهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّي فِي دِيْنِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي وَفِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ - فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي۔

(صحیح بخاری، باب ما جاء فی التطوع مثنیٰ مثنیٰ، ج 2، ص 57، مطبوعہ دار النجاۃ)

نوٹ: او قال عاجل امری ۔ میں او شک راوی ہے، فقہاء فرماتے ہیں کہ جمع کرے۔ (غنیۃ المتملی، ترکیۃ الاستخارۃ، ص 431، مطبوعہ)

اس لیے ہم نے ترجمہ میں اسی طرح لکھ دیا ہے۔

سات بار استخارہ کرنا بہتر ہے

سوال: استخارہ کتنی مرتبہ کرے؟

جواب: بہتر یہ ہے کہ سات مرتبہ استخارہ کرے کہ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَا أَنَسُ إِذَا هَمَمْتَ بِأَمْرٍ فَاسْتَخِرْ رَبَّكَ فِيْهِ سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْظُرْ إِلَى الَّذِي يَسْبِقُ إِلَى قَلْبِكَ فَإِنَّ الْخَيْرَ

ترجمہ: اے انس! جب تو کسی کام کا قصد کرے تو اپنے رب (عزوجل) سے اس میں سات بار استخارہ کر پھر نظر کر تیرے

خِيْرَة۔	دل میں کیا گذرا کہ بیشک اُسی میں خیر ہے۔

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی، ج1، ص560، دار القبلة للثقافة و موسسة علوم القرآن بیروت)

استخارہ کی نماز میں کون سی سورتیں پڑھنا مستحب ہے

سوال: استخارہ کی نماز میں کون سی سورتیں پڑھنا چاہئیں؟

جواب: پہلی رکعت میں ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور دوسری میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ پڑھے اور بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ پہلی میں ﴿وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ يُعْلِنُوْنَ﴾ تک اور دوسری میں ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ﴾ آخر آیت تک بھی پڑھے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وَقَالَ النَّوَوِي: إنَّه يُسْتَحَبُّ أن يَقْرَأ فِي رَكْعَتي الإستخارة في الأولى بعد الفَاتِحَة: قل يا أيها الكَافِرُون، وَفي الثَّانِيَة: قل هُوَ الله أحد۔	علامہ نووی نے فرمایا: مستحب ہے کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور دوسری میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ پڑھے۔

(عمدۃ القاری، ج7، ص221، دار احیاء التراث العربی بیروت)

بہار شریعت میں ہے ''مستحب یہ ہے کہ اس دُعا کے اوّل آخر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور درود شریف پڑھے اور پہلی رکعت میں ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور دوسری میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ پڑھے اور بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ پہلی میں ﴿وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ يُعْلِنُوْنَ﴾ تک اور دوسری میں ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ﴾ آخر آیت تک بھی پڑھے۔''

(بہار شریعت، حصہ 4، ص682، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

نیک کام کے لیے استخارہ منع ہے

سوال: کیا نیک کام جیسے حج وغیرہ کے لیے استخارہ کر سکتے ہیں؟

جواب: حج اور جہاد اور دیگر نیک کاموں میں نفس فعل کے لیے استخارہ نہیں ہو سکتا، ہاں تعیین وقت کے لیے کر سکتے ہیں۔

(بہار شریعت، حصہ 4، ص682، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

گناہ کے کام کے لیے استخارہ منع ہے

سوال: کیا گناہ کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں استخارہ کر سکتے ہیں؟

جواب: گناہ کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں استخارہ نہیں کر سکتے کیونکہ گناہ سے تو ہر حال میں بچنا ہی ہے۔ نزہۃ القاری میں ہے ''استخارہ کی نماز مستحب ہے، بشرطیکہ وہ عبادات نہ ہوں یا منہیات نہ ہوں، اس لئے کہ عبادات کی ادائیگی اور منہیات سے اجتناب مطلقاً خیر ہے۔'' (نزہۃ القاری، ج2، ص695، فرید بک سٹال لاہور)

استخارہ کا جواب کیسے پتا چلے گا

سوال: استخارہ کرنے والے کو پتا کیسے چلے گا کہ میرے لیے بہتر کیا ہے؟

جواب: اس کے دو طریقے ہیں:

(1) **پہلا طریقہ**: سات بار استخارہ کر کے جو بات دل میں جمے اسی کو اختیار کرے جیسا کہ حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ماقبل گذرا۔

(2) **دوسرا طریقہ**: بعض مشائخ سے منقول ہے کہ دُعائے مذکور پڑھ کر باطہارت قبلہ رُو سو رہے اگر خواب میں سپیدی یا سبزی دیکھے تو وہ کام بہتر ہے اور سیاہی یا سُرخی دیکھے تو بُرا ہے اس سے بچے۔ استخارہ کا وقت اس وقت تک ہے

ایک طرف رائے پوری جم نہ چکی ہو" (بہار شریعت، حصہ 4، ص 382 مکتبۃ المدینہ، کراچی)

فال کا حکم شرعی

سوال: فال کیا ہے؟ جائز ہے یا نہیں؟ سعدی و حافظ وغیرہ کے فالنامے صحیح ہیں یا نہیں؟

جواب: فال ایک قسم استخارہ ہے، استخارہ کی اصل کتب احادیث میں بکثرت موجود ہے مگر یہ فالنامے جو عوام میں مشہور اور اکابر کی طرف منسوب ہیں بے اصل و باطل ہیں، اور قرآن عظیم سے فال کھولنا منع ہے۔ اور دیوان حافظ وغیرہ سے بطور تفاول جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی رضویہ ج23، ص397، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

قرآن مجید سے فال نکالنا ناجائز و گناہ ہے

سوال: آپ نے قرآن مجید کی فال نکالنا منع لکھا ہے، اس منع سے کیا مراد ہے اور اگر کوئی امام نکالے تو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس منع سے مراد مکروہ تحریمی ہے یعنی عندالاحناف قرآن مجید سے فال نکالنا ناجائز و ممنوع و مکروہ تحریمی ہے۔ اگر امام لگاتار کرے اور علانیہ کرے تو نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی یعنی پڑھنا گناہ اور پڑھ لی تو لوٹانا واجب ہے، اور اگر چھپ کر کرے یا ایک آدھ مرتبہ کرے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے۔ فتاوی افریقہ میں اس طرح کے سوال کے جواب میں امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا "قرآن عظیم سے فال دیکھنے میں آئمہ مذاہب اربعہ کے چار قول ہیں بعض حنبلیہ مباح کہتے ہیں اور شافعیہ مکروہ تنزیہی اور مالکیہ حرام کہتے ہیں اور ہمارے

علمائے حنفیہ فرماتے ہیں ناجائز و ممنوع و مکروہ تحریمی ہے قرآن عظیم اس لیے نہ اتارا گیا ہمارا قول قول مالکیہ کے قریب ہے بلکہ عندالتحقیق دونوں کا ایک حاصل ہے شرح فقہ اکبر میں ہے:

قال القونوی لا یجوز اتباع المنجم والرمال ومن ادعیٰ علم الحروف لانه فی معنی الکاهن انتهیٰ ومن جملة علم الحروف فال المصحف حیث یفتحونه و ینظرون فی اول الصفحة و کذا فی سابع الورقة السابعة الخ ملخصا۔

ترجمہ: امام قونوی نے فرمایا نجومی اور رمال اور علم حروف کے مدعی کی پیروی جائز نہیں کہ وہ کاہن کے مثل ہے اس علم حروف میں مصحف شریف کی فال ہے کہ قرآن مجید کھول کر پہلا صفحہ اور ساتویں صفحہ کی ساتویں سطر دیکھتے ہیں۔ الخ ملخصاً

اسی میں شرح عقیدہ امام طحاوی سے ہے:

علی ولی الامر ازالة هولاء المنجمین و اصحاب الرمل و القرع و الفالات و منعهم من الجلوس فی الحوانیت الطرقات او ان یدخل علی الناس فی منازلهم لذالك۔

ترجمہ: حاکم پر لازم کہ نجومی اور رمال اور فال والوں کے فتنے کو دور کرے ان کو دکانوں اور راستوں میں نہ بیٹھنے دے نہ اس کام کیلئے لوگوں کے گھروں میں جانے دے۔

تحفۃ الفقہاء امام علاؤ الدین سمرقندی پھر جامع الرموز پھر شرح الدرر علامہ اسماعیل بن عبدالغنی نابلسی پھر حدیقہ ندیہ علامہ عبدالغنی بن اسماعیل نابلسی رحمہم اللہ تعالیٰ

میں ہے:

اخذ الفال من المصحف۔

ترجمہ: مصحف شریف سے فال لینا مکروہ ہے۔

اخیرین میں ہے:

کراهة تحریم لانها المحل عند فی الاحکام سورة المائده بتحریم اخذالفال من المصحف و نقله القرافی عن الامام العلامه ابی الولید الطرطوشی واقره و اباحه بن بطة من الحنابلة و مقتضی مذهب الشافعی کراهته بمعنی کراهة تنزیه لانها محمل عند الاطلاق عنده۔

ترجمہ: مکروہ تحریمی ہے کہ حنفیہ کے یہاں جب کراہت مطلق بولتے ہیں اس سے کراہت تحریم مراد لی جاتی ہے اور امام دمیری کی کتاب حیوۃ الحیوان میں ہے کہ امام علامہ ابن العربی مالکی نے کتاب الاحکام تفسیر سورہ مائدہ میں مصحف شریف سے فال کی حرمت پر جزم فرمایا اور اسے علامہ قرآنی مالکی نے امام علامہ ابوالولید طرطوسی مالکی سے نقل کیا اور مسلم رکھا اور ابن بطہ حنبلی نے اسے جائز بتایا اور مذہب امام شافعی کا مقتضی کراہت ہے یعنی کراہت تنزیہی کہ ان کے یہاں مطلق کراہت سے یہی مراد لیتے ہیں۔

علامہ قطب الدین حنفی ابن علاؤالدین احمد بن محمد نہروانی تنویز امام شمس الدین سخاوی مستفیض بارگاہ حضرت سیدی علی متقی مکی رحمہم اللہ تعالیٰ کتاب وعیۃ الحج میں

فرماتے ہیں:

منسك ابن العجمی لا یاخذ الفال من المصحف فان العلماء اختلفو فی ذالك فکرهه بعضهم واجازه بعضهم ونص ابوبکر الطرطوشی من متاخرین المالکیة علیٰ تحریمه۔

ترجمہ: منسک ابن عجمی میں ہے مصحف شریف سے فال نہ لیں کہ علماء کو اس میں اختلاف ہے بعض مکروہ کہتے ہیں بعض جائز اور متاخرین مالکیہ سے ابوبکر طرطوسی نے صراحت کی کہ حرام ہے۔

اور علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں منسک مذکور سے یوں نقل کیا:

نص المالکیة علی تحریمه۔

ترجمہ: مالکیہ نے تصریح کی کہ حرام ہے۔

طریقہ محمدیہ امام برکوی حنفی میں ہے:

المراد بالفال المحمود لیس الفال الذی یفعل فی زماننا هما یسمونه فال القرآن اوفال دانیال او نحو هما بل هی من قبیل الاستقسام بالازلام فلا یجوز استعمالها۔

ترجمہ: فال جس کی تعریف حدیث میں ہے اس سے وہ مراد نہیں جو ہمارے زمانے میں لوگ کرتے ہیں جسے فال قرآن یا فال دانیال وغیرہ کہتے ہیں یہ تو اس کی مثل ہے جیسے مشرکین عرب پانسے ڈالتے تھے ان کا فعل جائز نہیں۔

بالجملہ مذہب یہی ہے کہ منع ہے مگر زید کا وہ حکم کہ اس کے پیچھے نماز (بالکل) درست نہیں درست نہیں نماز فاسق کے پیچھے بھی نادرست نہیں ہاں مکروہ ہے اور اگر فاسق معلن ہو تو مکروہ تحریمی کما حققناہ فی فتاوٰنا ان النهی الاکید کراہت

تحریم سے بھی نماز ناقص ہوتی ہے اور اس کا پھیرنا واجب نہ کہ نادرست ہو، اور یہاں تو ابتدا حکم فسق بھی نہ چاہیے مسئلہ مختلف فیہ ہے اور اس پر حنفی کے عوام میں حکم معروف نہیں تو یہاں یہ چاہیے کہ اسے اطلاع دیں کہ مذہب حنفی میں ناجائز ہے اگر چھوڑ دے بہتر اور نہ چھوڑے تو ایک آدھ بار سے فاسق نہ ہوگا بلکہ تکرار واصرار کے بعد حکم فسق دیا جائے گا کہ مکروہ تحریمی گناہ صغیرہ ہے کما فی ردالمحتار عن رسالة المحقق البحر (جیسا کہ ردالمحتار میں محقق صاحب بحر کے رسالہ سے ہے۔)

اور صغیرہ بعد اصرار فسق ہے پھر اگر بعد اطلاع یہ فعل بنی باصرار واعلانیہ نہ کرے بلکہ چھپا کر تو اس کے پیچھے نماز صرف مکروہ تنزیہی ہوگی یعنی نامناسب وبس درمختار میں ہے:

یکرہ تنزیها امامة فاسق۔	ترجمہ: فاسق کی امامت مکروہ تنزیہی ہے۔

اور اگر اعلانیہ مصر ہو تو اب فاسق معلن کہا جائے گا اور اسے امام بنانا گناہ اور اسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پھیرنی واجب فتاویٰ حجہ میں ہے:

لو قدموا فاسقا یاثمون۔	ترجمہ: اگر فاسق کو امام کریں تو گناہ گار ہوں گے۔

یوں ہی غنیہ وتبیین الحقائق وغیرہا کا مفاد ہے:

والتوفیق ما ذکرنا بتوفیق اللہ تعالی۔	ترجمہ: دونوں قولوں میں موافقت وہ ہے جو ہم نے بتوفیق الٰہی ذکر کی کہ فاسق غیر معلن کے پیچھے مکروہ تنزیہی اور معلن کے پیچھے مکروہ تحریمی۔

واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی افریقہ ملخصاً، ص149 تا 151 مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد)

قرآن کی سورت سے چور کا نام نکالنا

سوال: گم شدہ شے یا چوری شدہ مال کے دریافت کرنے کے لئے یسین شریف یا قرآن پاک کی کسی اور سورت سے نام نکالا جاتا ہے، کیا یہ درست ہے؟

جواب: یہ طریقے نامحمود ومضر (ناپسندیدہ اور نقصان دہ) ہیں اور ان سے جس کا نام نکلے اسے چور سمجھ لینا حرام۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿یا ایها الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم﴾	ترجمہ: اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ ہیں۔

(پ26 سورۃ الحجرات، آیت 12)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاکم والظن فان الظن اکذب۔	ترجمہ: گمان سے بچو کیونکہ گمان سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔

(صحیح مسلم، ج2، ص316، کتاب البر والصلة، باب تحریم الظن والتجسس، قدیمی کتب خانہ، کراچی)☆(فتاوی رضویہ، ج23، ص396، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

باب پانزدھم: تعویذات کے متفرق احکام

تعویذ پہن کر بیت الخلا جانا

سوال: ایسا تعویذ جو کہ موم جامہ میں ہو اسے پہن کر بیت الخلا میں جا سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! ایسا تعویذ جو موم جامہ میں ہو اسے پہن کر بیت الخلا جا سکتے ہیں، مگر اتار کر جانا افضل ہے۔ امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''تعویذ لے جانے کی اجازت اُس وقت ہوئی کہ غلاف مثلاً موم جامہ میں ہو اور پھر بھی فرمایا کہ اب بھی بچنا ہی اولیٰ ہے اگرچہ غلاف ہونے سے کراہت نہ رہی۔''

(فتاوی رضویہ، ج1، حصہ الف، ص856، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

درمختار میں ہے:

رقیة فی غلاف متجاف لم یکرہ دخول الخلاء بہ والاحتراز افضل۔

ترجمہ: ایسا تعویذ بیت الخلاء میں لے کر جانا مکروہ نہیں جو الگ غلاف میں ہو اور بچنا افضل ہے۔

(الدر المختار، ج1، ص34، کتاب الطھارۃ، مطبع مجتبائی، دہلی)

تعویذ کو بے غسل یا بے وضو چھونا

سوال: جو تعویذ آیات قرآنیہ پر مشتمل ہو، کیا اسے بے غسل و بے وضو چھونا جائز ہے؟

جواب: اگر موم جامہ میں ہے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ شامی میں ہے:

الھیکل والحمائل المشتمل علی الآیات القرآنیة اذا کان غلافہ منفصلا عنہ کالمشمع ونحوہ جاز دخول الخلاء بہ ومسہ وحملہ للجنب۔

ترجمہ: جو تعویذ قرآنی آیات پر مشتمل ہو اگر اس کا خول اس سے الگ ہو، جیسے وہ جو موم جامہ وغیرہ کے اندر ہوتا ہے تو اسے لے کر بیت الخلا میں جانا اور جنب کے لئے اُسے چھونا اور لینا جائز ہے۔

(رد المحتار، کتاب الطھارۃ قبیل باب المیاہ، ج1، ص119، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

جنبی طلب شفا کی نیت سے قرآن نہیں پڑھ سکتا

سوال: جنبی شخص قرآن پاک نہیں پڑھ سکتا، دعا و ثنا کی نیت سے اجازت ہے، کیا جنبی شخص طلب شفا کی نیت سے قرآن پڑھ کر دم کر سکتا ہے؟

جواب: نہیں کر سکتا، ہاں کوئی ایسی آیت ہو جس میں دعا یا ثنا کے معنی ہوں، شروع میں لفظ قل بھی نہ ہو، حروف مقطعات میں سے بھی نہ ہو، قرآن پڑھنے کی نیت بھی نہ کرے، بلکہ دعا و ثنا کی برکت سے طلب شفا کی نیت سے پڑھ کر دم کرے تو جائز ہے۔ امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''طلب شفا کی نیت تغییر قرآن نہیں کر سکتی، آخر قرآن ہی سے شفا چاہ رہا ہے، کون کہے گا کہ ﴿افحسبتم انما خلقنکم عبثا﴾ تا آخر سورت مصروح ومجنون کے کان میں جنب پڑھ سکتا ہے، ہاں جس آیت یا سورت میں خالص معنی دعا و ثنا بصیغہ غیبت وخطاب ہوں اور اس کے اول میں قل بھی نہ ہو، نہ اس میں حروف مقطعات ہوں اور اس سے قرآن عظیم کی نیت بھی نہ کرے بلکہ دعا و ثنا کی برکت سے طلب شفا کرنے کے لیے اس پر دم کرے تو روا ہے۔''

(فتاوی رضویہ، ج1، حصہ ب، ص1115، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: ایسی آیات جو کہ دعا و ثنا پر مشتمل ہوں، ان سے بے غسل یا بے وضو

شخص دعا وثنا کی نیت سے تعویذ لکھ سکتا ہے؟

جواب: جی نہیں! بے غسل اور بے وضو شخص کو اس کی اجازت نہیں۔ امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

انہ لایؤذن فی کتابۃ الرقی بالایات وان تمحضت للدعاء والثناء ونواھما۔	ترجمہ: جنب کو آیات کے تعویذات لکھنے کی اجازت نہ ہوگی اگرچہ وہ خالص دُعا وثنا پر ہی مشتمل ہوں اور دُعا وثنا ہی کی نیت بھی ہو۔

(فتاوی رضویہ، ج1، حصہ ب، ص1119، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بچوں کے گلے میں تعویذ ڈالنا

سوال: بچوں کے گلے میں بچوں کے ماں باپ بچوں کی حفاظت کے لئے آیات پر مشتمل تعویذ ڈال دیتے ہیں اور یہ تعویذ موم جامہ ہوتے ہیں، کیا حکم ہے؟ بچے بیت الخلا میں بھی جاتے ہیں، بے ادبیاں بھی ہو جاتی ہیں۔

جواب: تعویذ موم جامہ وغیرہ کرکے غلاف جُداگانہ میں رکھ کر بچوں کے گلے میں ڈالنا جائز ہے اگرچہ اُس میں بعض آیاتِ قرآنیہ ہوں اور اس احتیاط کے ساتھ پاخانے (بیت الخلا) میں لے جانا بھی جائز ہے، ہاں افضل احتراز ہے۔ بے ادبیوں کی احتیاط کی جائے پھر یہ امر مانع انتفاع نہیں کہ پہنانے والوں کی نیت تبرک ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج4، ص608، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

چھوٹے لکھائی والے قرآن کو گلے میں ڈالنا منع ہے

سوال: کیا تعویذ کی طرح باریک لکھائی کیا ہوا قرآن مجید بھی موم جامہ کروا کے یا چھوٹے سے ٹین بند کرکے میں گلے میں لٹکایا جا سکتا ہے اور اس صورت میں بیت الخلا جانے کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: تعویذ پر قرآن عظیم ومصحف کریم کا قیاس نہیں ہو سکتا۔

اوّلاً: قرآن مجید اگرچہ دس غلافوں میں ہو پاخانے (بیت الخلا) میں لے جانا بلاشبہ مسلمانوں کی نگاہ میں شنیع اور اُن کے عرف میں بے ادبی ٹھہرے گا اور ادب وتوہین کا مدار عرف پر ہے تعویذ کہ بعض آیات پر مشتمل ہو وہ آیات ضرور قرآن عظیم ہیں مگر اُسے تعویذ کہیں گے نہ قرآن، جیسے کتاب نحو کہ امثلہ قواعد میں آیاتِ قرآنیہ پر مشتمل، اُس کے لئے کتاب نحو ہی کا حکم ہوگا نہ کہ مصحف شریف کا۔ مصحف شریف دار الحرب میں لے جانا منع ہے اور کتاب لے جانے سے کسی نے منع نہ کیا مصحف کے چھُونے کو بے وضو چھونا حرام اور اس کتاب کے ورق کو بھی چھونا جائز۔

ثانیاً: اس کا ٹین میں رکھ کر بند کر دینا یا موم جامے یا کپڑے ہی کے غلاف میں سی دینا یہ خود خلافِ شرع ہے کہ اس کی تلاوت سے منع ہے ائمہ سلف تو غلاف مصحف شریف میں بند (بٹن) لگانے کو مکروہ جانتے تھے کہ بند باندھنا بظاہر منع کی صورت ہوگا تو یوں ٹین وغیرہ میں رکھ کر ہمیشہ کیلئے سی دینا کہ حقیقۃً منع ہے کس درجہ مکروہ وموردِ شنیع ہے۔

ثالثاً: قرآن عظیم چھوٹی تقطیع پر لکھنا حمائل بنانا شرعاً مکروہ ناپسند ہے، امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کے پاس قرآن مجید باریک لکھا ہوا دیکھا اسے مکروہ رکھا اور اس شخص کو مارا اور فرمایا:

عظموا کتاب اللہ رواہ ابو عبید فی فضائل القرآن۔	کتاب اللہ کی عظمت کرو۔ اس کو ابو عبید نے فضائل قرآن میں روایت کیا ہے۔

امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم مصحف کو چھوٹا بنانا مکروہ رکھتے۔ رواہ عنہ

عبدالرزاق فی مصنفه۔

اسی طرح ابراہیم نخعی نے اسے مکروہ فرمایا رواہ ابن ابی داؤد فی المصاحف۔

درمختار میں ہے:

یکرہ تصغیر مصحف۔ ترجمہ: قرآن پاک کو چھوٹی تقطیع میں لانا مکروہ ہے۔

(درمختار، ج 2، ص 245، کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبوعہ مجتبائی، دہلی)

ردالمحتار میں ہے:

ای تصغیر حجمه۔ یعنی اس کا حجم چھوٹا کرنا۔

(ردالمحتار، ج 5، ص 247، مصطفی البابی، مصر)

تو اس قدر چھوٹا بنانا کہ معاذ اللہ ایک کھلونا اور تماشہ ہو کس طرح مقبول ہو سکتا ہے اور وہ جری لوگ یہ فعل مردود انہیں تعویذوں کی خاطر کرتے ہیں اگر مسلمان ان کو تعویذ نہ بنائیں تو کیوں خریدیں اور نہ خریدیں تو وہ کیوں اسے چھاپیں تو ان کا تعویذ بنانا ان کے اُس فعل کا باعث ہے اور اُس کے ترک میں اُس کا انسداد تو اس کا تعویذ بنانا ضرور مستحق الترک ہے۔

(فتاوی رضویہ ملخصاً، ج 4، ص 608 تا 610، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

دم کرنے کی اجرت لینا جائز ہے

سوال: دم کرنے کی اجرت لینا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔ بخاری شریف میں ہے:

عن أبي سعيد رضي الله عنه قال ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

انطلق نفر من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم في سفرة سافروها حتى نزلوا على حي من أحياء العرب فاستضافوهم، فأبوا أن يضيفوهم، فلدغ سيد ذلك الحي، فسعوا له بكل شيء لا ينفعه شيء، فقال بعضهم لو أتيتم هؤلاء الرهط الذين نزلوا لعله أن يكون عند بعضهم شيء، فأتوهم، فقالوا يا أيها الرهط، إن سيدنا لدغ، وسعينا له بكل شيء لا ينفعه، فهل عند أحد منكم من شيء، فقال بعضهم نعم والله إني لأرقي، ولكن والله لقد استضفناكم فلم تضيفونا، فما أنا براق لكم حتى تجعلوا لنا جعلا فصالحوهم على قطيع من الغنم، فانطلق يتفل عليه ويقرأ ﴿الحمد لله رب العالمين﴾ فكأنما نشط من عقال، فانطلق

مروی ہے، فرماتے ہیں صحابہ میں سے کچھ لوگ سفر میں تھے، ان کا گذر قبائل عرب میں سے ایک قبیلہ پر ہوا، انہوں نے ضیافت کا مطالبہ کیا، انہوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کر دیا، اس قبیلہ کے سردار کو سانپ یا بچھو نے کاٹ لیا اس کے علاج میں انہوں نے ہر قسم کی کوشش کی مگر کوئی کارگر نہ ہوئی پھر انہی میں سے کسی نے کہا یہ جماعت جو یہاں آئی ہے (یعنی صحابہ) ان کے پاس چلو شاید ان میں سے کسی کے پاس اس کا کچھ علاج ہو، وہ لوگ صحابہ کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگے کہ ہمارے سردار کو سانپ یا بچھو نے ڈس لیا اور ہم نے ہر قسم کی کوشش کی مگر کچھ نفع نہ ہوا کیا تمہارے پاس اس کا کچھ علاج ہے؟ ایک صاحب بولے ہاں میں دم کرتا ہوں، مگر ہم نے تم سے مہمانی طلب کی اور تم نے ہماری مہمانی نہیں کی تو اب اس وقت میں جھاڑوں گا کہ تم اس کی

يمشي وما به قلبة، قال فأوفوهم جعلهم الذي صالحوهم عليه فقال بعضهم اقسموا۔ فقال الذي رقى لا تفعلوا، حتى نأتي النبي صلى الله عليه وسلم فنذكر له الذي كان، فننظر ما يأمرنا فقدموا على رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكروا له، فقال وما يدريك انها رقية ثم قال قد أصبتم اقسموا واضربوا لي معكم سهما۔

اجرت دو، اجرت میں بکریوں کا ریوڑ دینا طے پایا، انہوں نے ﴿الحمد لله رب العلمين﴾ یعنی سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا شروع کیا وہ شخص بالکل اچھا ہو گیا اور وہاں سے ایسا ہو کر گیا کہ اس پر زہر کا کچھ اثر نہ تھا، اجرت جو مقرر ہوئی تھی انہوں نے پوری دے دی، ان میں بعض نے کہا کہ اس کو آپس میں تقسیم کرلیا جائے، مگر جنہوں نے جھاڑا (دم کیا) تھا یہ کہا کہ ایسا نہ کرو، بلکہ جب ہم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہولیں گے اور حضور سے تمام واقعات عرض کرلیں گے، پھر حضور اس کے متعلق جو کچھ حکم دیں گے وہ کیا جائے گا، جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کا ذکر کیا، ارشاد فرمایا کہ تمہیں اس کا رقیہ (دم) ہونا کیسے معلوم ہوا اور یہ فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا، آپس میں اسے تقسیم کرلو اور (اس لئے کہ اس کے جواز کے

متعلق ان کے دل میں کوئی خدشہ نہ رہے یہ فرمایا کہ) میرا بھی ایک حصہ مقرر کرو۔

(صحیح البخاری ج 1، ص 400، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

تعویذات بیچنا جائز ہے

سوال: تعویذات بیچنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے بشرطیکہ اس میں ناجائز الفاظ نہ لکھے ہوں۔ خاتم المحققین ابن عابدین علامہ ابن شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

جوزوا الرقية بالاجرة ولو بالقرآن كما ذكره الطحطاوي لانها ليست عبادة محضة بل من التداوي۔

ترجمہ: علماء نے تعویذات کی اجرت کو جائز قرار دیا جیسا کہ اس کو امام طحطاوی نے ذکر کیا ہے کیونکہ یہ عبادت محضہ نہیں بلکہ از قبیل علاج ہے۔

(ردالمحتار علی الدر المختار ج 9، ص 96، مکتبہ حقانیہ)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''بہت سے لوگ تعویذ کا معاوضہ لیتے ہیں یہ جائز ہے۔۔۔ مگر یہ ضرور ہے کہ تعویذ ایسا ہو کہ اس میں شرعی قباحت نہ ہو جیسے ادعیہ اور آیات یا ان کے اعداد یا کسی اسم کا نقش مظہر یا مضمر لکھا جائے اور اگر اس تعویذ میں ناجائز الفاظ لکھے ہوں یا شرک و کفر کے الفاظ پر مشتمل ہو تو ایسا تعویذ لکھنا بھی ناجائز ہے اور اس کا لینا اور باندھنا سب ناجائز۔''

(بہار شریعت حصہ 14، ص 83، ضیاء القرآن لاہور)

مسجد یا فنائے مسجد میں تعویذات بیچنا ناجائز ہے

سوال: مسجد یا فنائے مسجد میں تعویذات بیچنا کیسا ہے؟

جواب: مسجد یا فنائے مسجد میں تعویذات کا بیچنا ناجائز ہے۔ فتاوی ہندیہ میں ہے:

بیع التعویذ فی المسجد الجامع ویکتب فی التعویذ التوراۃ والانجیل والفرقان و یاخذ علیها المال ادفع الی الهدیة لایحل له ذلك كذافی لکبری۔

ترجمہ: ایک آدمی مسجد جامع میں تعویذ بیچتا ہے، اس تعویذ میں تورات، انجیل اور قرآن لکھتا ہے اور اس پر رقم لیتا ہے، اور یہ کہتا ہے کہ اس کا ہدیہ مجھے دے تو یہ جائز نہیں۔ الکبری میں اسی طرح ہے۔

(فتاوی ہندیہ، ج 5، ص 321، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس فی آداب المسجد، مطبوعہ نورانی کتب خانہ، پشاور)

فتاوی رضویہ میں ہے "عوضِ مالی پر تعویذ دینا بیع ہے اور مسجد میں بیع وشرا ناجائز ہے، اور حجرہ فنائے مسجد ہے اور فنائے مسجد کے لیے حکمِ مسجد۔"

(فتاوی رضویہ، ج 8، ص 95، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

انگریزی قلم اور روشنائی سے تعویذ لکھنے کا حکم

سوال: انگریزی قلم اور روشنائی سے تعویز لکھنے میں کیا کوئی حرج ہے؟

جواب: ہاں تعویذات واعمال میں ایسی اشیاء سے احتراز ضرور ہے جس میں ناپاک چیز کا میل ہو اگر چہ بوجہ شہرت وشبہہ جیسے پڑیا کی رنگت اس سے تعویذ نہ لکھا جائے بلکہ ہندوستانی سیاہی سے لکھا جائے، رہا قلم وہ مثل سیاہی تعویذ کا جز و نہیں

ہو جاتا، لہذا اس میں کوئی حرج نہیں، ہاں ان کاموں میں انگریزی اشیاء سے احتراز مطلقاً بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ، ج 23، ص 397، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

کافر کو تعویذ دینے کا حکم

سوال: کافر کو آیت قرآنی بطور تعویذ لکھ کر دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیا تدبیر کی جائے؟

جواب: غیر مسلم کو آیات قرآنی لکھ کر ہرگز نہ دی جائیں کہ اساءت ادب (بے ادبی) کا مظنہ ہے، بلکہ مطلقاً اسماء الٰہیہ ونقوش مطہرہ نہ دیں کہ ان کی بھی تعظیم واجب، بلکہ دیں تو ان کے اعداد لکھ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی رضویہ، ج 23، ص 397، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں "کافر کو اگر تعویذ دیا جائے تو مضمر جس میں ہندسے ہوتے ہیں نہ کہ مظہر جس میں کلام الٰہی واسمائے الٰہی کے حروف ہوتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔" (فتاوی رضویہ، ج 24، ص 197، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

ترکِ جلالی اور ترکِ جمالی

سوال: کن وظائف اور اعمال میں ترکِ جلالی کیا جاتا ہے اور کن میں ترکِ جمالی؟ ان کا کرنا کیسا ہے؟ اسی طرح ستاروں کی ساعات کا خیال رکھنا کیسا؟

جواب: اسماء الٰہیہ جمالیہ میں صرف ماکولات جلالی یعنی حیوان کا پرہیز کہ لحم (گوشت) وبیض (انڈا) وعسل (شہد) وسمک (مچھلی) کو شامل ہے اور اسماء الٰہیہ جلالیہ میں جلالی وجمالی دونوں اگلی (میری مراد) حیوان وما یخرج منہ (جانور اور جو کچھ اس سے برآمد ہو) کا پرہیز اور صوم (روزہ) کا التزام مع اعتکاف تام (مکمل

اعتکاف کرنا) شرط ہے اور یہ از قبیل استخراج مشائخ (مشائخ کے بیان کردہ ہیں) بسبب مناسب جلیہ یا خفیہ ہے (ان کا سبب ظاہری اور خفیہ مناسبتیں ہوتی ہیں) اور امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ماثور (منقول) ہے کہ دعاء استسقا (بارش کی دعا) کے لئے فرماتے ہیں منزل قمر کا لحاظ کرلو۔

ہاں معاذ اللہ جو ان ساعات کو اکب کو مؤثر سمجھے اس کے لئے حرام ہے نیز ان اکابر کا ان قیود اکل وشرب وخلوت وبعد عن الخلق (کھانے پینے، اکیلا پن اور مخلوق سے دوری کی قیودات) سے اصل مقصود اور ہے، اکثر عوام آخرت کے لئے سعی نہیں کرتے اور دنیوی مطلب کے لئے جان مصیبت میں ڈالنا آسان سمجھتے ہیں لہذا انھوں نے اسماء واذکار الٰہیہ مقاصد عوام کی تحصیل کو مقرر کئے اور یہ قیدیں لگائیں جس سے انھیں کم خوری وکم خوابی وگوشہ نشینی کی عادت پڑے، اگر ذکر الٰہی کی برکت مقصود اصلی کی طرف کھینچ لے گئی تو عین مراد ہے ورنہ کم از کم یہ فائدہ نقد وقت ہے کہ کمی اختلاط خلق سے گناہ کم ہوں گے تخت وخشن کھانے اور روزوں کی کثرت سے شہوات نفسانیہ کمزور پڑینگے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی رضویہ، ج23، ص398، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

عملیات مسجد میں کرنے کا حکم

سوال: محبت یا نفرت پیدا کرنے والے وظائف مسجد میں پڑھے جائیں یا خارج؟ بعض کہتے ہیں مسجد میں پڑھنے سے عبادت میں شمار ہوتے ہیں؟

جواب: اعمال مسجد وخارج مسجد دونوں جگہ جائز ہیں جبکہ اس کے لئے مسجد کی جگہ نہ روکے کہ یہ جائز نہیں اور وہ عمل بھی جائز ہو اور اس سے مقصود بھی امر جائز ہو اور اگر عمل اصلا یا قصداً ناجائز ہو تو مسجد میں اور بھی سخت تر حکم رکھے گا مثلاً زن

وشو (میاں بیوی) میں بغض پیدا کرنا اس کے لئے عمل حرام ہے تو اسے مسجد میں پڑھنا حرام تر ہوگا، یونہیں اعمال سفلیہ کہ اصل میں حرام ہیں مقصود محمود کے لئے بھی مسجد میں حرام تر ہوں گے پھر جو جائز عمل جائز نیت سے ہے اس میں حالتیں دو ہیں:

ایک اہل علم کی کہ وہ اسماء الٰہیہ سے توسل اور اپنے جائز مقصد کے لئے اللہ عزوجل کی طرف تضرع کرتے ہیں یہ دعا ہے اور دعا مغز عبادت ہے مسجد میں ہو خواہ دوسری جگہ۔

دوم عوام نافہم کہ ان کا مطمح نظر اپنا مطلب دنیوی ہوتا ہے اور عمل کو نہ بطور دعا بلکہ بطور تدبیر بجالاتے ہیں ولہذا جب اثر نہ دیکھیں اس سے بے اعتقاد ہو جاتے ہیں اگر دعا سمجھتے بے اعتقادی کے کیا معنی تھے کہ حاکم پر حکم کس کا، ایسے اعمال نہ مسجد میں عبادت ہو سکتے ہیں نہ غیر میں بلکہ جب کسی دنیوی مطلب کے لئے ہوں مسجد میں نہ پڑھنا چاہئے:

فان المساجد لم تبن لهذا۔ ترجمہ: اس لئے کہ مساجد اس کام کے لئے نہیں بنائی گئیں۔

(صحیح مسلم، ج1، ص23، قدیمی کتب خانہ، کراچی) ☆ (سنن ابن ماجہ، ص55، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی) ☆ (فتاوی رضویہ، ج23، ص398، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

حصول رزق کے وظائف واعمال

سوال: زید ایک جگہ سودی دستاویزات لکھنے کی نوکری کرتا ہے، کسی نے بتایا کہ یہ ناجائز ہے، اس لیے دل میں خوف خدا پیدا ہوا، ارادہ نوکری چھوڑنے کا ہے، رزق حلال کے لیے دعا فرمائیں اور کوئی وظیفہ بھی عطا فرمادیں۔

جواب: فتاوی رضویہ میں ہے "اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لایحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ﴾

ترجمہ: جو اللہ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نجات کی راہ رکھے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ پہنچے اور جو اللہ پر بھروسا کرے تو اللہ اسے کافی ہے۔

(پ28 سورۃ الطلاق، آیت3)

اے اپنے رب سے ڈرنے والے بندے! بیشک سُود لینا اور دینا اور اس کا کاغذ لکھنا اور اس پر گواہی کرنا دینا سب کا ایک حکم ہے اور سب پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اور فرمایا وہ سب برابر ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے:

لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٰکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء۔

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اسے لکھنے والے اور اس کی گواہی دینے والوں پر لعنت فرمائی، اور ارشاد فرمایا: یہ سب گناہ میں برابر ہیں۔

(صحیح مسلم، ج2، ص27، کتاب البیوع، باب الربٰو، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

فوراً اس کا چھوڑ دینا اور اس سے توبہ کرنا فرض ہے، اور بشارت ہو کہ یہ نیک پاکیزہ کہ اللہ عزوجل کے خوف سے پیدا ہوا بحکم آیت مذکورہ وجہ حلال سے رزق طیب ملنے اور اللہ عزوجل کی رضا کی خوشخبری دیتا ہے اور بیشک جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اللہ اُسے بس ہے۔

فقیر اسلامی محبت سے چند اعمال مجربہ جو بارہا بفضلہٖ تعالیٰ تیر بہدف ثابت

ہوئے ہیں آپ کو بتاتا ہے:

(1) بعد نمازِ عشا سر برہنہ ایسی جگہ کہ سر و آسمان میں چھت یا درخت وغیرہ کچھ حاجب نہ ہو 50 بار روزانہ پڑھئے یا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابْ (اے اسباب کا سبب بنانے والے) اول آخر، 11 بار درود شریف۔ جتنے دنوں زیادہ پڑھے زیادہ نفع ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ، اور ہمیشہ پڑھے تو بہتر۔

(2) بعد نمازِ مغرب ستارہ قطب کی طرف منہ کرکے کھڑے ہو کر آیۂ قطب کہ پارۂ چہارم کے نصف پر ہے ﴿ثم انزل علیکم من بعد الغم امنۃ﴾ سے ﴿علیم بذات الصدور﴾ تک 41 بار روز پڑھے 41 روز تک، اول آخر 10، 10 بار درود شریف۔

(3) خاص طلوعِ صبح صادق کے وقت، اور نہ ہو سکے تو حتی الامکان سنتِ صبح سے پہلے سو بار روزانہ پڑھیں: سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم، اول آخر درود شریف 10,10 بار۔ اس کا ورد ہمیشہ رہے۔ اول وقت پڑھنے کی کوشش ہو مگر اس کے سبب جماعت میں خلل نہ پڑے۔

اگر آنکھ دیر میں کھلے سنتیں پڑھ کر اسے شروع کریں، اگر بیچ میں جماعت قائم ہو شریک ہو جائیں، باقی عدد بعد میں پورا کریں۔

وظائف واعمال کے اثر کرنے کی شرائط

وظائف واعمال کے اثر کرنے میں تین شرائط ضروری ہیں:

(1) حُسنِ اعتقاد، دل میں دغدغہ نہ ہو کہ دیکھئے اثر ہوتا ہے یا نہیں، بلکہ اللہ عزوجل کے کرم پر پورا بھروسا ہو کہ ضرور اجابت (قبول) فرمائے گا۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اُدعُ اللهَ وانتم موقنون بالاجابۃ۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے اس حال پر دعا کرو کہ تمہیں اجابت کا یقین ہو۔

(جامع الترمذی، ج2، ص186، امین کمپنی، دہلی)☆(مشکوۃ المصابیح، ص 195، کتاب الدعوات، الفصل الثانی، مجتبائی، دہلی)

(2) صبر و تحمل، دن گزریں تو گھبرائیں نہیں کہ اتنے دن پڑھتے گزرے ابھی کچھ اثر ظاہر نہ ہوا، یوں اجابت بند کر دی جاتی ہے بلکہ لپٹا رہے اور لو لگائے رہے کہ اب اللہ و رسول اپنا فضل کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ولو انھم رضوا ما اٰتاھم اللہ ورسولہ وقالوا حسبنا اللہ سیؤتینا اللہ من فضلہ ورسولہ انا الی اللہ راغبون﴾ ترجمہ: کیا خوب ہوتا اگر وہ اللہ و رسول کے دینے پر راضی ہو جاتے اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب ہمیں عطا فرماتے ہیں اللہ و رسول اپنے فضل سے، بیشک ہم اللہ کی طرف لو لگائے ہیں۔

(پ10، سورۃ التوبۃ، آیت 59)

حدیث میں ہے:

یستجاب لاحدکم مالم یعجل فیقول قد دعوت فلم یستجب لی۔ ترجمہ: تمہاری دعائیں قبول ہوتی ہیں جب تک جلدی نہ کرو کہ میں نے دعا کی اور اب تک قبول نہ ہوئی۔

(صحیح مسلم، ج2، ص352، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

(3) میرے یہاں کی جملہ اجازات و وظائف و اعمال و تعویذات میں شرط ہے کہ نماز پنجگانہ باجماعت مسجد میں ادا کرنے کی کامل پابندی رہے۔

(فتاوی رضویہ، ج23، ص556 تا 558، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

تعویذات کی ناجائز صورتیں

سوال: تعویذ کی کون سی صورتیں ناجائز ہیں؟

جواب: امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سے ملتے جلتے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں "عملیات و تعویذ اسمائے الٰہی و کلام الٰہی سے ضرور جائز ہیں جبکہ ان میں کوئی طریقہ خلاف شرع نہ ہو مثلاً

(1) کوئی لفظ غیر معلوم المعنی جیسے حفیظی رمضان کعسلھون (یہ تینوں مل کر ہوں تو ان کا کوئی صحیح معنی نہیں بنتا) اور اوردعائے طاعون میں طاسو سا، عاسو سا، ماسو سا، ایسے الفاظ کی اجازت نہیں جب تک حدیث یا آثار یا اقوال مشائخ معتمدین سے ثابت نہ ہو۔

(2) یونہی دفع صرع وغیرہ کے تعویذ کہ مرغ کے خون سے لکھتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے، اس کے عوض مشک سے لکھیں کہ وہ بھی اصل میں خون ہے۔

(3) یونہی حب و تسخیر (محبت اور قابو کرنے) کے لئے بعض تعویذات دروازہ کی چوکھٹ میں دفن کرتے ہیں کہ آتے جاتے اس پر پاؤں پڑیں یہ بھی ممنوع و خلاف ادب ہے۔

(4) اسی طرح وہ مقصود جس کے لئے وہ تعویذ یا عمل کیا جائے اگر خلاف شرع ہو ناجائز ہو جائے گا جیسے عورتیں تسخیر شوہر کے لئے تعویذ کراتی ہیں، یہ حکم شرع کا عکس ہے، اللہ عزوجل نے شوہر کو حاکم بنایا ہے اسے محکوم بنانا عورت پر حرام ہے۔

(5) یونہی تفریق و عداوت کے عمل و تعویذ کہ محارم میں کئے جائیں مثلاً بھائی کو بھائی سے جدا کرنا یہ قطع رحم ہے اور قطع رحم حرام۔

(6) یونہی زن و شو (میاں بیوی) میں نفاق ڈلوانا، حدیث میں فرمایا:

لیس منّا من خبب امرأة علیٰ زوجھا۔ ترجمہ: جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے بگاڑ دے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔

(سنن ابی داؤد، ج1، ص296، آفتاب عالم پریس، لاہور)

بلکہ مطلقاً دو مسلمانوں میں تفریق بلا ضرورت شرعی ناجائز ہے۔ حدیث میں فرمایا:

((لاتباغضوا ولاتدابروا)) الیٰ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ((وکونوا عباداللہ اخوانا)) ترجمہ: لوگو! ایک دوسرے سے عداوت نہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو۔ (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشادگرامی تک) اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ۔

(صحیح البخاری، ج2، ص896، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

غرض نفس عمل یا تعویذ میں کوئی امر خلاف شرع ہو یا مقصود میں تو ناجائز ہے ورنہ جائز بلکہ نفع رسانی مسلم کی غرض سے محمود و موجب اجر۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ۔ ترجمہ: تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے بھائی مسلمان کو کوئی نفع پہنچائے تو پہنچائے۔

(صحیح مسلم، ج2، ص224، قدیمی کتب خانہ، کراچی) ☆ (فتاوی رضویہ، ج24، ص196، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں "ہاں جس کی برائی معلوم ہو

جیسے بعض تعویذوں میں شیطان فرعون ہامان نمرود کے نام لکھتے ہیں یا معنی مجہول ہوں جیسے دفع وبا کی دعا میں بسم اللہ طاسوسا حاسوسا ماموسا یا بعض تعویذوں عزیموں میں علیقا ملیقا تلیقا انت تعلم ما فی القلوب حفیقا بینا جائز ہے مگر نامعلوم المعنی لفظ جب بعض اکابر اولیائے معتمدین جامعان علم ظاہر و باطن سے بروجہ صحیح مروی ہو تو ان کے اعتماد پر مان لیا جائے گا۔ (فتاوی افریقہ، ص152، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد)

کھانے کی چیز پر دم کرنا جائز ہے

سوال: کھانے پر فاتحہ شریف یا کوئی آیت قرآن کی پڑھ کر دم کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: بہ نیت شفاء سورۂ فاتحہ یا اور کوئی آیت پڑھ کر دم کی جائے تو حرج نہیں مگر اس کھانے کی احتیاط اور دو چند ہو جائے گی کہ اس کا کوئی دانہ یا قطرہ گرنے نہ پائے۔

(فتاوی رضویہ، ج24، ص201، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

تعویذات کے منکر کو ایک ولی کا جواب

سوال: زید تعویذات کا انکار کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ یہ ثابت نہیں۔

جواب: امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "تعویذات بیشک احادیث اور ائمہ قدیم وحدیث (پہلے کے اور قریب دور کے ائمہ) سے ثابت، اور اس کی تفصیل ہمارے فتاوی افریقہ میں ہے، تعویذات اسماء الٰہی و کلام الٰہی و ذکر الٰہی سے ہوتے ہیں، ان میں اثر نہ ماننے کا جواب وہی بہتر ہے جو حضرت شیخ ابو سعید الخیر قدس سرہ العزیز نے ایک ملحد کو دیا جس نے تعویذات کے اثر میں کلام کیا، حضرت قدس سرہ نے فرمایا: تو عجیب گدھا ہے۔ وہ دنیوی بڑا معزز تھا یہ لفظ سنتے ہی اس

کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور گردن کی رگیں پھول گئیں اور بدن غیظ سے کانپنے لگا اور حضرت سے اس فرمانے کا شاکی ہوا (شکایت کی)، فرمایا: میں نے تمہارے سوال کا جواب دیا ہے گدھے کے نام کا اثر تم نے مشاہدہ کر لیا کہ تمہارے اتنے بڑے جسم کی کیا حالت کر دی لیکن مولیٰ عزوجل کے نام پاک میں اثر سے منکر ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔"

(فتاوی رضویہ، ج24، ص207، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بحمد اللہ تم

اعتذار

حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ پروف ریڈنگ کی کوئی غلطی نہ ہو لیکن بتقاضائے بشریت اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو قارئین سے التماس ہے کہ ناشر سے رجوع فرمائیں ان شاء اللہ آئندہ اس کو درست کر دیا جائے گا۔